"اللہ کرے تمہارے وزیر اعظم کی ٹانگ ٹوٹ جائے ـــــ اُسے گھسیٹ کر لے جائے" ـــــ عمران نے عورتوں کی طرح کوسنے دینے شروع کر دیئے۔

اسی لمحے میجر ہیرس نے آگے بڑھ کر عمران کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا۔

"خبردار! ـــــ جو وزیر اعظم کی توہین کی ـــــ بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا" میجر ہیرس نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

"واہ! ـــــ کسی قصائی باپ کے بیٹے لگتے ہو ـــــ بہرحال یہ تھپڑ اُدھار رہا" ـــــ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میجر اطمینان رکھو ـــــ تمہارے دل کی تمام حسرتیں پوری ہو جائیں گی۔ مگر وزیر اعظم سے ملنے کے بعد ـــــ فی الحال یہاں سے چلیں" ـــــ کرنل ہمفرے نے میجر ہیرس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

اور میجر ہیرس پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا یہ اچھی طرح باندھ دیئے گئے ہیں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ یہ ہل بھی نہیں سکتے" ـــــ کرنل ہیرنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ جبکہ ہال میں موجود مسلح پہرے دار اسی طرح چوکنے انداز میں وہیں کھڑے رہ گئے۔

حصہ اول ختم شد

ناقابلِ تسخیر مجرم

حصہ دوم

ابوناقہ اسرائیل میں شاگر سرات کی خفیہ گوریلا تنظیم کا سربراہ تھا۔ اس کا گروپ عقاب کہلاتا تھا اور یہ گروپ اسرائیل میں تباہی پھیلانے کے لئے حرکت میں رہتا تھا۔ مگر چھوٹی چھوٹی کارروائیاں اور غیبی ——— ابھی عمارتوں کی تباہی سے زیادہ وہ کچھ نہ کر سکے تھے کیونکہ اسرائیل میں جی۔ پی۔ فائیو کی گرفت بے حد سخت تھی اور ابوناقہ کے لئے یہاں کے حالات انتہائی کٹھن تھے۔ مگر پھر بھی وہ کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا تھا۔

شاگر سرات نے ایک خفیہ کال کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق ابوناقہ کو تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور ان کی ہر ممکن امداد کرنے کے لئے کہا تھا۔

ادھر جب ابوناقہ کو یہ رپورٹ ملی کہ عمران جسے وہ پرنس کے نام سے جانتا تھا اسرائیل میں داخل ہوتے ہی ایک بڑا ڈیم اور اہم ترین پل اڑا دیا ہے تو مسرت سے اس کا روآں روآں ناچ اٹھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب عمران نے ابوناقہ سے ملاقات کی تو وہ عمران سے بڑے احترام سے پیش آیا۔

الوناف نے بڑی محنت کے بعد جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹرز، اپنے آدمی اہم جگہوں پر تعینات کرا رکھے تھے اور یہی لوگ اُسے تمام خبریں دیتے تھے۔ آج جس الوناف جیسے ہی اپنے خفیہ آپریشن روم میں پہنچا۔ اس نے کمرے کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔ الوناف نے اپنے خاص کمرے کی دیواروں پر ایسا میکنزم کر رکھا تھا کہ اگر کوئی ٹرانسمیٹر کال آتی تو بجائے گھنٹی بجنے یا سیٹی بجنے کے کمرے کی دیواروں کا رنگ ہلکا سا تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس طرح وہ سمجھ جاتا کہ اس کے لئے کوئی اہم ترین کال ہے۔ اور وہاں کمرے میں موجود لوگوں کو اس کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی اور الوناف عمران کی ہدایت پر خفیہ ایٹمی لیبارٹری کے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کا بندوبست کر کے ابھی ابھی واپس لوٹا تھا۔

اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے ایک بٹن دبا دیا۔ اب یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گیا تھا۔ پھر الوناف تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کو ایک مخصوص انداز میں دھکیلا۔ میز کا ایک پایہ ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ الوناف نے اس جگہ کو دبایا جہاں میز کا پایہ موجود تھا اور اسی لمحے فرش پر سے سیمنٹ کا ایک بلاک کھٹ سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اس خلا میں ایک چھوٹا سا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا جو فرش میں نصب تھا۔ الوناف نے وہیں فرش پر بیٹھ کر اس کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک آواز سرسراتی ہوئی بلند ہوئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹیپ چل رہا ہو۔ اور یہ واقعی ٹیپ تھا۔ الوناف کے اس جدید ترین ٹرانسمیٹر میں یہی کمال تھا کہ کال ٹیپ کر لیتا تھا۔ بعد میں الوناف اُسے سن لیتا اور پھر جیسے مناسب سمجھتا مزید احکامات دے دیتا۔

چنانچہ بٹن دباتے ہی ٹیپ چل پڑا۔ دوسری طرف سے کوئی سرسراتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"باس! ——— پاکیشیا کے پانچوں جاسوسوں کو سائمن کالونی سے اغوا کر لیا گیا ہے ——— یہ کارنامہ ریڈ آرمی کے چیف ہیرس نے سرانجام دیا ہے ——— انہیں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں رکھا گیا ہے ——— وزیراعظم ان سے ملنے گئے ہوئے ہیں ——— وزیراعظم کے جانے کے بعد انہیں گولی مار دی جائے گی ——— اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ ختم ہو گیا۔

"اوہ! ——— یہ تو بہت برا ہوا" ——— الوناف نے پریشان ہو کر سوچا اور پھر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو ——— عقاب بول رہا ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیڈ عقاب۔ اوور" ——— الوناف نے جواب دیا۔

"کیا میری رپورٹ مل گئی باس! اوور" ——— ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں! ——— اسی سلسلے میں بات کر رہا ہوں ——— اب کیا پوزیشن ہے اوور؟" الوناف نے پوچھا۔

"حالات بے حد خراب ہیں ——— وزیراعظم دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر پہنچنے والے ہیں ——— ان کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پاکیشیائی کہاں ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں۔ اوور" ——— الوناف نے پوچھتے ہوئے کہا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر کے خفیہ تہہ خانے میں ہیں ۔۔۔ انہیں چمڑے کے تسموں سے بنچوں پر مضبوطی سے جکڑ دیا گیا ہے ۔۔۔ اس وقت وہاں تین مسلح پہرے دار موجود ہیں ۔۔۔ میجر پیرس ۔ کرنل جیمز ۔۔۔ اور کرنل ڈیوڈ ابھی ابھی ہو کر آئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ ہم نے انہیں ہر قیمت پر وہاں سے رہا کرانا ہے ۔۔۔ اور صحیح حالت میں ۔۔۔ کوئی تجویز۔ اوور" ۔۔۔ ابوکافہ نے کہا۔

"جناب ۔۔۔ پورے ہیڈ کوارٹر کے گرد مسلح فوجیوں کا زبردست پہرہ ہے ایسی حالت میں ان کی رہائی تقریباً ناممکن ہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا ان پہرے داروں میں ہمارا کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اوور" ابوکافہ نے پوچھا۔

"اگر آپ حکم دیں تو میں خود کوشش کرتا ہوں ۔۔۔ ان میں ایک آدمی جو میرے قد و قامت کا ہے اور ان پہرے داروں کا انچارج ہے ۔۔۔ میں اس کا میک اپ آسانی سے کر سکتا ہوں اور اس کی جگہ لے سکتا ہوں مگر اسے ختم کرنا پڑے گا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی پرواہ نہیں ۔۔۔ تم فوراً اس کی جگہ لو اور مقررہ ٹائم پر ٹرانسمیٹر ہوا تک پہنچا دو ۔۔۔ پھر میں اس سے براہ راست بات کر کے کوئی پروگرام ترتیب دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ ابوکافہ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ۔۔۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں انتظار کروں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ابوکافہ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر تیزی سے ایک اور فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو عقاب بول رہا ہوں اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ابوکافہ نے کہا۔ لہجہ باوقار تھا۔

"یس باس ۔۔۔ دوسرا عقاب بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"دارالحکومت میں اس وقت کتنے عقاب موجود ہیں ۔۔۔ جو فعال گروپ میں کام کرتے ہوں۔ اوور" ۔۔۔ ابوکافہ نے پوچھا۔

"دس جناب۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہمارے پانچ غیر ملکی دوست اس وقت ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں ۔۔۔ وزیراعظم ان سے ملنے آ رہے ہیں ۔۔۔ دو گھنٹے بعد وہ ان سے ملیں گے ۔۔۔ ان کے ملنے کے بعد انہیں گولی مار دی جائے گی ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پانچوں کو رہا کرایا جائے ۔۔۔ آٹھواں عقاب اندر کام کر رہا ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ دسوں فعال عقابوں کو لے کر ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کے گرد غیر محسوس طریقے سے پھیل جاؤ ۔۔۔ تمہارے پاس بلاسٹر اور تیز رفتار گاڑیاں ہونی چاہئیں ۔۔۔ اور ٹی فائیو ٹرانسمیٹر بھی ۔۔۔ بلاوے کی ساعت کیلئے پوری طرح تیار رہنا ۔۔۔ باقی احکامات ٹی فائیو ٹرانسمیٹر پر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ابوکافہ نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اب وہ کرسی پر بیٹھا آنے والے وقت کے متعلق سوچ رہا تھا۔ پہلے تو

اس کا خیال تھا کہ وہ ہیڈ کوارٹر پر چڑھ دوڑے اور وہاں تباہی اور افراتفری پھیلا کر اپنے ساتھیوں کو لے جائے گا ۔۔۔ مگر پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا کیونکہ جانتا تھا کہ ٹیپا منظم کے وہاں آنے کی وجہ سے وہاں زبردست حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے اور ایسی صورت میں کوئی انتہا پسندانہ اقدام نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

الیونذر چونکہ عمران کی صلاحیتوں سے بے حد متاثر تھا اس لیے اس نے اس سے بات کر کے پروگرام مرتب کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

الیونذر کو پورا یقین تھا کہ آنخطوران عقاب یقیناً کام دکھائے گا کیونکہ وہ بے حد ذہین اور باصلاحیت ہے اور اب اُسے اس کی کال کا انتظار تھا تاکہ فوری طور پر کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

کرنل ہیمرخ، میجر ہیرس اور کرنل ڈیوڈ کے جاتے ہی عمران کے قریب موجود کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب ۔۔۔ ان کم بختوں نے کچھ اس طرح باندھا ہے کہ رہائی کی کوئی صورت ہی نہیں ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل پہرے داروں کی وجہ سے کوڈ ورڈز میں گفتگو کر رہا تھا۔

"میں تو سوچ رہا ہوں کہ تین گھنٹے مل گئے ہیں ۔۔۔ آرام سے ایک نیند ذالی" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ عمران اس وقت کچھ سوچنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔

پھر ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے پہرے داروں کے انچارج کو اشارے سے بلایا اور خود باہر نکل گیا۔

آدھے گھنٹے بعد انچارج دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"تم سب لوگ الٹیوں سے کھڑے ہو جاؤ ——— ابھی وزیر اعظم کے آنے میں کافی دیر ہے ——— اور مجرم بندھے ہوئے ہیں" ——— انچارج نے پہریداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پہریداروں نے جو سٹین گنوں کو عمران وغیرہ کی طرف سیدھا کئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے، یکدم ڈھیلے پڑ گئے۔ اور انہوں نے طویل سانس لیتے ہوئے سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکا لیں اور آرام سے کھڑے ہو گئے۔

انچارج اب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔

عمران آنکھیں بند کئے خاموش پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ واقعی سو گیا ہو۔

انچارج نے عمران کے قریب پہنچ کر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور پھر پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔

"الو کی دم! ——— دیکھو کیسے مزے سے سو رہا ہے" ——— انچارج نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

تھپڑ لگتے ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں جس کی آنکھوں میں وحشت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"الوناقہ سے بات کرو" ... اچانک انچارج نے انتہائی مدھم لہجے میں کہا اور عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران کو احساس ہو گیا تھا کہ تھپڑ کے ساتھ ہی اس کے کان سے کوئی چھوٹا بٹن چپک گیا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے کان میں الوناقہ کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

"پرنس! ——— میں الوناقہ بول رہا ہوں ——— انچارج ہمارا آدمی ہے ——— تم افریقی زبان میں مجھ سے بات کر سکتے ہو ——— تمہاری بڑبڑاہٹ بھی مجھے پہنچ جائے گی ——— میں اپنا پلان سے تمہاری رہائی چاہتا ہوں ——— میرے آدمی عمارت کے چاروں طرف اور تیز رفتار کاریں لئے موجود ہیں ——— اب تم کوئی تجویز بتاؤ" الوناقہ نے کہا۔

"الوناقہ! ——— میرا پروگرام یہ ہے کہ جب وزیر اعظم ہم سے ملنے کے لئے آئے تو میں اسے یرغمال بنا لوں اور اس کی زندگی کے بدلے اپنے ساتھیوں کو رہا کرا لوں" ——— عمران نے آنکھیں بند کئے افریقی زبان میں بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— واقعی انتہائی کامیاب ترکیب ہے ——— مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب بری طرح بندھے ہوئے ہو" ——— الوناقہ نے کہا۔

"ہاں! ——— انہوں نے واقعی چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے ہمیں باندھ رکھا ہے ——— مگر ان سے ایک چھوٹی سی غلطی ہوئی ہے ——— میرے ہاتھ بازو کندھوں سے بندھے ہوئے ہیں اور بیلٹوں کے بکسوئے پیچ کے پیچھے ہیں جو کھڑے ہوئے افراد کو نظر نہیں آ سکتے ——— اس لئے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں نے وہ بکسوئے کھول دیئے ہیں ——— اور اب صرف ایک جھٹکے کی ضرورت ہے اور پھر میں آزاد ہوں گا ——— وزیر اعظم کو میں یرغمال بنا لوں گا ——— لیکن تم اتنی امداد کرو کہ عمارت سے باہر مجھے ریسیو کر لو ——— ہم وزیر اعظم کو ساتھ لے کر چلیں گے اور پھر مناسب جگہ پر انہیں کار سے نیچے دھکیل دیں گے ——— اس کے بعد مناسب خفیہ جگہ پر پہنچانا اور پولیس سے نپٹنا تمہارے آدمیوں کا کام ہے" ——— عمران نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا اس

کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نیند میں بڑبڑا رہا ہو۔ الٹا زبان ہونے کی وجہ سے اس کی بڑبڑاہٹ کسی کے پلے نہ پڑ رہی تھی۔

"وری گڈ پلاننگ پرنس! ——— لاجواب پروگرام ہے ——— میں آپ کی صلاحیتوں کی داد دیتا ہوں ——— ٹھیک ہے۔ میں اپنے آدمیوں کو الرٹ کرا دوں گا ——— ایک بار آپ وزیراعظم سمیت باہر نکل آئیں ——— باقی میں سنبھال لوں گا ——— کوڈ عقاب ہوگا ——— تھینک یو" ——— الونا کی چہکتی ہوئی سنائی دی اور اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔

پھر وہ سکے ملے انچارج جواب تک خاموش کھڑا تھا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"یہ بڑبڑاہٹ بند کرو ——— ورنہ گولی مار دونگا"...... انچارج نے عمران کے قریب آ کر سخت لہجے میں کہا

اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آنکھیں بند کئے خاموشی سے لیٹا رہا۔ اس کے ساتھی حیران تھے کہ عمران آخر کیا کر رہا ہے ——— وہ بڑبڑا رہا ہے اور خاموش ہے ——— مگر سوائے انتظار کرنے کے وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے؟

پھر ایک طویل وقت اسی طرح گزر گیا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل ہیرخ اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی تمام پہرے دار چوکنے ہو گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے سٹین گنیں کاندھوں سے اتار لیں۔

"کیا سب ٹھیک ہے ——— ؟ وزیراعظم بس کسی بھی لمحے پہنچنے والے ہیں" ——— کرنل ہیرخ نے تیز لہجے میں انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر! ——— سب ٹھیک ہے ——— آپ بے فکر رہیں" ——— انچارج نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

کرنل ہیرخ نے تیز نظروں سے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد عمارت میں ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور چند قدموں کی آوازیں ابھریں آنے والے اسی کمرے میں آ رہے تھے۔ کمرے میں موجود تمام پہرے دار چوکنے ہو گئے۔

کمرے میں داخل ہونے والا پہلا آدمی کرنل ہیرخ تھا۔ اس نے تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر دروازہ سے ایک طرف ہٹ گیا۔

دوسرے لمحے وزیراعظم کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ درمیانے قد اور ادھیڑ عمر کے آدمی تھے۔ مگر آنکھوں سے ذہانت اور عیاری کی جھلکتی تھی۔ ان کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور کرنل ڈیوڈ کے بعد میجر پیرس کمرے میں داخل ہوا۔

"جناب! ——— یہ ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جاسوس ——— اور یہ ان کا سربراہ علی عمران" ——— کرنل ہیرخ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ——— میجر پیرس نے واقعی کمال کر دیا ہے ——— ان خطرناک جاسوسوں کی اس قدر تیز رفتاری سے گرفتاری واقعی قابل داد ہے" ——— وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے عمران کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم یا وزیراعظم" ——— عمران نے ان کے قریب پہنچتے ہی بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ" ۔ وزیراعظم عمران کے گھبرائے اطمینان بھرے لہجے پر چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔

"تم پاکیشیا کے باشندے ہو۔۔۔؟" وزیراعظم نے سوال کیا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ پاکیشیا میری ہونے والی سسرال ہے۔۔۔ آپ میری شادی پر آئیں گے نا۔۔۔" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ پاگل ہو گیا ہے۔۔۔" وزیراعظم تیزی سے پیچھے کھڑے کرنل ڈیمرنج کی طرف گھومے اور ان کی پشت عمران کی طرف ہو گئی۔ اور شاید عمران کو اسی لمحے کا انتظار تھا۔ اس نے اچانک اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور بکسوؤں میں اٹکی ہوئی چمڑے کی بیلٹیں کھلتی چلی گئیں۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا۔ عمران کسی چیتے کی طرح وزیراعظم پر جا پڑا۔ اس کا ایک بازو وزیراعظم کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر میں لپٹ گیا اور جب تک اس اچانک افتاد سے کمرے میں موجود پہریدار سنبھلتے۔ عمران وزیراعظم کو گھسیٹتا ہوا قریبی دیوار تک لیتا چلا گیا۔

"خبردار! ۔۔۔ میں وزیراعظم کی گردن توڑ دوں گا۔۔۔" عمران نے وزیراعظم کی گردن میں حمائل بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

اور کمرے میں موجود سب افراد بت بنے کھڑے رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔

"جیسا میں کہوں ۔۔۔ ویسے کرتے جاؤ۔۔۔ ورنہ یاد رکھو تمہارا وزیراعظم جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔۔۔ اور میرا وعدہ ہے کہ اگر تم نے میرے احکامات کی تعمیل کی تو میں وزیراعظم کو زندہ سلامت ان تک پہنچا دوں گا۔۔۔" عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

وزیراعظم کی بری حالت تھی۔ ان کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ عمران کا بازو انتہائی سختی سے ان کی گردن کے گرد جما ہوا تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔۔۔؟" اچانک کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں غصہ اور بے بسی کی ملی جلی کیفیات نمایاں تھیں۔

"میرے ساتھیوں کو رہا کرو۔۔۔ اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں دے دو۔۔۔ جلدی ورنہ۔۔۔۔۔۔" عمران نے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور وزیراعظم کی زبان باہر نکل آئی۔

وزیراعظم کی حالت دیکھ کر وہ سب تیزی سے حرکت میں آئے اور چند لمحوں بعد ہی عمران کے ساتھی آزاد ہو چکے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی پہنچ چکی تھیں۔

"سب لوگ باہر نکل جائیں۔۔۔ ہم سب سے آخر میں آئیں گے۔۔۔ جب تک ہم عمارت سے باہر نہ پہنچ جائیں۔۔۔ اگر میں نے محسوس کیا کہ تم لوگ کوئی چالاکی کر رہے ہو تو۔۔۔" عمران نے بازو کو ایک اور جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"تم وزیراعظم کو کچھ نہ کہو۔۔۔ تمہارے ہر حکم کی تعمیل ہو گی۔۔۔" کرنل ڈیوڈ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے بازو کی گرفت ذرا ڈھیلی کر دی۔

پھر کرنل ڈیمرنج تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور پھر چند لمحوں بعد وہ بھاگتا ہوا واپس آیا۔

"سب انتظامات ہو گئے ہیں۔۔۔ تم بے فکر رہو۔۔۔" کرنل ڈیمرنج نے

عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے میں موجود پہرے داروں کو بھی باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

پہلے میجر ہیرس ——— پھر کرنل ہیمرخ ——— اور پھر کرنل ڈوڈ کمرے سے باہر نکلا۔

اس کے بعد عمران وزیراعظم کو لئے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے ایک کمانڈو سٹین گنیں سنبھالے باہر آ گئے۔ تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر آئے پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ عمارت کے صدر دروازے تک پہنچ گئے

جیسے ہی عمران وزیراعظم کو لئے صدر دروازے پر پہنچا۔ ایک کار انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی صدر دروازے کے پاس آئی اور رک گئی۔

"عقاب" ——— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ایک نوجوان نے چیخ کر کہا۔ اور عمران نے صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو اس کار میں بیٹھنے کے لئے کہا۔

وہ تینوں تیزی سے کار میں بیٹھ گئے اور کار برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

"اب میں سفر کر رہا ہوں پرنس!" ——— عمران کے کانوں میں الوناڈ کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ایک اور کار صدر دروازے پر آ کر رک گئی۔

"سنو کرنل ہیمرخ! ——— میں وزیراعظم کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں — میں اپنے وعدے پر قائم ہوں کہ وزیراعظم زندہ سلامت تمہیں واپس مل جائیں گے ——— لیکن اگر تم نے ہماری کاروں کا تعاقب کیا ——— یا ——— ہم پر فائرنگ کرنے ——— یا ——— ہمیں روکنے کی کوشش کی تو پھر" عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور پھر وزیراعظم کو لئے تیزی سے کا

ئی بڑھا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر عقبی نشست کا دروازہ کھول دیا اور عمران وزیراعظم کو لئے تیزی سے عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ جوزف ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"بہت خوب پرنس بہت خوب! ——— اب اس وزیراعظم کا گلا گھونٹ دو ——— اس شیطان نے ہمارا ناطقہ بند کر رکھا ہے" ——— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے الوناڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں! ——— تم نے کیا پروگرام بنایا ہے ——— میرا خیال ہے کہ ہیلی کاپٹروں سے ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہوگا" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا ——— بہرحال ہم تھوڑی دیر بعد یہ کاریں چھوڑ دیں گے ——— یہ چوری کی کاریں ہیں" ——— الوناڈ نے کہا اور اس نے تیزی سے کار کا رخ ایک تنگ سڑک کی طرف موڑ دیا۔ اس سڑک پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا کیونکہ یہاں سٹریٹ لائٹیں نہیں تھیں۔

پھر الوناڈ نے کچھ دور آگے جا کر کار روک دی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"باہر آ جاؤ" ——— الوناڈ نے کہا۔

اسی لمحے عمران نے وزیراعظم کی گردن کو مخصوص انداز میں بازو سے دبایا اور وزیراعظم کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے وزیراعظم کو سیٹ پر دھکیلا اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"میرے پیچھے آؤ" ——— الوناڈ نے کہا اور وہ تینوں بھاگتے ہوئے

سڑک کراس کر کے ایک تنگ سی گلی میں گھس گئے۔

ابوناظر نے گلی میں واقع ایک مکان کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔

ابوناظر، عمران اور جوزف کو ہمراہ لئے مکان میں داخل ہو گیا۔ نکاسی صحن میں گٹر کا دہانہ موجود تھا جس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اور لوہے کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

ابوناظر نیچے اترتا چلا گیا۔ پھر جوزف اور آخر میں عمران نیچے۔ عمران نے نیچے اترتے ہی باہر پڑا ہوا ڈھکن واپس دہانے پر رکھ دیا۔ گٹر خشک تھا اور خاصا تنگ تھا۔

"یہ پرانا گٹر ہے ـــــ جو اب خشک ہو چکا ہے" ـــــ ابوناظر نے جیب سے ٹارچ نکالتے ہوئے کہا اور پھر ٹارچ کی روشنی میں وہ آگے چلے گئے۔

کافی طویل سفر طے کرنے کے بعد ایک جگہ گٹر میں روشنی دیکھ کر ابوناظر کی رفتار سست پڑ گئی۔ یہ روشنی اوپر سے آ رہی تھی جہاں بھی ایک دہانہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔

ابوناظر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر گیا اور پھر اس نے عمران اور جوزف کو بھی اوپر آنے کا اشارہ کیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک دوسرے مکان میں کھڑے دیکھا۔

ابوناظر کی رہنمائی میں اس مکان سے نکل کر وہ آگے بڑھے اور پھر مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک گلی کے سرے پر آئے جہاں ایک کار موجود

ہوئی تھی۔

ابوناظر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور عمران اس کے ساتھ بیٹھ گیا جب کہ جوزف عقبی سیٹ پر رینگ گیا۔ اب ابوناظر خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

"اب تک انہیں بے ہوش وزیر اعظم مل گیا ہوگا ـــــ اور اب وہ پوری رفتار سے ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بے ہوش وزیر اعظم! ـــــ تو کیا آپ نے اس کا خاتمہ نہیں کیا تھا" ـــــ؟ ابوناظر نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں!... میں وعدہ کر چکا تھا" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا اور ابوناظر خاموش ہو گیا۔

مختلف تنگ سڑکوں سے گزرنے کے بعد ابوناظر نے کار ایک گیراج میں لا کر کھڑی کر دی اور پھر وہ تینوں باہر آ گئے۔

ابوناظر نے گیراج کا دروازہ بند کر دیا اور ایک بار پھر وہ مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک بڑے سے مکان کے دروازے پر پہنچ گئے۔ ابوناظر نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔

دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔

"مہمان پہنچ گئے ـــــ؟" ابوناظر نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

اور ابوناظر نے اطمینان سے سر ہلایا اور پھر وہ عمران اور جوزف کو لئے

ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

وہاں صفدر ۔۔۔۔ جولیا ۔۔۔۔ اور کیپٹن شکیل پہلے سے ہی موجود تھے۔

"یہ تو صبح اپنا بٹن نما ٹرانسمیٹر ۔۔۔۔ اس کے لئے مجھے ایک گھنٹہ کھونا پڑ گیا" ۔۔۔۔ عمران نے کان کے اندر سے بٹن نما ٹرانسمیٹر نکال کر الوناقہ کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آرام کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"آپ نے لاجواب ترکیب سوچی تھی پرنس! ۔۔۔۔ وزیر اعظم کی وجہ سے وہ چوہوں کی طرح بے بس ہو گئے تھے" ۔۔۔۔ الوناقہ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔۔ اس وقت تو وہ بے بس ہو گئے تھے ۔۔۔۔ مگر اب زخمی چیتوں کی طرح ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔۔ وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکتے" ۔۔۔۔ الوناقہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی مجھے تو نیند آ رہی ہے ۔۔۔۔ کم بختوں نے سونے ہی نہیں دیا" ۔۔۔۔ عمران نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں ملازم کو بھیجتا ہوں ۔۔۔۔ وہ آپ کو خوابگاہ تک پہنچا دے گا ۔۔۔۔ میں صبح آؤں گا ۔۔۔۔ ذرا شہر کے حالات معلوم کر لوں" ۔۔۔۔ الوناقہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

وزیر اعظم کا پانچ آدمیوں کے ہیڈکوارٹر سے یوں دیدہ دلیری سے اغوا ایک ایسا واقعہ تھا جو اسرائیل کے اعلیٰ حکام کے لئے ایک خوفناک دھماکہ ثابت ہوا۔ گو وزیر اعظم تھوڑی دیر بعد ہی تاریک سڑک پر کار میں بیہوش پڑے مل گئے تھے مگر اس کے باوجود یہ واقعہ اس قدر سنگین تھا کہ پوری حکومت میں زلزلہ آ گیا اور صدر مملکت نے فوری طور پر ایک ٹاپ سیکرٹ ہنگامی میٹنگ کال کر ڈالی۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کا میٹنگ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تمام محکموں کے چیف موجود تھے ۔۔۔۔ مسلح افواج کے سربراہ ۔۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ ۔ ہارکر کا کرنل بیورخ ۔۔۔۔ جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ ۔۔۔۔ غرضیکہ ملک کے تمام اعلیٰ ترین حکام میٹنگ ہال میں موجود تھے ۔۔۔۔ وزیر اعظم بھی ایک طرف کرسی پر خاموش بیٹھے تھے۔

چند لمحوں بعد ہال کا خفیہ دروازہ کھلا اور صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو تمام افراد احتراماً کھڑے ہو گئے۔ اور پھر صدر مملکت کے بیٹھنے کے بعد سب لوگ بیٹھ گئے۔

"کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ رپورٹ پیش کرو" ۔۔۔ صدر مملکت نے جی۔ پی۔ فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر! ۔۔۔ مجرموں کے اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے ہمارے انٹیلی جنس آفس سے رپورٹ دی گئی کہ شاگر سرات نے پاکیشیا کے سرکاری دورے کے دوران پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے سربراہ "ایکسٹو" سے ایک خصوصی ملاقات کی ہے ۔۔۔ مگر اس ملاقات کی تفصیلی رپورٹ مہیا نہ ہو سکی ۔۔۔ بہرحال ہم اس رپورٹ پر ہی اس نتیجے پر پہنچا کر شاید شاگر سرات نے ہمارے ملک میں تباہی اور نقصان رسانی کے لئے ایکسٹو کی خدمات حاصل کی ہوں۔ اس سلسلے میں ہم نے جی۔ پی۔ فائیو کے تمام ممبروں کو پوری طرح الرٹ کر دیا اور پھر دوسرے دن صحرائی سرحدی بستی میں کچھ مشکوک لوگوں کا پتہ چلایا گیا ۔۔۔ ہم نے انہیں گرفتار کرنا چاہا ۔۔۔ مگر وہ وہاں سے نکل کر سرحدی قصبے اسلم پہنچ گئے ۔۔۔ ہم نے اسلم کی مکمل ناکہ بندی کر لی۔ مگر اس دوران ڈیم ٹوٹ گیا اور پانی آنے کی وجہ سے قصبے میں جو افراتفری پیدا ہوئی اس سے مجرموں نے فائدہ اٹھایا اور نکل بھاگے ۔۔۔ یہاں سے مجرموں کے دو گروپ ہو گئے ۔۔۔ ایک گروپ نے پل اڑا دیا ۔۔۔ دوسرے گروپ کے ہاتھوں سے ایک ٹرین تباہ ہونے سے بچ گئی۔ بہرحال دونوں گروپوں کو گرفتار کر لیا گیا ۔۔۔ ایک گروپ کو پولیس اور جی۔ پی۔ فائیو کے کارکن پولیس کاروں کے ذریعے تل ابیب لا رہے تھے ۔۔۔ وہ یہاں آ کر بھاگ نکلے ۔۔۔ دوسرے گروپ کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے لایا جا رہا تھا ۔۔۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جی۔ پی۔ فائیو کے دو اعلیٰ عہدیدار جو انہیں ہمراہ لا رہے تھے انہیں ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا دیا گیا ۔۔۔ ان کی مسخ شدہ لاشیں مل گئی ہیں ۔۔۔ ہیلی کاپٹر کے

پائلٹ کو بیہوش کر دیا گیا اور مجرم نکل بھاگے ۔۔۔ ایسی پوزیشن میں ہم نے مجبوراً ریڈ آرمی کو حرکت میں لایا جائے۔ چنانچہ میں نے ریڈ آرمی کے کرنل ہیرخ کو آرڈر دے دیا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ رپورٹ دیجئے" ۔۔۔ صدر مملکت نے کرنل ہیرخ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جب مجھے یہ کیس دیا تو میں نے اپنے محکمے کے ذہین جاسوس میجر پیرس کو مجرموں کا کھوج نکالنے کے لئے کہا۔ اور میجر پیرس نے انتہائی برق رفتاری سے کام کیا اور چند گھنٹوں میں پانچوں مجرموں کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا ۔۔۔ میں نے جناب وزیراعظم سے اس سلسلے میں بات کی ۔۔۔ جناب وزیراعظم نے ان کی سیاسی حیثیت کی بنا پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود ان مجرموں سے بات کر کے اندازہ لگائیں گے کہ کیا واقعی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارکن ہیں اور شاگر سرات کی وجہ سے یہاں آئے ہیں تاکہ سیاسی سٹنٹ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے ۔۔۔ چنانچہ وزیراعظم صاحب ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر تشریف لائے ۔۔۔ تمام مجرم ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے اور دس مسلح پہریدار ان کی نگرانی کر رہے تھے ۔۔۔ نجانے کس طرح مجرموں کے سربراہ نے وہ ہتھکڑیاں کھول لیں اور اس نے جناب وزیراعظم کو یرغمال بنا لیا ۔۔۔ ہم جناب وزیراعظم کی زندگی کی خاطر خاموش رہے اور مجرم نکل بھاگے ۔۔۔ وزیراعظم صاحب چند منٹ بعد ایک سڑک پر کار میں بیہوش پڑے مل گئے ۔۔۔ مگر مجرم غائب ہو گئے ۔۔۔ ان کی تلاش ابھی تک جاری ہے" ۔۔۔ کرنل ہیرخ نے وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے وزیراعظم کی زندگی بچانے اور مجرموں کی گرفتاری کے لئے فوری طور پر کیا اقدامات کئے" ـــــ ؟ صدر مملکت نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ــــ چونکہ مجرموں نے دھمکی دی تھی کہ اگر ان کی کارروائی کو روکا گیا تو وہ وزیر اعظم صاحب کو ہلاک کر دیں گے ــــ اس لئے ہم فوری طور پر پولیس کا ہیڈ کوارٹر حرکت میں لے آئے ــــ تاکہ مجرموں کا تعاقب ان کی لاعلمی میں کیا جائے ــــ مگر مجرم بے حد چالاک، ہوشیار اور خطرناک تھے۔ وہ کاریں چھوڑ کر نکل گئے ــــ اور وہ کاریں بھی چوری کی نکلیں۔ اس طرح ہمارے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے" ــــ کرنل بیرنج نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجرم اگر چاہتے تو وزیر اعظم کو ہلاک کر سکتے تھے" صدر مملکت نے انتہائی غضیلے لہجے میں کہا۔

کرنل بیرنج نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ندامت سے سر جھکائے کھڑا رہا۔

"مجرم مجھے جس کار میں لے گئے تھے اس کا ڈرائیور اس بات پر اصرار کر رہا تھا کہ مجھے ہلاک کر دیا جائے ــــ مگر اس کے ساتھی نے اس کی بات نہ مانی اور مجھے صرف بے ہوش کر کے چھوڑ دیا" ــــ وزیر اعظم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس سے ظاہر ہوتا ہے جناب ــــ کہ کاریں لے آنے والے مجرم اور تھے اور سیکرٹریٹ سے بھاگنے والے مجرم اور تھے ــــ اگر وہ ایک ہوتے تو یقیناً ایک دوسرے کی بات مانتے" ــــ ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے

غلط ہو کر کہا۔

"بالکل یہ بات درست ہے ــــ مجرموں کے یہ دو گروہ تھے ــــ اور ڈرائیور مجھے یہیں کا باشندہ معلوم ہوتا تھا" ــــ وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ ان مجرموں کی گرفتاری کیسے ہو ــــ ہم ان کی واپسی پورے تل ابیب کی تلاشی تو نہیں لے سکتے" ــــ صدر مملکت نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"جناب! ــــ ان کی تلاش بھرپور طریقے سے جاری ہے ــــ پولیس، آرمی اور ریڈ آرمی کے تمام آدمی ان کی تلاش میں مصروف ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان کا کھوج مل جائے گا" ــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"مگر جناب! ــــ پہلے یہ بات سوچنی چاہئے کہ ان خطرناک مجرموں کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے ــــ اگر ہمیں ان کے مقصد کا علم ہو جائے تو یقیناً ہم حفاظتی اقدامات کے ذریعے ان کو گرفتار کر سکتے ہیں" ــــ وزارت دفاع کے چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ہاں! ــــ یہ بات اہم ہے ــــ کرنل بیرنج آپ کا کیا خیال ہے؟" صدر مملکت نے کہا۔

"جناب! ــــ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ــــ مجرم یہاں کسی بہت بڑے مشن پر آئے ہیں ــــ ایک ایسا مشن جس سے اسرائیل کو بہت نقصان پہنچایا جا سکے" ــــ کرنل بیرنج نے کہا۔

"وہ مشن کیا ہو سکتا ہے" ــــ؟ صدر مملکت نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے دفاعی نظام کی تفصیلات حاصل کرنے آئے ہوں تاکہ عرب ممالک اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں" ——— وزارت دفاع کے چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ہاں! ——— یہ بھی ہو سکتا ہے ——— کوئی اور تجویز؟" ——— صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— میرا خیال ہے ——— اتنے خطرناک مجرم کہیں ہماری ایٹمی لیبارٹری کو تباہ کرنے نہ آئے ہوں ——— کیونکہ ہماری ایٹمی لیبارٹری اور اس میں ہونے والے کام سے تمام عرب ممالک بری طرح خوف زدہ ہیں" چیف سیکرٹری وزارت تحقیق و سائنسی ایجادات نے اٹھ کر کہا۔

"اوہ! ——— یہ بھی ممکن ہے ——— بلکہ میرا خیال ہے کہ ان کا مشن یہی ہوگا کیونکہ دفاعی نظام کی تفصیلات چوری ہونے کے فوراً بعد چند گھنٹوں میں تبدیل کی جا سکتی ہیں ——— البتہ ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کا مسئلہ دوسرا ہے اگر یہ لیبارٹری تباہ کر دی گئی تو اسرائیل دفاعی لحاظ سے نہ صرف انتہائی کمزور ہو جائیگا بلکہ بہت پیچھے رہ جائے گا" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے جناب ——— ہمیں چاہیئے کہ ہم ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کی کڑی حفاظت کریں اور جب کہ اس وقت جن نئی ایجادات پر ریسرچ ہو رہی ہے ——— وہ اتنی اہم ہے کہ اگر اس کا انکشاف بھی ہو گیا تو پوری دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا ——— اور ہو سکتا ہے کہ وہ سپر پاور جو ہماری حمایتی ہے وہ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ جائے ——— یا وہ ایجادات خود لے اڑے" ——— وزیراعظم نے کہا۔

"ہاں! ——— یہ بات درست ہے ——— تو پھر یہ طے رہا کہ مجرم دونوں

سائیڈوں پر وار کر سکتے ہیں ——— ایک دفاعی نظام کی تفصیلات پر اور دوسرا ریسرچ لیبارٹری پر ——— ہمیں دونوں اطراف پر چوکنا رہنا چاہیئے ——— میں ملٹری انٹیلی جنس کو ——— دفاعی نظام والی سائیڈ کی حفاظت پر مامور کرتا ہوں اور ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کے لئے ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو کام کرے گی" ——— صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے جناب" ——— کرنل ہمیرج، کرنل ڈیوڈ اور ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے بیک وقت کہا۔

"اور دیکھو! ——— اس سلسلے میں معمولی سی غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی ——— آپ تینوں کو ہنگامی حالات کے تحت ریڈ آرڈر دیئے جاتے ہیں ——— ان آرڈرز کے تحت آپ ہر وہ قدم اٹھا سکتے ہیں جو ضروری محسوس کریں اور کسی سے اجازت یا حکم لینے کی ضرورت نہیں" ——— صدر مملکت نے کہا۔

اور ان تینوں نے سر جھکا دیا۔

"میٹنگ برخاست ——— میں جلد از جلد مجرموں کی زندہ یا مردہ صورت میں گرفتاری چاہتا ہوں" ——— صدر مملکت نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے خفیہ دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

میٹنگ میں موجود تمام افراد باری باری میٹنگ ہال سے باہر نکلے اور پھر اپنی اپنی کاروں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

جلد ہی ہال خالی ہو گیا۔

ہال کے باہر موجود نگرانی کرنے والوں کا انچارج فال ہال میں داخل ہوا اور پھر وہ سیدھا ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک جگہ

سے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے قالین کا سرا اٹھایا اور اس کے نیچے سے ایک چھوٹا سا آلہ اٹھایا اور تیزی سے جیب میں ڈال لیا۔

یہ ایک جدید ترین ٹیپ ریکارڈر تھا جس میں میٹنگ کی تمام کارروائی ٹیپ ہو چکی تھی۔

ٹیپ جیب میں ڈال کر وہ ہال سے باہر نکلا اور پھر اس نے نگرانی پر موجود تمام سپاہیوں کو آف کر دیا اور خود بھی پریذیڈنٹ ہاؤس سے باہر نکل گیا۔



ایک چھوٹے سے کمرے میں اس وقت چھ افراد موجود تھے۔ وہ سب ایک میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میز کے درمیان میں ایک ٹیپ ریکارڈر چل رہا تھا۔ وہ سب خاموشی سے بیٹھے ٹیپ سن رہے تھے یہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں کال کی جانے والی ہنگامی مگر ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کی کارروائی تھی۔

میز کے گرد بیٹھے ہوئے چھ افراد میں پانچ تو عمران اور اس کے ساتھی

تھے جب کہ چھٹا الوناڈ تھا جو ابھی ابھی یہ ٹیپ لے کر آیا تھا۔

جب ٹیپ ریکارڈر سے آواز نکلنی بند ہو گئی تو الوناڈ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اب پوری طرح چوکنے ہو گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ ریڈ آرڈر کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اب وسیع ترین اختیارات کے حامل ہیں۔ وہ جسے چاہیں اور جس وقت چاہیں بغیر کوئی وجہ بتائے گولی مار سکتے ہیں ۔۔۔ چاہے وہ ملک کا کتنا بڑا عہدے دار ہی کیوں نہ ہو" ۔۔۔ الوناڈ نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کے متعلق تفصیلات مل گئیں" ۔۔۔ عمران نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس ۔۔۔ میں لے آیا ہوں" ۔۔۔ الوناڈ نے کہا اور پھر جیب سے ایک بڑا کاغذ نکال کر اس نے میز پر پھیلا دیا۔

"یہ ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کا بیرونی نقشہ ہے ۔۔۔ اندر کی تفصیلات ہم حاصل نہیں کر سکے ۔۔۔ البتہ حفاظتی انتظامات کی کچھ تفصیلات مل گئی ہیں ۔۔۔ یہ لیبارٹری تل ابیب سے شمال مشرق کی طرف تقریباً ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور اس لیبارٹری سے پچاس میٹر کے دائرے میں کوئی عمارت نہیں ہے ۔۔۔ پوری لیبارٹری زیر زمین بنائی گئی ہے باہر چار دیواری ڈال کر اور چھتہ کرے بنا کر وہاں سرکاری نرسری قائم کی گئی ہے ۔۔۔ جہاں پھولوں کے پودے کاشت کیے جاتے ہیں اور پھر انہیں سرکاری طور پر تقسیم کیا جاتا ہے ۔۔۔ دوسرے لفظوں میں

وہاں بظاہر ایک سرکاری پلانٹ نرسری قائم ہے ——— مگر اندر
لیبارٹری ہے جس کا راستہ بھی اندر سے ہی کہیں جاتا ہے ——— اور
میں مالیوں کے روپ میں مسلح فوجی رہتے ہیں ——— نرسری کے چپے چپے پر
سرچ لائٹیں ہیں جو اس انداز میں بنائی گئی ہیں جیسے پودوں کو گرمی پہنچانے
کے لئے انتظام کیا گیا ہو ——— تمام نرسری کو فوٹو الیکٹرا ویژن سسٹم
سے کنٹرول کیا جاتا ہے اس سسٹم سے نرسری کی حدود میں داخل ہونے
ایک ایک شخص کی کارکردگی بھی چیک کی جاتی ہے اور اس کی فلم بنائی جاتی
اس فوٹو الیکٹرا ویژن سسٹم کو لیبارٹری کے اندر سے ہی کہیں کنٹرول
کیا جاتا ہے ——— نرسری میں تقریباً دو سو مسلح افراد مالیوں اور دیگر
کے روپ میں ہر وقت رہتے ہیں ——— لیبارٹری میں کام کرنے والے
ہفتے میں صرف ایک روز باہر جا سکتے ہیں اور وہ بھی نرسری کی جیپوں کے
ذریعے ——— لیبارٹری میں کام کرنے والوں کے گھروں کی بھی مستقل
نگرانی ہوتی ہے اور جب تک وہ باہر رہتے ہیں ان کی مکمل نگرانی کی جاتی
ہے ——— اسی طرح نرسری کے ملازمین کی بھی مکمل اور کڑی مستقل نگرانی
کی جاتی ہے" ——— الوناف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ہوں! ——— مگر یہ تفصیلات تم نے کیسے حاصل کیں" ——— عمران
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"یہ تفصیلات اس طرح مل گئی ہیں کہ ایک عقاب اتفاق سے سرکاری
لیبارٹری میں کام کرتا تھا ——— وہ ایک سائنسی آلے کا سپیشلسٹ تھا
چنانچہ اسے چند روز کے لئے اسی لیبارٹری میں لے جایا گیا ——— مگر اسے
بھی لیبارٹری کے اندر نہیں لے جایا گیا بلکہ وہیں نرسری میں ہی آلے کو

اٹھا کر مرمت کرایا گیا۔ اس دوران اُسے صرف یہی تفصیلات مل سکی ہیں"۔
الوناف نے جواب دیا۔
"بہرحال یہ کافی ہیں ——— باقی کام ہم کر لیں گے" ——— عمران نے الوناف
کے ہاتھ سے نقشہ لے کر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرا گروپ آپ کی ہر قسم کی امداد کر سکتا ہے"۔
الوناف نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔
"آپ ہماری امداد اس صورت میں کر سکتے ہیں کہ جو سامان ہمیں چاہیے
وہ ہمیں ہر وقت مہیا کرتے رہیں" ——— عمران نے سرد لہجے میں
جواب دیا۔
"آپ بے فکر رہیں ——— سامان کے علاوہ بھی جو امداد آپ چاہیں
گے ——— ہم ہر وقت اس کے لئے تیار رہیں گے" ——— الوناف نے کہا
اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔
"عمران صاحب! ——— اب کیا پروگرام ہے" ——— الوناف کے جاتے
ہی صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"پروگرام واضح ہے ——— ہم نے اس لیبارٹری میں سے اہم راز
چرانے ہیں اور اسے تباہ کرنا ہے" ——— عمران نے مختصر سا جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"میرا مطلب تھا ——— اس کے لئے پلاننگ" ——— صفدر نے کہا۔
"ڈپٹی لیڈر کی حیثیت سے تم ہی کوئی پلاننگ مرتب کرو گے ——— فی الحال
آرام چاہتا ہوں مگر کرنل پھیرج کی جگہ کیپٹن شکیل سنبھال لے اور میجر پرمود
کی جگہ صفدر ——— اس طرح ہمیں مزید تفصیلات آسانی سے مہیا ہو جائیں

گی"۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم تیار ہیں"۔۔۔۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے پُرجوش لہجے میں جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ان دونوں کو یہاں لے آنا چاہیئے۔۔۔۔ میں تم دونوں کا میک اَپ خود کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ ایسا میک اپ جو کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکے۔۔۔۔ ٹھیک ہے پہلے ہم کرنل ہیرنخ کو اغوا کریں گے۔۔۔۔ لیکن بعد میں اس کے ذریعے میجر ہیری کو کور کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیا۔

اور پھر عمران کرنل ہیرنخ کے اغوا کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس مشن کے لئے تیار ہو گئے۔

کرنل ہیرنخ ریڈ آرمی ہیڈ کوارٹرز میں اپنے ناص کمرے میں بیٹھا ہڈ آرمی کی طرف سے آنے والی رپورٹوں کے مطالعہ میں مصروف تھا۔

ریڈ آرمی کے پانچ ممبر پورے شہر میں مسلسل کام کر رہے تھے اور کرنل ہیرنخ کی ہدایت کے مطابق وہ ہر ایک گھنٹے بعد اپنی کارکردگی کی رپورٹ ارسال کر رہے تھے جبکہ باقی پانچ ممبر اٹینک ریسرچ لیبارٹری میں حفاظتی تدابیر کے لئے بھیجے گئے تھے۔

مجرموں کو ریڈ آرمی سے فرار ہوئے دو روز گزر چکے تھے مگر اب تک انتھک کوششوں کے باوجود ان کا سراغ نہ مل سکا تھا۔ وہ سب یوں غائب ہو گئے تھے جیسے کبھی ان کا وجود ہی نہ رہا ہو۔

ریڈ آرمی کے ساتھ ساتھ ہی پولیس کی بے پناہ نفری شہر کے تمام ہوٹلوں۔۔۔۔ اہم شاہراہوں۔۔۔۔ اسٹیشنوں۔۔۔۔ ہوائی اڈے۔۔۔ اور دیگر اہم مقامات پر مشکوک افراد کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے۔ مگر اب تک کوئی حوصلہ افزا بات معلوم نہ ہو سکی تھی۔ ادھر اٹینک ریسرچ لیبارٹری

میں بھی حالات بالکل معمول پر تھے اور کسی قسم کی کوئی مشکوک حرکت نوٹس میں نہ آئی تھی۔

کرنل ہیرنج مجرموں کی تازہ ترین رپورٹوں کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

"یس کرنل ہیرنج سپیکنگ" ـــــ کرنل ہیرنج نے رسیور اٹھا کر بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یہ ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک تیز سی آواز سنائی دی۔ لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی شخص ٹیلیفون کرتے ہوئے ہچکچا رہا ہو۔

"ہاں! ـــــ میں ریڈ آرمی کا سربراہ کرنل ہیرنج بول رہا ہوں ـــ تم کون ہو" ـــــ کرنل ہیرنج نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"میں رابرٹ جوہتر بول ـــ ایک شہری ـــ میں ان مجرموں کے متعلق ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں جنہوں نے وزیراعظم کو اغوا کیا تھا" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــ تم پہلے اپنے متعلق تفصیل بتاؤ ـــ تم کہاں سے بول رہے ہو اور تمہیں ان مجرموں کے متعلق کیسے پتہ چلا" ـــــ کرنل ہیرنج نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید اشتیاق پیدا ہو گیا تھا۔

"مجھے بس اتفاقاً ہی ان کے متعلق معلوم ہو گیا ہے ـــ میں نے ان کی گفتگو سن لی تھی اور ان کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے

ہارٹی کے ہیڈ کوارٹر سے وزیراعظم کو اغوا کیا تھا" ـــــ رابرٹ جوہتر نے کہا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو ـــ مجھے بتاؤ ـــ میرے آدمی تمہیں جا لے آئیں گے ـــ پھر تم تفصیل سے سب کچھ بتانا ـــ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی تو تمہیں بہت بڑا انعام دیا جائے گا" ـــــ کرنل ہیرنج نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد رسیلا تھا۔

"میں سخت خطرے میں ہوں ـــ مجرموں کو شاید شک ہو گیا ہے کہ میں نے ان کی باتیں سن لی ہیں ـــ میں اس وقت جونز روڈ کے ساتویں پبلک بوتھ سے بول رہا ہوں۔ ارے یہ کیا ـــ شاید وہ آ گئے ارے ـــ" اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ" کرنل ہیرنج نے چیخ کر کہا۔ مگر دوسری طرف سے آواز آنی بند ہو گئی۔

کرنل ہیرنج نے تیزی سے کریڈل پر رسیور رکھا اور پھر میز پر پڑے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"باس! ـــ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ جونز روڈ کے ساتویں پبلک بوتھ سے بول رہا ہے ـــ ہمارے آدمی اب تک اسے لینے کے لئے وہاں پہنچ گئے ہوں گے" ـــــ کرنل ہیرنج کے بٹن دباتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور کرنل ہیرنج نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ رابرٹ جوہتر اس کے اپنے آدمیوں کی وجہ سے کال ادھوری چھوڑ گیا ہے۔

اور پھر وہی ہوا۔ دس منٹ بعد کرنل ہیرنج کے کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نوجوان ایک ادھیڑ عمر شخص کو دھکیلتے ہوئے کمرے میں لے آئے۔

اس شخص نے سستے کپڑے کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ چکا تھا۔

"م ——— میں ———" اس شخص نے ہکلاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"کیا تمہارا نام رابرٹ جوہتھم ہے" ——— کرنل ہیرنج نے تیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ج ——— جی ہاں! ——— م ——— مگر ———" رابرٹ جوہتھم نے خوف زدہ لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"ڈرو نہیں! ——— یہاں تم محفوظ ہو ——— میں کرنل ہیرنج ہوں اور میرے ہی آدمی تمہیں لے آئے ہیں ——— اطمینان سے بیٹھ جاؤ" ——— کرنل ہیرنج نے کہا۔

اور اس آدمی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر وہ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم لوگ جا سکتے ہو" ——— کرنل ہیرنج نے رابرٹ جوہتھم کو لے آنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

وہ دونوں سر جھکا کر واپس مڑے اور پھر کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"ہاں! ——— اب تفصیل سے بتاؤ کہ وہ مجرم کہاں ہیں" ——— کرنل ہیرنج نے

تیز لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ——— میں ایک بیکری کا سیلز مین ہوں اور صبح سویرے ڈبل روٹی وغیرہ اپنے گاہکوں کو ان کے گھروں پر پہنچانے کا کام کرتا ہوں ——— آج بھی حسب معمول میں اسی ڈلیوری میں مصروف تھا کہ میں ایک چھوٹی سی کوٹھی میں پہنچا ——— وہاں پہنچ کر میں نے حسب دستور کال بیل کا بٹن دبایا۔ شاید کال بیل کے بٹن میں کوئی خرابی تھی اور کسی نے دروازہ نہ کھولا ——— پھر میں دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ مجھے چند افراد کی باتوں کی آواز سنائی دی ——— چونکہ میں اپنے والد کے ساتھ کچھ عرصہ ایشیا میں رہ چکا ہوں اس لئے وہاں کی زبان آسانی سے سمجھ سکتا ہوں ——— بولنے والے چونکہ اس زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے میں چونک پڑا اور پھر میں خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا ——— ان کی باتوں سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے ریڈ آرمی ہیڈ کوارٹر سے وزیراعظم کو اغوا کیا تھا ——— ابھی میں ان کی مکمل گفتگو نہ سن سکا تھا کہ کوٹھی کا ملازم باہر آ گیا۔ اس نے مجھ سے سختی سے پوچھا کہ میں یہاں کیوں کھڑا ہوں۔ جس پر میں نے اسے بتایا کہ میں ابھی یہاں پہنچا ہوں اور گھنٹی بجانے ہی والا تھا کہ وہ آ گیا ہے ——— بہرحال میں نے اسے سامان دیا ——— رقم وصول کی اور واپس آ گیا۔ مگر میں نے اس کی آنکھوں میں شبہات کی جھلکیاں دیکھ لی تھیں ——— پھر میں نے حسب معمول اپنی ڈیوٹی پوری کی ——— فارغ ہونے کے بعد میں نے آپ کو ٹیلیفون کیا اور نتیجے میں اب میں یہاں ہوں" ——— رابرٹ جوہتھم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مگر ابھی تک تم نے اس کوٹھی کا محل وقوع نہیں بتایا" ——— کرنل ہیرنج نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سر! ——— بات یہ ہے کہ میں ایک غریب ملازم ہوں ——— ہو سکتا ہے کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہو ——— میں آپ کو بتا دوں اور میری اطلاع غلط ثابت ہو تو مجھے نوکری سے نکال دیا جائے گا ——— اور پھر مجھے کہیں بھی نوکری نہ ملے گی ——— اس لئے جناب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ چلیں ——— میں دور سے اشارے سے آپ کو وہ کوٹھی دکھا دوں گا۔ اس کے بعد آپ جانیں اور آپ کا کام ——— اگر میری اطلاع غلط بھی ثابت ہوئی تو کم سے کم میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا" ——— رابرٹ جوہتھم نے جواب دیا۔

"ایسی بات نہیں ——— اگر تمہاری اطلاع غلط بھی ثابت ہوئی تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ تم کوٹھی کا محل وقوع بتاؤ ——— ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہم ضائع کرتے پھریں" ——— کرنل ہیرنج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— آپ میری بات مان جائیں ——— اس طرح میرا ضمیر مطمئن ہو جائے گا ——— صرف چند منٹ کی تو بات ہے" ——— رابرٹ جوہتھم نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

کرنل ہیرنج چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے رضامندی میں سر ہلا دیا۔ اس نے سوچا کہ اچھا ہے کہ وہ خود اس کوٹھی کا محل وقوع دیکھ لے گا۔ مجرم چونکہ انتہائی خطرناک ——— چالاک ——— اور ہوشیار ہیں اس لئے ان پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا چاہئے ——— ویسے بھی ریڈ آرمی کے ممبروں کو

بلانے اور ریڈ کی تیاری کرنے میں کچھ دیر لگ ہی جائے گی۔ اس لئے وہ رابرٹ جوہتھم کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ——— میرے ساتھ آؤ" ——— کرنل ہیرنج نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب" ——— رابرٹ جوہتھم نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرنل ہیرنج کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک گیراج میں آ گئے۔ کرنل ہیرنج نے ایک سیاہ رنگ کی کار باہر نکالی اور رابرٹ جوہتھم کو اپنے برابر بٹھا لیا۔

"جوزر روڈ پر چلیں جناب" ——— جیسے ہی کار ہیڈکوارٹر سے باہر آئی رابرٹ جوہتھم نے کہا۔

اور کرنل ہیرنج نے کار کا رخ جوزر روڈ کی طرف کر دیا اور کار کو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتا چلا گیا۔

جوزر روڈ پر پہنچتے ہی رابرٹ جوہتھم نے اسے کار ایک سائیڈ پر روکنے کے لئے کہا۔ یہاں ٹریفک نہیں تھی۔ کیونکہ جوزر روڈ پر کمرشل عمارتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔

پھر جیسے ہی کرنل ہیرنج نے کار روکی۔ اسی لمحے قریب بیٹھے رابرٹ جوہتھم کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کرنل ہیرنج کی کنپٹی پر ایک بھرپور سا چپیٹ پڑ گیا۔ پہلی ہی ضرب اتنی جچی تلی اور کاری تھی کہ کرنل ہیرنج کا سر ڈھلک گیا۔

رابرٹ جوہتھم جو دراصل کیپٹن شکیل تھا۔ نے کرنل ہیرنج کے بیہوش ہوتے

ہی برق کی سی تیزی سے اُسے گھسیٹ کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور خود اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی جلد ہی یروشلم روڈ پر پہنچ گئی۔

یروشلم روڈ پر ایک کونے میں ایک سبز رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران میک اپ میں موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نے کار سبز رنگ کی کار کے قریب لاکر روک دی۔ دوسرے لمحے اس نے بیہوش کرنل ہیرنج کو سبز کار میں منتقل کیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

"سب ٹھیک ہے؟" —— عمران نے کیپٹن شکیل سے پوچھا جو اب اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں —— بڑی آسانی سے مان گیا —— اور میں نے عمارت اور اس کا خاص کمرہ بھی دیکھ لیا ہے —— اب میں آسانی سے اس کا رول ادا کر سکتا ہوں" —— کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں بھیجا تھا" —— عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک کوٹھی میں داخل ہو گئی جس میں ان کی رہائش تھی۔

کرنل ہیرنج کو اٹھا کر تہہ خانے میں لایا گیا۔ عمران نے اس کے سب کپڑے اتار دیئے اور پھر اسے سامنے لٹا کر کیپٹن شکیل کو کرسی پر بٹھایا اور قریب پڑا ایک بڑا سا بکس کھول کر اپنا سائنٹیفک میک اپ کا سامان نکالنے لگا۔ یہ ایسا میک اپ تھا جس کا توڑ آسان نہ تھا۔

عمران نے کیپٹن شکیل کے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل

نے بھی عمران کی ہدایت پر سوائے زیر جامہ کے تمام کپڑے اتار دیئے تھے کیونکہ عمران پورے جسم پر میک اپ کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی بھی حالت میں میک اپ ایکسپوز نہ ہو سکے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک عمران کے ہاتھ تیزی سے چلتے رہے۔ پھر جب اس نے ہاتھ روکے تو اب کمرے میں دو کرنل ہیرنج موجود تھے۔ ایک زمین پر بیہوش پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ہیلو کرنل ہیرنج" —— عمران نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

"یس عمران" —— کیپٹن شکیل نے کرنل ہیرنج کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے —— کرنل کا لباس پہن لو" —— عمران نے میک اپ باکس بند کرتے ہوئے کہا۔

کیپٹن شکیل نے اٹھ کر ایک طرف پڑا ہوا کرنل ہیرنج کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

کرنل ہیرنج کا لباس اس کے جسم پر بالکل فٹ آگیا تھا۔

عمران نے ایک الماری سے ایک سرنج نکالی اور پھر کرنل ہیرنج کے جسم میں انجکشن لگا دیا۔

"ٹھیک ہے —— اب کرنل ہیرنج سے مزید تفصیلات حاصل کرنی ہیں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فرش پر پڑے ہوئے کرنل ہیرنج کو اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا۔ پھر دو تین تھپڑوں کے بعد ہی کرنل ہیرنج نے آنکھیں کھول دیں۔

پھر جیسے ہی اس کی نظریں سامنے کھڑے کیپٹن شکیل پر پڑیں اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس نے چونک کر اپنے آپ کو دیکھا۔

"کک۔ کیا ۔۔۔ میں خواب دیکھ رہا ہوں" ۔۔۔ اس نے اپنے ننگے بازو پہ چٹکی بھرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ تم اپنے حجرے کو دیکھ رہے ہو کرنل ہیرنخ" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"وہ رپورٹ جو تم کہاں سے ۔۔۔" ؟ کرنل ہیرنخ عمران پر نظریں پڑتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاؤ کرنل ہیرنخ بیٹھ جاؤ ۔۔۔ تم بیٹھے رہے ہو ۔۔۔ جلدی" عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور کرنل ہیرنخ کا چہرہ ایک دم بجھ گیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ انجکشن کی وجہ سے اس کی قوت ارادی ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ بڑی آسانی سے عمران کے ٹرانس میں آ گیا۔

عمران عام طور پر ہپناٹزم سے کام نہیں لیتا تھا کیونکہ اس طرح اس کے اپنے دماغ پر خاصا بوجھ پڑ جاتا تھا۔ مگر چونکہ اس موقع پر اسے بہت جلدی تھی اس لئے طویل طریقہ کار اپنانے کی بجائے اس نے ہپناٹزم کا طریقہ استعمال کیا۔

انجکشن کی وجہ سے کرنل ہیرنخ کی قوت ارادی چونکہ بے حد کمزور ہو چکی تھی اس لئے عمران کو زیادہ جدوجہد نہ کرنی پڑی۔

"کرنل ہیرنخ! ۔۔۔ جو کچھ میں پوچھوں گا ۔۔۔ تم سچ سچ بتاؤ گے"

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں سچ سچ بتاؤں گا" ۔۔۔ کرنل ہیرنخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران اس سے سوال کرتا چلا گیا اور کرنل ہیرنخ بڑی آسانی سے اپنے اور ہیڈکوارٹر کے متعلق تمام تفصیلات بتاتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی نجی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی پیشہ ورانہ زندگی کے متعلق بھی تمام تفصیلات پوچھ لیں ۔۔۔ ریڈ آرمی کے کوڈ ۔۔۔ اس کے ممبران کی تمام تفصیلات اور اس کے علاوہ بھی جو تفصیلات کیپٹن شکیل کے لئے ضروری تھیں وہ سب عمران نے پوچھ لیں اور قریب کھڑا کیپٹن شکیل تمام تفصیلات اپنے ذہن میں بٹھاتا چلا گیا۔

"بس کیا اب تم مطمئن ہو کیپٹن" ۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب میں پورے اطمینان سے یہ رول ادا کر لوں گا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ اب تم جاؤ ۔۔۔ سبز کار وہیں چھوڑ دینا ۔۔۔ بلی بکس ڈالسٹرا اپنے ساتھ لے جاؤ" ۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ کرنل ہیرنخ کے انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے اس کے جانے کے بعد دروازہ بند کر دیا اور ایک بار پھر کرنل ہیرنخ کی طرف بڑھا جو بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کرسی پر آنکھیں بند

کئے بیٹھا تھا۔

"کرنل ہیرخ ——— کیا تم میری آواز سن رہے ہو" ——— عمران نے کرنل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں! ——— میں تمہاری آواز سن رہا ہوں" ——— کرنل ہیرخ کی ڈری ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے ایکٹ ریسرچ لیبارٹری کے متعلق تفصیلات بتاؤ ——— پوری تفصیل" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ہیرخ کچھ جواب دیتا اچانک باہر گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اور فائرنگ کی تیز آواز نے کرنل ہیرخ کو بھی جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا کیونکہ وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر وحشت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ مگر اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور چار افراد ہاتھوں میں مشین گنیں لئے اندر داخل ہوئے۔

عمران نے دروازہ کھلتے ہی ایک لمبی چھلانگ لگائی اور ایک طرف پڑے ہوئے صوفے کے پیچھے جا پڑا۔

اسی لمحے صوفے پر گولیوں کی بارش سی ہونے لگی۔ مگر عمران نیچے دبکے ہونے کی وجہ سے گولیوں سے بچا رہا۔ مگر اب وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔

کرنل ہیرخ جھپٹ کر آگے بڑھا اور اس نے ایک آدمی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔

"اوہ کرنل آپ ——— اور اس حالت میں" ——— سب لوگ ایک لمحے کے لئے کرنل ہیرخ کو دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔

"خبردار! ——— اپنے ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ ——— ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دیئے جاؤ گے" ——— کرنل ہیرخ نے مشین گن ہاتھ میں لیتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا اور عمران نے کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اور پھر وہ صوفے کی پشت سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر معصومیت چھائی ہوئی تھی۔

"منہ دیوار کی طرف کر لو" ——— کرنل ہیرخ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے خاموشی سے اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا۔

"اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دو ——— اگر یہ ذرا سی بھی حرکت کرے تو بلا تامل گولی مار دو" ——— کرنل ہیرخ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر ایک آدمی نے جیب سے کلپ ہتھکڑی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے عمران کے دونوں بازو پیچھے کر کے ہتھکڑی ڈال دی اور پھر بازو سے پکڑ کر وہ اسے دھکیلتا ہوا کمرے میں لے آیا۔

"کوٹھی میں اور کون ہے؟" ——— کرنل ہیرخ نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایک ملازم سا شخص تھا جسے گولی مار دی گئی ہے" ——— اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے" ——— کرنل ہیرخ نے سخت لہجے

میں پوچھا۔

"یس باس ـــ" ایک آدمی نے کہا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر کرنل بھیرنج کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل بھیرنج نے تیزی سے فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔

"اگر آپ ہیڈ کوارٹر کال کر رہے ہیں تو آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آپ کے میک اپ میں جانے والا آدمی گرفتار ہو چکا ہے" ـــ ٹرانسمیٹر دینے والے نے کہا۔

"اوہ! ـــ میں بھی اسی لئے کال کر رہا تھا ـــ مگر تمہیں اس کا پتہ کیسے ہوا" ـــ کرنل بھیرنج نے ہاتھ روکتے ہوئے پوچھا۔

"سر! ـــ جب آپ ایک مشکوک آدمی کے ساتھ ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہوئے تو معمول کے مطابق آپ کو چیک کیا گیا ـــ مگر ایریئر کی غلطی کی وجہ سے فوری طور پر آپ کا سراغ نہ لگ سکا اور کار خالی پائی گئی ... ہم لوگ فوراً حرکت میں آ گئے ـــ تفتیش پر پتہ چلا کہ آپ کو سبز رنگ کی کار میں لے جایا گیا ہے ـــ چنانچہ سبز کار کا پتہ چلتے ہوئے ہم اس کوٹھی پر پہنچ گئے ـــ ابھی ہم اس کوٹھی پر چھاپہ مارنے کے متعلق سوچ ہی رہے تھے کہ آپ سبز رنگ کی کار میں بیٹھے کوٹھی سے باہر نکلتے نظر آئے ـــ ہم سب حیران رہ گئے جب آپ نے ہم پر اچٹتی سی نظر ڈالی اور آگے بڑھ گئے جیسے ہم آپ کے لئے اجنبی ہوں ـــ اس پر ہمیں شک گزرا ـــ اور پھر ہم نے کار پر فائر کھول دیا۔ کار کے ٹائر برسٹ کر کے ہم نے کار کو روک لیا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہم نے آپ کے میک اپ میں موجود مجرم کو گرفتار کر لیا ـــ لیکن چونکہ اس کی بات چیت ـــ لہجہ ـــ لباس سب کچھ آپ کی

طرح تھا۔ اس لئے ہم ایک بار پھر شک میں پڑ گئے ـــ مگر ایک سوال نے اس مجرم کی قلعی کھول دی۔

میں نے اسے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــ کرنل ڈیوڈ کا حکم ہے کہ آپ کو گرفتار کیا جائے ـــ اور ہم کرنل ڈیوڈ کے ماتحت ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں"۔

اس پر اس نے کرنل ڈیوڈ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ہم سمجھ گئے کہ آپ کے میک اپ میں مجرم ہے ورنہ آپ کو ضرور پتہ ہوتا کہ ہم جی پی فائیو کے ہیں۔ یہ آدمی ہیڈ کوارٹر سے متعلق ہیں اور آپ ہمارے سربراہ ہیں، اچھی طرح پہچانتے ہیں ـــ اس کی گرفتاری کے بعد ہم نے کوٹھی پر ریڈ کر دیا اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

"میرے میک اپ میں مجرم کہاں ہے" ـــ؟ کرنل بھیرنج نے سوال کیا۔

"کار میں بے ہوش پڑا ہے جناب" ـــ اس نے جواب دیا۔

"کیا اکیلا" ـــ؟ کرنل بھیرنج نے چونک کر کہا۔

"نہیں جناب! ـــ دو آدمی اس پر پہرہ دے رہے ہیں" ـــ اسی نے جواب دیا۔

"ہوں ـــ ٹھیک ہے ـــ یہ اس کا لباس پڑا ہے۔ اسے جا کر پہنا دو اور میرا لباس اتار کر لے آؤ" ـــ کرنل بھیرنج نے کہا اور وہ آدمی فرش پر پڑا ہوا کیپٹن شکیل کا لباس اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"میرے متعلق کیا حکم ہے جناب" ـــ؟ کیا میں کرسی پر بیٹھ سکتا ہوں لیکن ایسے کھڑے کھڑے میری ٹانگیں سن ہو گئی ہیں ـــ اب کمرے

خاموش کھڑے ہوئے عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔
"نہیں ——— کھڑے رہو ——— ورنہ گولی مار دوں گا" ——— کرنل بیرنج نے تلخ لہجے میں کہا۔
"بیٹھے ہوئے کو بھی گولی ماری جا سکتی ہے ——— اگر آپ کا نشانہ کمزور نہ ہو ——— اور میں نہیں سمجھتا کہ آپ کا نشانہ کمزور ہو گا" ——— عمران نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اطمینان سے قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔
کرنل بیرنج خاموش رہا۔
اب کمرے میں کرنل بیرنج کے ساتھ دو افراد موجود تھے اور وہ دونوں مسلح تھے۔ ان کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔
"کرنل بیرنج ——— میں اپنی عادت سے مجبور ہوں ——— کیا کرنل چائے منگوائیں گے" ——— عمران نے اچانک کرنل بیرنج سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب" ——— کرنل بیرنج نے چونک کر کہا
اور اسی لمحے عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور عمران کے ہاتھوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح اڑتی ہوئی سیدھی کرنل بیرنج کی پیشانی پر پڑی اور کرنل بیرنج اوہ کی آواز نکالتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔
کرنل بیرنج کے دونوں ساتھی اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئے اور ان کی بوکھلاہٹ کا یہی لمحہ عمران کے لئے قیمتی تھا۔ اس لمحے بجلی کی سی تیزی سے ایک پر کرسی دے ماری اور دوسرے پر خود چھلانگ لگا دی۔

اس نے چھلانگ اس انداز سے ماری تھی کہ وہ اس کے ہاتھوں سے مشین گن چھینتا ہوا کمرے کے دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اور پھر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس نے دروازے کے پٹ کی آڑ لے لی۔ کرسی کھا کر گرنے والے کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے نکلنے والی گولیاں ٹک ٹاک کرتی ہوئی دروازے پر پڑیں۔
یہ دروازہ دونوں طرف سے بلٹ پروف بنایا گیا تھا اور درمیان میں ایک کے چھلکے بھر کر اس کا حجم بڑھایا گیا تھا۔ گولیاں اس دروازے کے پھٹکوں میں پھنس کر رہ گئیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ عمران دروازے کے پٹ کے پیچھے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔
اسی لمحے عمران نے مشین گن سیدھی کی اور پھر سوائے کرنل بیرنج کے جو بے ہوش پڑا تھا۔ دونوں ایجنٹ گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔
اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دو افراد دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ شاید یہ سمجھتے تھے کہ بند ہونے والی گولیاں ان کے ساتھیوں نے چلائی ہیں اس لئے وہ تیزی سے اندر بڑھتے چلے آئے اور پھر عمران کی مشین گن نے ان دونوں کو بھی موت کی وادی میں پہنچا دیا۔
دوسرے لمحے عمران اچھل کر دروازے سے باہر آیا اور پھر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔
راہداری کے آخری سرے پر سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں جو اوپر والی منزل تک جاتی تھیں۔ عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل میں پہنچا اور عمران نے ایک کھڑکی کے پٹ سے باہر جھانکا۔ سبز رنگ کی کار پورچ

میں کھڑی تھی اور دو مسلح افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں پکڑے بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ ان کی نظریں حسب توقع سامنے والے برآمدے پر لگی ہوئی تھیں۔

اگر عمران اوپر آنے کی بجائے سیدھا باہر نکلتا تو یقیناً گولیاں اسے چاٹ جاتیں، مگر اب وہ نہ صرف محفوظ تھا بلکہ وہ دونوں افراد بھی اس کی زد میں تھے۔

عمران نے سٹین گن احتیاط سے ایک طرف رکھی اور پھر جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔ وہ گولیوں کے دھماکوں سے اردگرد کی آبادی کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتا تھا، ورنہ بولائے ہوئے کتوں کی طرح جھپٹ پڑتے جی۔پی۔ فائیو کے ایجنٹ کوٹھی پر چڑھ دوڑتے۔ اسے معلوم تھا کہ اندر کمرے میں ہونے والی فائرنگ کی آواز کوٹھی سے باہر نہ گئی ہوگی۔

اس نے پھرتی سے ریوالور نکالا۔ دو ہلکے سے دو بار چٹ چٹ کی آوازیں نکلیں اور کار کے قریب کھڑے ہوئے دونوں افراد ہوا میں ہاتھ مارتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

عمران نے تیزی سے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں اتر کر واپس پچھلی منزل پر آ گیا۔ اور پھر راہداری میں ہوتا ہوا واپس اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں کرنل بھیرج بے ہوش پڑا ہوا تھا مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران ٹھٹھک کر رہ گیا۔ کیونکہ وہاں پڑی ہوئی لاشوں کے درمیان کرنل بھیرج موجود نہ تھا۔

عمران تیزی سے پلٹا اور پھر اندھا دھند بھاگتا ہوا عقبی برآمدے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں آیا۔ اسے سامنے کھڑی کار نظر آئی۔ مگر کرنل بھیرج کہیں موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے باہر آیا۔ اور اسی لمحے اس کی نظریں کوٹھی کی پچھلی سمت موجود دیوار پر پڑیں۔ کرنل بھیرج دیوار پر موجود تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران سٹین گن سیدھی کرتا، کرنل بھیرج دوسری طرف کود گیا۔

کرنل بھیرج اس وقت صرف انڈرویئر میں ملبوس تھا اور اب اس کے پیچھے بھاگنا حماقت تھی کیونکہ پچھلی گلیوں سے نکل کر وہ جلد ہی کسی سڑک پر پہنچ جائے گا اور پھر جی۔پی۔فائیو اور پولیس کو لے کر کوٹھی پر چڑھ دوڑے گا، چنانچہ وہ تیزی سے کار کی طرف دوڑا۔ اس نے کیپٹن شکیل کو کرنل بھیرج کے میک اپ میں پچھلی نشست پر پڑے دیکھا۔ اس کے کپڑے وہاں پڑے ہوئے تھے۔ اور کیپٹن شکیل انڈرویئر میں ملبوس تھا۔ کپڑے لے آنے والوں نے شاید ابھی اس کے کپڑے اتارے ہی تھے کہ اندر ہونے والی فائرنگ سن کر اندر آ گئے تھے۔

عمران نے تیزی سے کار کا دروازہ کھولا۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے اس نے کار موڑ کر پھاٹک کا رخ کیا۔

پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمران کار لئے باہر سڑک پر آیا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مضافات کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس نے کار ایک تنگ سی گلی میں داخل کر دی۔ اور پھر وہ پچھلی نشست پر پڑے ہوئے بے ہوش کیپٹن شکیل پر جھک گیا۔ اس نے دو انگلیوں سے اس کی ناک پر ہلکی ہلکی ضرب لگا دی اور

دوسرا ہاتھ پوری سختی سے اس کے منہ پر رکھ دیا۔
چند لمحوں بعد سانس بند ہونے کی وجہ سے کیپٹن شکیل کا جسم کسمسانے لگا اور پھر عمران نے ہاتھ ہٹا لیے۔ اور اسی لمحے کیپٹن شکیل نے آنکھیں کھول دیں۔

"جلدی سے کپڑے پہن لو۔۔ جلدی کرو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن شکیل بوکھلا کر سیدھا ہو گیا۔

"کک ــ کیا ہوا" ـــ کیپٹن شکیل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہیں ننگا دیکھ کر شرم آ رہی ہے ـــ اس لیے جلدی سے کپڑے پہن لو" ـــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے بوکھلا کر اپنے جسم کو دیکھا اور پھر تیزی سے قریب پڑے ہوئے کپڑے پہننے شروع کر دیئے۔

"میں ان کا صورت آشنا نہ تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے ـــ وہ ہماری توقع سے زیادہ ہوشیار ہیں ـــ بہرحال کوئی بات نہیں ـــ آپ نہ سہی پھر سہی نہ" ـــــ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

اس دوران کیپٹن شکیل نے کپڑے پہن لئے اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔ گلی میں سے گزر کر وہ ایک اور گلی میں آئے اور پھر مختلف گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے مکان میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے ایک زیر زمین سرنگ اس اڈے پر جاتی تھی جہاں وہ سب اس وقت

بیٹھے تھے۔ اور یہیں حفاظوں کا ہیڈ کوارٹر بھی تھا۔
یہ بھی عمران کی ہی تجویز تھی کہ ٹیک اپ ہیڈ کوارٹر کی بجائے کسی اور جگہ پائے اور اس کی یہ احتیاط کام آ گئی۔ ورنہ ریڈ آرمی ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جاتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ صحیح سلامت اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔

الیونافہ کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف جاتی تھیں۔ ٹرانسمیٹر کا بلب بجھا ہوا دیکھ کر وہ ایک بار پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔
الیونافہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ جرأت اور کارکردگی سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ اس نے بھی براہ راست میدان میں اترنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ غیر ملک سے آنے والے یہ لوگ اگر اس قدر تیزی اور پھرتی سے کام کر سکتے ہیں تو پھر اس ملک میں رہنے اور ان سے زیادہ وسائل رکھنے کے باوجود وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے کیوں بیٹھے

رہیں۔ یہی سوچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے پہلے اٹیمک ریسرچ لیبارٹری میں گھسے گا اور اُسے مرتبہت پر تباہ کر دے گا تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ احساس ہو سکے کہ عقاب بھی کوئی اہمیت رکھتے ہیں۔

اس فیصلے پر پہنچتے ہی اس نے لیبارٹری میں موجود عقاب سے رابطہ قائم کیا اور اس سے مزید تفصیلات طلب کیں تاکہ وہ خود لیبارٹری میں داخل ہو سکے اور اب اُسے اسی عقاب کی کال کا انتظار تھا۔

میز پر سے ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور الوناقہ تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔

ٹرانسمیٹر کا بجتا ہوا بلب اب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ الوناقہ نے ایک بٹن دبا دیا دوسرے لمحے سیٹی کی آواز پر ایک مردانہ آواز غالب آ گئی

"بارھواں عقاب بول رہا ہے۔ اوور"

"یس ـــ بلیک سٹار فرام دس اینڈ۔ اوور" ـــ الوناقہ نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ میں نے مزید تفصیلات حاصل کی ہیں ـــ مگر اس وقت لیبارٹری یا نرسری کے اندر داخل ہونا ناممکن ہے۔ وہاں نرسری کے ارد گرد اور اوپر نظر نہ آنے والی میگاویٹرن شعاعوں کا جال پھیلا دیا گیا ہے اب نرسری سے دس کلومیٹر دور تک کا علاقہ ان کی نظروں کے سامنے ہے نرسری پر نفری بھی ڈبل کر دی گئی ہے ـــ لیبارٹری میں رہنے والوں کا باہر نکلنا تا اطلاع ثانی منسوخ کر دیا گیا ہے اور نرسری سے کوئی پودوں کی سپلائی بند کر دی ہے۔ خوراک کے تھیلے بھی ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے

پہنچائے جا رہے ہیں۔ اوور" ـــ بارھویں عقاب نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ کوئی ایسا طریقہ ـــ جس سے نرسری میں داخل ہوا جا سکے ہے ـــ" الوناقہ نے مایوس لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب ـــ ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اوور" ـــ بارھویں عقاب نے جواب دیا۔

"تم نے یہ تفصیلات کیسے حاصل کیں۔ اوور" ـــ الوناقہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میگاویٹرن شعاعوں کو نصب کرنے والے گروپ میں میرا ایک ساتھی شامل تھا۔ اس سے معلوم ہوا ہے۔ اوور" ـــ بارھویں عقاب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی طرح میگاویٹرن سسٹم کو ناکارہ کیا جا سکتا ہے ـــ یا اسے کسی طرح خراب کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ـــ الوناقہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں باس ـــ ایسا ناممکن ہے ـــ میگاویٹرن سسٹم کنٹرولنگ مشین نرسری میں ہے اور وہاں داخل ہوئے بغیر اسے خراب یا ناکارہ نہیں کیا جا سکتا۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوکے ـــ ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ـــ الوناقہ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جھپٹ کر ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کا سارا جوش صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ لیبارٹری کا دفاع اس انداز میں کیا گیا تھا کہ اس میں داخلہ ناممکن ہو کر

رہ گیا تھا۔

وہ کافی دیر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر ہیڈ کوارٹر کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ وہ جلد از جلد تفصیلات فوری طور پر پولیس کو منتقل کرنا چاہتا تھا۔

جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"الزنافہ سپیکنگ ۔۔۔ کیا پولیس موجود ہے اوور" ـــــ ؟ الزنافہ نے پوچھا۔

"یس باس! ـــ وہ ابھی ابھی واپس آئے ہیں ـــ ان کے ساتھ کرنل ہیریج کے میک اپ میں ہیں۔ اوور" ـــ ہیڈ کوارٹر سے جواب دیا گیا۔

"اوہ! ـــ مگر وہ تو کرنل ہیریج کو اغوا کرنے گئے تھے ـــ کیا ان کے ساتھ اصل کرنل ہیریج ہے اوور" ۔۔۔ ؟ الزنافہ کو یاد آگیا کہ پولیس نے صبح ایک تمال کوٹھی کی چابی اور کار اس سے حاصل کی تھی۔

"نہیں جناب! ـــ وہ ان کے ساتھ نہیں۔ ۔ پولیس اب ان کا میک اپ ختم کر رہے ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ـــ تو اس کا مطلب ہے کہ پولیس کا مشن ناکام ہو گیا ہے ٹھیک ہے میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــ الزنافہ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر ایک الماری کے خفیہ خانے میں رکھی اور پھر الماری بند کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ کوٹھی کے پورچ میں پہنچ گیا۔ پورچ میں نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی کار موجود تھی۔ اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر کار کو موڑ کر اس کا رخ پھاٹک کی طرف کر دیا۔ پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی اس نے ڈیش بورڈ کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبا دیا اور بٹن دبتے ہی کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ پھر اسی رفتار سے کار پھاٹک سے گزرتا چلا گیا۔ کار کے پھاٹک سے باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہو گیا۔

الزنافہ نے کار سڑک پر ڈالی اور تیزی سے شہر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی کوٹھی شہر کے انتہائی شمالی حصے کی طرف تھی۔ وہ یہاں اکیلا رہتا تھا اپنے عمل ذہن سے۔ صرف ایک ملازم تھا جو کوٹھی کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ الزنافہ جیسے ہی مرکزی شاہراہ پر پہنچا اچانک ایک موڑ پر جھاڑیوں کے پیچھے سے چار نقاب پوش ادھر ادھر سے سڑک پر چڑھ آئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان کی مخصوص نیلی وردیاں ان کی اصلیت دور سے بتا رہی تھیں۔

الزنافہ نے بڑی پھرتی سے کار روک لی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی کہ آخر اس کی کار کو اس انداز میں کیوں روکا گیا ہے؟

"کار ایک طرف کھڑی کر کے نیچے اتر آؤ" ـــــ ایک سپاہی نے تحکمانہ لہجے میں الزنافہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور الزنافہ نے اس کے حکم کی تعمیل بلا چوں و چرا کی۔ اس نے بڑے اطمینان سے کار ایک طرف روکی اور پھر باہر آگیا۔

"کیا بات ہے ـــ مجھے کیوں روکا گیا ہے" ـــ ؟ الزنافہ کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیا تمہارا نام البوناڈو ہے ——— ؟ اور تم البوناڈو امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کے صدر ہو ——— ؟ آنے والے سپاہی نے جو اس گروپ کا انچارج معلوم ہوتا تھا بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ! ——— میں البوناڈو ہوں ——— اور تمہاری اطلاع درست ہے۔" البوناڈو نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی تلاشی لو ——— انچارج نے قریب کھڑے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

دو افسروں نے بڑی پھرتی سے اس کی تلاشی لی۔ مگر ظاہر ہے اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔

"ٹھیک ہے ——— تم پولیس کار میں بیٹھ جاؤ ——— تمہیں ہیڈ کوارٹر طلب کیا گیا ہے" ——— انچارج نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس کا بازو پکڑ کر قریب کھڑی موجود پولیس کار میں بٹھا دیا گیا۔ تین افراد اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں موجود تھیں اور وہ پوری طرح چوکنے نظر آ رہے تھے۔

"مگر ——— میں نے کیا قصور کیا ہے ... جو مجھے اس طرح لے جایا جا رہا ہے ——— میں اسرائیل کا ایک معزز شہری ہوں اور میں نے ہمیشہ حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے" ——— البوناڈو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ——— تمہارے سوالوں کا جواب ہیڈ کوارٹر میں مل جائے گا" ——— انچارج نے جو ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا کرخت لہجے میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا

البوناڈو نے خاموشی اختیار کر لی۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ آخر ان

[illegible] کیوں ہیں۔ پھر اسے ہیڈ کوارٹر لے جایا جا رہا ہے ——— کیا انہیں اس کی اصل حیثیت کا علم ہو گیا ہے ——— مگر کیسے ؟

تھوڑی دیر بعد پولیس کار ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی اور اسے اتار کر وہاں کے محافظوں کے حوالے کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد البوناڈو کرنل ڈیوڈ کے خاص کمرے میں پہنچ گیا۔

کرنل ڈیوڈ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں البوناڈو پر جم گئیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں اس کی اصلیت جانچ رہا ہو۔

"بیٹھو" ——— کرنل ڈیوڈ نے البوناڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

البوناڈو خاموشی سے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے لے آنے والے محافظ چند قدم پیچھے ہٹ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ البتہ ان کے ہاتھوں میں موجود سٹین گنوں کا رخ البوناڈو کی طرف ہی تھا۔

"تم البوناڈو ہو ——— البوناڈو امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کے صدر ——— ؟" کرنل ڈیوڈ نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ! ——— یہ درست ہے" ——— البوناڈو نے مختصر لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی درست ہے کہ سبز رنگ کی سیڈان جس کا نمبر ایم۔ آئی۔ زیرو زیرو تھری ون ہے تمہاری کمپنی کی ملکیت ہے ——— ؟" کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے ایک جھماکے سے ساری بات البوناڈو کے ذہن میں آ گئی۔ اس

نے اتفاقیہ ہی یہ گاڑی پرنس کے حوالے کی تھی۔ اس لئے اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہی نہ تھی کہ اگر پرنس کا مشن ناکام ہو گیا تو اس گاڑی کی وجہ سے اس کا بآسانی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

"جی ہاں! —— یہ بات بھی درست ہے جناب" —— الوناڈ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ غیر ملکی مجرموں کی پشت پناہی تم کر رہے ہو" —— کرنل ڈیوڈ نے غصے سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

"غیر ملکی مجرم! —— میں سمجھا نہیں جناب —— یہ گاڑی یقیناً کمپنی میں جنرل ڈیوٹی کے کام آتی ہے —— اور میری کمپنی کا کوئی بھی شخص اس گاڑی کو کسی بھی وقت استعمال کر سکتا ہے۔ آخر اس گاڑی کے ساتھ کیا ہوا ہے جناب" —— الوناڈ نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہوں! —— تو اب تم ہم سے اڑنے کی کوشش کر رہے ہو —— ٹھیک ہے ابھی معلوم ہو جاتا ہے" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے محافظوں سے مخاطب ہو کر کہا

"اسے بلیو روم میں لے چلو —— میں وہیں آ رہا ہوں —— اور دیکھو! خیال رکھنا یہ بھاگنے نہ پائے"۔

پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی دونوں محافظ عقاب کی طرح الوناڈ پر جھپٹے اور پھر ان دونوں نے اس کے بازو پکڑ کر اُسے ایک جھٹکے سے اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔

کرنل ڈیوڈ نے اس کے جاتے ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے کمرے کی سامنے والی دیوار میں نصب ایک سکرین روشن

ہو گئی —— اور اس پر ایک نوجوان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"الوناڈ امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کے متعلق تازہ ترین تفصیلات ہیڈ کوارٹر کے اندر میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں" —— کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سوئچ آف کر دیا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

کرنل ڈیوڈ کا چہرہ اندرونی مسرت سے جگمگا رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اس کے ہاتھ ایک اہم سراغ لگ گیا ہے اور اب مجرموں کا پتہ آسانی سے چل جائے گا۔ اُسے تھوڑی دیر پہلے ہی کرنل ہیرنچ کے اغوا اور پھر واپسی کا پتہ چلا تھا۔ اور ہیرنچ نے کوٹھی سے نکلتے ہوئے کار کا نمبر دیکھ لیا تھا۔ پھر یہ کار ایک گلی میں کھڑی ہوئی ملی اور چند ہی لمحوں میں پولیس فائر کے کارندوں نے اس کے اصل مالک کا پتہ چلا لیا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ نے اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے تھے اور پھر پولیس کی ایک گشتی گاڑی نے بتایا کہ الوناڈ اپنی کوٹھی سے نکلا ہے اور فلاں سڑک پر آ رہا ہے۔ چنانچہ اسے وہاں روک لیا گیا اور تھوڑی دیر بعد اس وقت وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔

اب کرنل ڈیوڈ کو الوناڈ کی کمپنی کے متعلق مزید تفصیلات کا انتظار تھا تاکہ وہ حالات سے باخبر ہو کر اصلیت تک پہنچ سکے۔ اُسے یقین تھا کہ بلیو روم میں لے جائے جانے والے تشدد کے سامنے الوناڈ چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکے گا اور سب کچھ اگل دے گا۔

عمران نے کیپٹن شکیل کا میک اپ صاف کر دیا تھا اور اب وہ اپنے اصل روپ میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کمرے میں عمران سمیت تمام ممبر موجود تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں لیبارٹری پر براہ راست حملہ کرنا چاہئے۔ اس طرح ادھر ادھر ٹکریں مارنے سے ہم الجھ بھی سکتے ہیں" — صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر وہ لوگ بے حد ہوشیار اور چوکنے ہو چکے ہیں — اس لئے براہ راست لیبارٹری پر حملہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمیں پہلے ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے یہ لوگ الجھ جائیں اور ان کی توجہ لیبارٹری سے ہٹ جائے" — جولیا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے جولیا کی رائے سے اتفاق ہے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے — پنچوں کا فیصلہ سر آنکھوں پر — مگر پرنالہ

وہیں رہے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب" — جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"بھئی یہ مطلب پوچھنے والی بیماری نے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا — لیکن میں اس بیماری سے عاجز آ گیا ہوں" — عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا جیسے اس پر شدید بیزاریت کا دورہ پڑ گیا ہو۔

"سیدھے ہو کر بیٹھو — ورنہ کھوپڑی پچکا دوں گی" — جولیا نے غراتے ہوئے میز پر پڑی فولادی ایش ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — ویری بیڈ — اس قدر خطرناک عورت سے بھلا کون جیت سکتا ہے — بھئی میرا مطلب ہے کہ تم تینوں وہی کرو جو تم نے سوچا ہے اور میں اور جوزف لیبارٹری کے سلسلے میں کام کریں گے — اس طرح پنچوں کا فیصلہ بھی سر آنکھوں پر اور پرنالہ بھی وہیں رہے گا" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں — ہم اکٹھے ہی کام کریں گے — تم علیحدہ کام نہیں کرو گے" — جولیا نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے اس انداز پر مسکرا دیئے۔

"اوہ — یہ پاکیشیا نہیں ہے — جہاں اس چوہے نے تمہیں ہم سب پر مسلط کر رکھا ہے — یہ اسرائیل ہے اور یہاں کا انچارج میں ہوں" — عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان حواس باختہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے

ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

"جب ---- باس کو گرفتار کر لیا گیا ہے" ---- نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ الوناف کا آدمی تھا۔

"اوہ الوناف کو ---- مگر کیسے" ---- عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس سبز رنگ کی کار کی وجہ سے باس کو گرفتار کیا گیا اور جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے ---- اور وہ بلیو روم میں ہے" ---- اس آدمی نے جواب دیا۔ اب وہ کسی حد تک اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔

"بلیو روم" ---- عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں پرنس! ---- جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں موجود دنیا کے سب سے بھیانک عقوبت خانے کو بلیو روم کے نام سے پکارا جاتا ہے ---- جہاں زمانہ قدیم سے لے کر سائنسی دور کے ایسے ایسے خوفناک آلات موجود ہیں کہ پتھر جیسے آہنی کردار بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ---- کوئی شخص ایک بار بلیو روم میں داخل ہو جائے تو پھر چاہے وہ کتنی بھی قوت ارادی کا مالک ہو اسے وہاں سچ اگلنا ہی پڑتا ہے ---- اور باس کو بلیو روم میں لے جایا گیا ہے ---- ہم سب شدید خطرے میں ہیں" ---- نوجوان نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ---- غلطی میری ہی تھی کہ میں نے وہ کار یوں ہی چھوڑ دی ---- بہرحال تم بے فکر رہو ---- ہم تمہارے باس کو صحیح سلامت واپس لے آئیں گے" ---- عمران نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جولیانا ---- تمہارے فیصلے کا وقت آن پہنچا ہے ---- ہمیں فوری طور پر جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا ہے ---- ایک کار میں اور دوسری پر حملہ" ---- عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر درندگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"جی جناب! ---- جو حکم آپ چاہیں ہم کرنے کے لئے تیار ہیں" ---- نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی درندگی دیکھ کر بری طرح سہم گیا تھا۔

"تم دو کاریں تیار کرو ---- دو ڈرائیور فوراً ---- باقی سب افراد بھی اٹھا لو اور مجھے اسلحہ خانے میں لے چلو جلدی" ---- عمران نے کہا اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔

عمران اس کے پیچھے بھاگتا ہوا اسلحہ خانے کی طرف بڑھا اور عمران کے ساتھی تیزی سے اس راستے کی طرف دوڑے جہاں کاریں موجود تھیں۔

تھوڑی دیر بعد عمران اسلحے سے لدا پھندا واپس آیا اور پھر اس نے اسلحہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ جدید ترین قسم کی سٹین گنیں ---- دھماکے کے بم ---- آگ لگانے والے بم ---- سائلنسر لگے مشینی پستول اور اسی قسم کے کئی آئٹم اس نے سب کو تقسیم کر دیئے۔

نوجوان نے خود ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ یہ انتہائی طاقتور انجن کی سپیڈ والی تھی جس کے پہیوں پر حفاظتی خول چڑھے ہوئے تھے اور شیشے اور باڈی بلٹ پروف تھی۔

دوسری کار کا ڈرائیور ایک اور نوجوان تھا۔ عمران اور جوزف ایک کار میں سوار ہو گئے۔ جبکہ دوسری کار میں صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا سوار ہو گئے۔

اور دونوں کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں جلد ہی سڑک پر پہنچ گئیں۔ ان کا رخ جی۔ پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کی طرف تھا۔

"سب لوگ سن لیں کہ ہم نے ہر قیمت پر ہیڈکوارٹر کے اندر جا کر جو نظر آئے گولی مار دو اور ڈیٹا روم سے ابوناڈ کو نکال کر ہم سب نے واپس اس ہیڈکوارٹر سے پہنچنا ہے ——— ضروری نہیں کہ ہم اکٹھے ہی واپس ہوں جس انداز سے بھی ہو نکل سکے ——— نکل جائے" ——— عمران نے بی سکس ٹرانسمیٹر پر دوسری کار میں موجود اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم سمجھ گئے ——— یہ انداز ایکشن ہوگا" ——— دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! ——— میں اور جوزف ڈیٹا روم تلاش کریں گے ——— اور ابوناڈ کو نکال لیں گے ——— جب کہ تم تینوں نے وہاں بے دریغ تباہی پھیلانی ہے۔ ایسی تباہی کہ کسی قسم کی رکاوٹ باقی نہ رہے" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"جناب! ——— ہمارا آدمی وہاں موجود ہے ——— جو ڈیٹا روم تک ہماری رہنمائی کر سکتا ہے" ——— ڈرائیور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اسے کال کر کے پیغام دو کہ جیسے ہی حملہ ہو، وہ گیٹ پر پہنچ جائے" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے ڈیش بورڈ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے اپنے آدمی کو کال کرنا شروع کر دیا۔

کاریں انتہائی تیز رفتاری سے جی۔ پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔ ان سب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ ہیڈکوارٹر کی حفاظت کے لئے بے شمار مسلح افراد موجود ہوں گے اور اتنی کڑی نگرانی میں گھس کر

زندہ سلامت باہر نکلنا ناممکن نہیں تو کم از کم مشکل ضرور ہوگا ——— مگر وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر پوری طرح مطمئن تھے۔ ہر لمحے موت سے کھیلنا ہی تو ان کی زندگی تھی۔ ایسے موقعوں پر احتیاط ان کے مذہب میں حرام سمجھی جاتی تھی اور وہ بھلا حرام چیز کے قریب کیسے پھٹک سکتے تھے۔

"سر! ——— ہمارا آدمی ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی عمارت سے باہر آ جائے گا اور ہمارے ساتھ ہی اندر جائے گا ——— میں نے ہدایات دے دی ہیں" ——— ڈرائیور نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم کاریں ہیڈکوارٹر سے کچھ فاصلے پر روک لینا تم لوگوں نے کاروں میں ہی رہنا ہے ——— صرف ہم اندر جائیں گے ——— تمہیں واپسی کے وقت ہوشیار رہنا ہوگا ——— ٹرانسمیٹر پر تمام حالات تمہارے سامنے ہوں گے اور تم ہر قسم کے اقدام کے لئے آزاد ہوگے" ——— عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔ پھر عمران کی ہدایات اس نے دوسری کار کے ڈرائیور تک پہنچا دیں۔

اب کاریں اس سڑک پر مڑ گئیں جس پر جی۔ پی فائیو کا قلعہ نما ہیڈکوارٹر موجود تھا۔

لمحہ بہ لمحہ فاصلہ سمٹتا چلا جا رہا تھا۔ اور کاریں سرعت کو جلو میں لئے تیزی سے اپنے ٹارگٹ کے قریب ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

کرنل ہیمرخ کو جیسے ہی ہوش آیا وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کمرے میں اس کے ساتھیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔

وہ تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کا رخ باہر برآمدے کی طرف تھا۔ جب وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے اسی لمحے کار کے قریب کھڑے ہوئے دونوں افراد کو ہوا میں ہاتھ مار کر زمین پر گرتے دیکھا وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ مجرم اوپر موجود ہے اور اگر وہ سیدھا پھاٹک کی طرف دوڑا گیا تو یقیناً مجرم کی گولی کا نشانہ بن جائے گا۔ اس نے ایک نظر کار پر ڈالی اور مخصوص تربیت یافتہ ذہن کی وجہ سے لاشعوری طور پر کار کے نمبر اس کے ذہن میں ثبت ہو گئے۔

کرنل ہیمرخ برآمدے کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا عمارت کی پچھلی طرف آیا اور پھر اس نے عقبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس وقت اس کا پورا جسم عریاں تھا صرف ایک معمولی سا زیر جامہ اس کے بدن پر تھا مگر اس وقت

جان بچانے کا تھا۔ اس لئے کرنل ہیمرخ کو اپنی عریانی کا کوئی خیال تک نہ آیا۔

وہ تیزی سے دوڑتا ہوا بلکہ صحیح لفظوں میں اُڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا اور دیوار سے تھوڑی دور پہلے اس نے اپنے جسم کو پوری قوت سے ہوا میں اچھالا۔ دوسرے لمحے وہ بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح دیوار کے سرے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے دوسری طرف گلی میں چھلانگ لگا دی۔

وہ گلی میں دوڑتا چلا گیا۔ اور پھر ایک اور گلی میں مڑ گیا۔ راستے میں موجود اِکا دُکا لوگ ایک ننگے شخص کو یوں بے تحاشہ دوڑتے دیکھ کر حیرت سے رک جاتے مگر اس وقت کرنل ہیمرخ کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ مختلف گلیوں سے گزرتا ہوا اس کوٹھی سے کافی دور بڑی سڑک پر پہنچ گیا۔

سڑک پر پہنچتے ہی ایک خالی ٹیکسی اسے اپنی طرف آتی دکھائی دی اس نے آگے بڑھ کر سڑک کے درمیان کھڑا ہو کر ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا ٹیکسی اس کے قریب آکر رک گئی۔

"جلدی کرو ___ ریڈ آرمی ایجنسی پارک روڈ پر لے چلو" ___ کرنل ہیمرخ نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ڈرائیور نے ریڈ آرمی کا لفظ سنتے ہی ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی تھوڑی دیر بعد ٹیکسی پارک روڈ پر پہنچ گئی۔

کرنل ہیمرخ نے ٹیکسی ہیڈکوارٹر کے سامنے رکوائی اور پھر اچھل کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت میں موجود ہر شخص کرنل ہیمرخ کو اس حال میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مگر کرنل ہیمرخ کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ مختلف راہداریوں میں

دوڑتا ہوا سیدھا اپنے مخصوص کمرے میں پہنچا اور پھر سب سے پہلے اس
نے ایک الماری میں سے لباس نکال کر پہنا اور پھر وہ عقاب کی طرح
لپکتا ہوا ٹیلیفون پر جھپٹا۔ اس نے انتہائی تیزی سے نمبر ڈائل کئے
اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی بولا۔

"کرنل ڈیوڈ! — میں کرنل ہیرنج بول رہا ہوں — میسز ڈیانا
فورڈ سے سنو! — میری ابھی ابھی مجرموں سے جھڑپ ہوئی ہے — ڈیانا
نے دو مجرموں کو گرفتار بھی کر لیا تھا — مگر انہوں نے میرے چیف اور ڈیانا
ہلاک کر دیئے ہیں — اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر نکلا ہوں —
جھڑپ ڈاک کمپاؤنڈ کی شرنج ٹنگ کی کوٹھی میں ہوئی ہے — مجرم جو کار
استعمال کر رہے تھے اس کا نمبر ایم۔ زیڈ۔ فور، ون، فور، ٹو ہے۔ میرے
آدمی ڈیڈ لگ گئے ہیں اس لئے میں تمہیں فون کر رہا ہوں کہ تم جی۔ پی۔ فائیو
کے کارندوں کے ذریعے فوری طور پر اس کوٹھی پر چھاپہ مارو — اگر مجرم
وہاں سے نکل جائے ہوں تو اس کار اور اس کے مالک کو تلاش کرو —
ہمیں مجرموں کا کلیو مل جائے گا — کار کا رنگ سبز ہے اور وہ
نئے ماڈل کی ڈاٹسن ہے" — کرنل ہیرنج نے انتہائی جوشیلے لہجے
میں کہا۔

"مگر ہوا کیا — ؟ کیسے تمہاری جھڑپ ہو گئی" — ؟ کرنل ڈیوڈ نے
کچھ پوچھنا چاہا۔

"پلیز کرنل! — وقت ضائع مت کرو — فوراً ایکشن میں آ جاؤ اور
مجرموں کا جیسے ہی کلیو ملے مجھے فوراً فون کرنا۔ میں خود آ کر تمہیں تفصیلات
بتاؤں گا" — کرنل ہیرنج نے چیختے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے" — دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل ہیرنج
نے فوراً ریسیور رکھ دیا۔

ریسیور رکھ کر وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ عریاں حالت میں
رونجی سے نکل بھاگے اور پھر تمام ماتحت سٹاف کے سامنے عریاں حالت
میں آنے کا رد عمل اس پر اب بری طرح ہو رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے
ماتحت آخر اس کے متعلق کیا سوچ رہے ہوں گے۔ یقیناً وہ اس کا دل
ہی دل میں مذاق اڑا رہے ہوں گے کہ ریڈ آرمی کا سربراہ اور مجرموں کے ہاتھوں
اس کی یہ درگت بن گئی۔ اب اسے لباس پہن کر بھی باہر نکلتے ہوئے شرم
آ رہی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرم حد سے زیادہ چالاک، عیار
اور خوفناک ہیں۔ ہتھکڑی سے بندھے ہوئے علاوہ نے جس انداز میں پوزیشن
بدلی اس کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ اسے جلد ہی
ہوش آ گیا۔ ورنہ ڈیانا نے اس کا کیا حشر ہوتا۔

ابھی تک اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر مجرم نے کلپ ہتھکڑی
بیٹھے بیٹھے کیسے کھول لی۔ جب مجرم نے اس کی پیشانی پر ہتھکڑی ماری تھی تو
بیہوش ہونے سے پہلے یہ احساس اس کے ذہن میں موجود تھا کہ ہتھکڑی
کے کلپ اسی طرح بند تھے۔ بس ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ مجرم نے کسی
طرح اپنے دونوں ہاتھ کلپوں سے نکال لئے ہوں جو بظاہر ناممکن نظر آتا
ہے۔ مگر اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی تو ذہن میں نہ آ رہی تھی اور پھر
اس کے ذہن میں وہ بازی گر آ گئے جنہیں اس نے بچپن میں سڑک کے کنارے
مظاہرے دکھاتے ہوئے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹے سے رنگ میں سے

اپنا بھاری بھرکم جسم اس طرح مروڑ اور سکیڑ کر نکال لیتے تھے کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔ اور بات اس کی سمجھ میں آگئی کہ مجرم نے بھی ان ہی کی شعبدہ بازی دکھائی ہوگی کہ اپنے ہاتھوں کو مروڑ اور سکیڑ کر ہتھکڑی کے کلپوں سے نکال لیا ہوگا۔

یہ سوچتے سوچتے اچانک اسے خیال آیا۔ اس نے میز کی ایک دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا اور تیزی سے اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد جب اس نے اس کا بٹن آن کیا تو دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو میجر ہیرس! ـــ کرنل ہیمرخ سپیکنگ ـــ ہیلو اوور" ـــ کرنل ہیمرخ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بلب سبز رنگ میں جلنے لگا۔

"یس کرنل! ـــ میجر ہیرس سپیکنگ اوور" ـــ دوسری طرف سے میجر ہیرس کی آواز سنائی دی۔

"میجر! ـــ میرا خیال ہے کہ ریڈ آرمی کو لیبارٹری سے واپس بلوا لیا جائے ـــ مجرم شاید ہی اب لیبارٹری پر حملہ کریں ـــ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ مشن ہی نہ ہو ـــ ہمیں مجرموں کو شہر میں ہی تلاش کر کے ٹھکانے لگانا چاہیے۔ اوور" ـــ کرنل ہیمرخ نے کہا۔

"آپ کی تجویز مناسب ہے جناب ـــ ویسے بھی ہم لوگ یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں جبکہ مجرم شہر میں آزاد پھر رہے ہیں اوور" ـــ میجر ہیرس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ لیبارٹری کی حفاظت جی پی فائیو سنبھال لے گی۔

بالا لیبارٹری کو میرا حکم سنا دو اور پھر واپس آجاؤ ـــ ہم یہاں اکٹھے مجرموں کی تلاش کا کوئی لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔ اوور" ـــ کرنل ہیمرخ نے کہا۔

"یس باس! ـــ ہم ایک گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے اوور" میجر ہیرس نے جواب دیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں ـــ اوور اینڈ آل" ـــ کرنل ہیمرخ نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھ کر وہ مجرموں کی تلاش کے لئے لائحہ عمل سوچنے لگا۔

ابھی وہ اس سوچ بچار میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بج اٹھی۔

کرنل ہیمرخ نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ کرنل ہیمرخ سپیکنگ" ـــ کرنل ہیمرخ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈریکو فرام دس اینڈ" ـــ دوسری طرف سے کرنل ڈریکو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــ کرنل کیا رپورٹ ہے ـــ؟ کوئی کلیو ملا" ـــ کرنل ہیمرخ نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"یس کرنل! ـــ کار ہمیں ایک گلی میں کھڑی مل گئی ہے ـــ مجرم تو غائب تھے لیکن اس کار کی رجسٹریشن سے معلوم ہوا ہے کہ یہ کار سنٹرل امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کی ملکیت ہے ـــ اور وہاں تمہارے

چھ آدمیوں کی لاشیں کوسطی سے مل ہیں انہیں پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا گیا ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"گولی مار دو ان آدمیوں کو ـــــ وہ تو مرتے ہی رہتے ہیں ـــــ یہ بتاؤ کہ یہ البوناڈ کون ہے" ـــــ کرنل بیرخ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"البوناڈ ایک عرب ہے ـــــ مگر اس نے ایک یہودی لڑکی سے شادی کر لی تھی اس لئے اُسے اسرائیل کا ایک شہری تسلیم کر لیا گیا تھا ـــــ ابر روڈ پر اس کی کمپنی کا دفتر ہے ـــــ خاصی امیر اور سوشل آدمی ہے بہرحال اس کی کارست پتہ چلتا ہے کہ اس کا لازمی مجرموں سے تعلق ہے میں نے اپنے ایجنٹوں کو اسے گرفتار کر کے ہیڈکوارٹر لے آنے کا حکم دے دیا ہے ـــــ جب وہ یہاں آئے گا تو پھر باقی معلومات ہم اس سے حاصل کر ہی لیں گے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا

"ٹھیک ہے مجھے یقین ہے کہ اس سے ہمیں مجرموں کا پتہ چل جائے گا اور پھر ہم انہیں بے بس چوہوں کی طرح گھیر لیں گے ـــــ جیسے ہی البوناڈ تمہارے پاس پہنچے مجھے فوراً اطلاع کر دینا ـــــ میں خود تمہارے پاس آؤں گا" ـــــ کرنل بیرخ نے اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ میں تمہیں ٹیلیفون کر دوں گا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل بیرخ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

اور پھر اس نے الماری میں سے ایک ضخیم فائل نکالی اور اس کا مطالعہ

[illegible] کر دیا۔ اسے میجر بیرس اور اس کے ساتھیوں کی آمد کا انتظار تھا اس کا خیال تھا کہ ان کے آنے کے بعد وہ ان سب کو ساتھ لیکر جی۔ پی ہیڈکوارٹر پہنچ جائے گا تاکہ البوناڈ سے معلومات ملتے ہی وہ فوری طور پر ایکشن میں آ سکیں۔ یہ فیصلہ اس نے اس لئے بھی کیا تھا اسے خطرہ تھا کہ کہیں کرنل ڈیوڈ تمام کریڈٹ خود لینے کے لئے اسے اطلاع دیئے بغیر ہی البوناڈ سے ملنے والے کلیو پر تمام کام شروع کر دے اس طرح حکومت کی نظروں میں اپنے محکمہ کی کارکردگی بڑھا لے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی اسے انٹرکام پر میجر بیرس اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی اطلاع مل۔ کرنل بیرخ نے انہیں میٹنگ روم میں بھیجنے کا حکم دیا۔

چند لمحوں بعد وہ خود بھی اٹھ کر میٹنگ روم میں پہنچ گیا۔ میٹنگ روم میں چار کرسیوں پر زیرو لینڈ آرمی کے دسول نمبر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ٹاپ نمبر ایجنٹ تھے ـ کارکردگی ـ بے شرفی اور جرأت کی مثالیں دی جاتی تھیں کرنل بیرخ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ کرنل بیرخ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر البوناڈ کے متعلق تفصیل ان کے سامنے رکھ دی۔

"ہمیں فوراً جی۔ پی ہیڈکوارٹر پہنچنا چاہیئے۔ مجرموں کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ ملنی چاہیئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ البوناڈ کی [illegible] کھو سکے ـــــ اس لئے ہمارا وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔

[illegible] کی صورت میں ہم خود البوناڈ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں" [illegible] نے فوراً کہا۔

"ہاں! ـــ میں بھی اسی فیصلے پر پہنچا ہوں ـــ ابھی تک گرانڈ نے البوناقہ کی گرفتاری کی خبر نہیں دی ـــ جہاں تک میرا تعلق ہے کرنل ڈیوڈ ہمیں ایک طرف رکھ کر خود ہی بازی جیتنے کے خیال میں ہے ـــ اس لئے ہمارا وہاں پہنچنا بے حد ضروری ہے ـــ اور بات یہ کہ ہمیں انتہائی خطرناک مجرموں کے مقابلے کے لئے یہاں سے پوری تیاری کر کے چلنا چاہیئے ـــ تاکہ ہم ایک لمحہ ضائع کئے بغیر حرکت میں آسکیں" کرنل ہیرنج نے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے جناب" ـــ ایک اور ممبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم لوگ اسلحہ خانے سے ضروری اسلحہ حاصل کرو۔ دستی بم ـــ مشین گنیں اور ان کا فالتو ایمونیشن ـــ بیہوش کر دینے والی گیس کے بم اور اسی قسم کا تمام اسلحہ ہمیں کوئی رسک نہیں لینا" کرنل ہیرنج نے کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اسلحہ لے کر گیراج میں آجاؤ ـــ میں وہاں ہوں گا ـــ ہم فوراً ہی چل دیں گے" ـــ کرنل ہیرنج نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ گیراج میں پہنچا تو وہاں تین مضبوط کاریں تیار کھڑی تھیں۔ کرنل ہیرنج، میجر ہیرس والی کار میں بیٹھ گیا اور یہ خوفناک گروپ کاروں میں سوار تیزی سے جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔

دس منٹ سے بھی کم عرصہ میں البوناقہ امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کے متعلق تفصیلی فائل کرنل ڈیوڈ کی میز پر پہنچ گئی اور کرنل ڈیوڈ اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔

فائل خاصی ضخیم تھی اور اس میں کارپوریشن میں کام کرنے والے ہر فرد اور اس قسم کا کام کارپوریشن کرتی تھی، ان سب کی مکمل تفصیل دی گئی تھی حتیٰ کہ کارپوریشن میں کام کرنے والے افراد کے رہائشی پتے اور ان کی تصویریں تک فائل میں موجود تھیں۔

جی پی فائیو نے خفیہ طور پر اسرائیل کے ہر شہری اور ہر کاروباری ادارے کی تفصیلی فائلیں مرتب کی ہوئی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کی گرفت پورے ملک پر انتہائی سخت تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک کرنل ڈیوڈ فائل کے مطالعے میں مصروف رہا۔ فائل کے مطابق البوناقہ کا کردار بے داغ اور اس کی حب الوطنی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ مگر موجودہ حالات سے صاف ظاہر ہوتا

تھا کہ مجرموں کی پشت پناہی البونافہ کر رہا ہے۔

چنانچہ اس نے فائل بند کی اور پھر ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ کرنل ہیرنخ کو البوناف کی گرفتاری کے متعلق بتانا چاہتا تھا۔ مگر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ وہ خود البوناف سے معلومات حاصل کر کے مجرموں کو گرفتار کیوں نہ کرے ——— ؟ آخر اس کا کریڈٹ دوسرا آدمی کو کیوں دے ——— یہی سوچ کر اس نے رسیور سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک آگئی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بلیو روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیو روم راہداری کے آخری سرے پر واقع تھا اور یہاں تشدد کے انتہائی قدیم اور خوفناک آلات سے لیکر جدید ترین مشینیں موجود تھیں اور آج تک کوئی شخص یہاں آکر اپنے آپ کو سچ بولنے سے نہ روک سکا تھا۔

بلیو روم کے دروازے پر ایک مسلح گارڈ موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو دیکھتے ہی اس نے سیلوٹ مارا پھر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ بلیو روم میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر جدید قسم کی مشینیں نصب تھیں جبکہ دوسری سائیڈ پر پرانے زمانے کے خوفناک ہتھیار موجود تھے کمرے کے درمیان میں ایک کرسی پر البوناف بیٹھا تھا۔ اس کے پیچھے دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ جبکہ ایک قوی ہیکل جلاد نما شخص صرف پتلون پہنے البوناف کے قریب دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے یوں کھڑا تھا جیسے حکم ملتے ہی وہ کشتی لڑنے کے لئے اکھاڑے میں اتر آئے گا البوناف کی قمیض اتار دی گئی تھی اور اس کا اوپر کا جسم ننگا تھا۔

البوناف کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ آنکھوں کی چمک مدھم پڑ گئی تھی اس کی نظریں بار بار تشدد کے خوفناک آلات پر پڑتیں اور وہ جلدی ہی نظریں ہٹا لیتا۔

"ہاں تو البوناف! ——— بہتر یہ ہے کہ تم سچ سچ بتا دو کہ مجرم اس وقت کہاں موجود ہے ——— ورنہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہاں آکر پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے سپاٹ لہجے میں البوناف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے کسی مجرم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے ——— میں ایک کاروباری آدمی ہوں ——— میرا مجرموں سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا" ——— البوناف نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا

"ٹھیک ہے ——— تمہاری مرضی ——— ابھی تم سب کچھ بتا دو گے۔ آپریشن نمبر ایک آزماؤ" ——— کرنل ڈیوڈ نے جلاد سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

جلاد سر ہلاتا ہوا ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ رکھا ہوا ایک بڑا سا موچنا اٹھا لیا اور پھر وہ واپس البوناف کی طرف بڑھ آیا۔

"اس سے آپ ایک ایک کر کے تمہارے تمام ناخن نوچ لئے جائیں گے۔ یہ سب سے معمولی تشدد ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے کمنٹری کرتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— البوناف نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کوئی بات نہیں ——— آپریشن شروع کرو" ——— کرنل ڈیوڈ

سنے اس کی پوری بات سننے بغیر اس جلاد سے مخاطب ہو کر کہا اور جلاد نے سر ہلا دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ الفانسو کی کرسی کے قریب پہنچتا۔ اچانک باہر خوفناک دھماکے سنائی دیئے اور اس کے بعد بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ہیڈکوارٹر پر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو مسلح گارڈ بوکھلائے ہوئے انداز میں داخل ہوئے۔

"باس ۔۔۔ باس! ۔۔۔ ہیڈکوارٹر پر مخبروں نے حملہ کر دیا ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"اوہ!" ۔۔۔ کرنل ٹریوڈ نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

اب باہر فائرنگ اور دھماکوں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

اس بی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے سوگز دور عمران نے کاریں رکوا دیں اور سب نیچے اتر آئے۔

کیپٹن شکیل! ۔۔۔ تم دائیں طرف والی گلی سے بڑھتے ہوئے عقبی ے سے گھسو ۔۔۔ صفدر اور تنویر! ۔۔۔ تم بائیں طرف سے حملہ ۔۔۔ اور جوزف! ۔۔۔ تم شمال کی طرف سے آگے بڑھو ۔۔۔ میں وازے سے گھسوں گا۔ اور سنو! ۔۔۔ بے تحاشہ فائرنگ اور تباہی ہے ۔۔۔ اس قدر تباہی کہ ہیڈکوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج ۔۔۔ اور [illegible] فائرنگ میرے فائرنگ کے ساتھ ہی شروع ہو گی گر اور واپسی کا اشارہ ٹرینچ فائر سے ہوگا ۔۔۔ ایسی صورت میں زیادہ سے زیادہ ممکن ہو سکے کاروں تک پہنچنا ہے اور اگر کاریں کوئی انفرادی طور پر بھاگ جائے" ۔۔۔ عمران نے سب کو سلامہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے اپنے اپنے ٹارگٹس کی طرف

بڑھتے چلے گئے۔

عمران بڑی تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ صدر دروازے پر ایک آدمی پہریداروں کے انچارج کی وردی پہنے بڑے بے چین انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور اس نے ٹوپی اتار کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور یہ وہ مخصوص اشارہ تھا جسے عمران نے اسے پہچانا تھا۔

عمران تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔

"عقاب" ——— عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"اوہ ——— میرے پیچھے چلے آؤ" ——— اس نے چونک کر کہا پھر اس نے جلدی سے ٹوپی سر پر رکھی اور واپس مڑ گیا۔ عمران تیزی سے اس کے پیچھے چلا گیا۔

صدر دروازے پر موجود پہریداروں نے انچارج کی وجہ سے کے اندر جانے کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

اس کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر ایک باوردی نوجوان بیٹھا ہوا تھا اندرونی کمروں کا راستہ اس کمرے سے ہو کر جاتا تھا اور وہاں سے اجازت لئے بغیر کوئی اندر نہ جا سکتا تھا۔

"کون ہے یہ" ——— کرسی پر بیٹھے نوجوان نے کرخت لہجے میں عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انچارج سے کہا۔ مگر دوسرا لمحہ اس پر بھاری پڑا۔ کیونکہ عمران نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کے اندر سے

کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان کے جسم پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے گولیوں اور بموں کے دھماکے سنائی دینے لگے۔

"دروازہ کھولو" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا اور خود وہ دروازے سے انچارج نے انتہائی پھرتی سے میز کے کونے پر لگا ہوا بٹن دبایا اور دیوار درمیان سے سمٹتی چلی گئی۔

"دروازے سے کسی کو نہ آنے دینا" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور سامنے والی خلا میں چھلانگ لگا دی۔ سامنے ایک راہداری تھی۔ راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

راہداری کے موڑ پر پہریدار موجود تھے۔ مگر عمران کی مشین گن چل رہی تھی۔ کچھ سپاہیوں نے اس پر فائرنگ کی کوشش کی مگر عمران بجلی بنا ہوا تھا۔

راستے میں پڑنے والے ہر سپاہی کو اڑاتا ہوا تیزی سے دوڑتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک لوہے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔

اس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ایک دستی بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر اسے پوری قوت سے دروازے پر مار دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دروازہ اڑ کر دور جا گرا۔ اندر سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے دروازہ اڑتے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ اور پھر وہ اچھل کر

اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک اور راہداری تھی۔ عمران تیزی سے راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ موڑ مڑا۔ اچانک اسے ریپیٹر گن کی فائرنگ ہوئی۔ عمران تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا اور اس نے بجلی کی تیزی سے ایک اور دستی بم کی پن کھینچ کر موڑ سے آگے پھینک دیا۔ خوفناک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی راہداری چیخوں سے گونج اٹھی اور پھر دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا جس پر بلیو روم کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ دروازہ بند تھا اور اس کے باہر کوئی پہرے دار نہ تھا۔ عمران نے اس دروازے کا بھی پہلے دروازے جیسا حشر کیا۔ دروازہ اڑ کر اندر جا گرا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے دو گارڈوں اور ایک جلاد نما شخص کو دیکھ لیا۔ وہ سب حیرت بھرے انداز میں کھڑے تھے کہ عمران کی مشین گن چیخ پڑی۔ اور پھر ایک ہی بار تینوں کو صفایا ہوتا چلا گیا۔

”ابوناز سیکرٹ پیچھے آؤ۔۔۔ ایک مشین گن اٹھا لو“ ۔۔۔ عمران نے چیخ کر ابوناز سے کہا اور اس نے دروازے کے باہر چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے دائیں طرف سے اس پر فائرنگ ہوئی۔ لیکن عمران تب سے زمین پر لیٹتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بم نکال کر اس طرف پھینک دیئے۔

ابوناز بھی باہر آ گیا تھا۔

دھماکوں کے بم پھینکتے ہی عمران تیزی سے واپسی کے راستے پر اس

گیا۔ ابوناز بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ البتہ وہ ہر ایک لمحے بعد پیچھے مڑ کر فائر کھول دیتا۔

جلد ہی وہ دونوں اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں پہرے داروں کا انچارج موجود تھا۔

”کیا پوزیشن ہے“ ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

”صدر دروازے پر تو مسلح گارڈ پہنچ گئی ہے ۔۔۔ ہر طرف گولیاں چل رہی ہیں اور دھماکے ہو رہے ہیں“ ۔۔۔ انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ بتاؤ ۔۔۔ صدر دروازے سے تو ہم باہر نہیں نکل سکتے“ ۔۔۔ ابوناز نے چیخ کر کہا۔

”میرے پیچھے آؤ“ ۔۔۔ انچارج نے کہا اور پھر وہ راہداری میں نکل کر تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔

راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ پہرے دار شاید دھماکوں سے شکست تسلیم کر چکے تھے۔ انچارج ان دونوں کو لے کر ایک کمرے میں پہنچا اور پھر اس نے ایک خفیہ بٹن دبا دیا تو ایک طرف نیچے جانے والی سیڑھیاں نمودار ہو گئیں۔ وہ تینوں نیچے اتر کر چلے گئے۔ یہ ایک طویل سرنگ تھی سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو سٹیل کا بنا ہوا تھا۔

”اسے اڑانا پڑے گا ۔۔۔ یہ اوپر سے کنٹرول ہوتا ہے“ ۔۔۔ انچارج نے کہا۔

عمران نے دو دستی بم بیک وقت دروازے پر کھینچ مارے اور دروازہ تنکے کی طرح اڑ گئے اور وہ تینوں تیزی سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک جگہ تھی

گلی تھی۔

عمران نے گلی میں آتے ہی جیب سے ایک لمبی نال والا پستول نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ شعلوں کی آواز سے گولی آسمان کی طرف بڑھی اور پھر آسمان پر ایک تیز شعلہ سا نکل کر بکھر گیا۔

"آؤ" ——— عمران نے کہا اور وہ تیزی سے گلی کے کنارے کی طرف بھاگنے لگے۔

مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ گلی کے سرے سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ مگر عمران نے نمبروں والا نسخہ آزمایا اور چیخوں کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ گلی کراس کر کے سڑک پر آ گئے۔

اسی لمحے ایک کار تیزی سے ان کے قریب پہنچی اور وہ تینوں دروازہ کھول کر اس میں سوار ہو گئے۔ کار تیزی سے آگے بڑھی۔ کار میں جوزف پہلے سے موجود تھا۔

ابھی کار آگے بڑھی ہی تھی کہ سامنے سے آنے والی کار سے اس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ڈرائیور نے انتہائی پھرتی سے کار کو لہرایا اور پھر اس نے ساتھ والی گلی میں اسے موڑ دیا۔

موڑ مڑتے ہی عمران نے کھڑکی سے فائرنگ کی اور سامنے سے آنے والی کار کی ونڈ سکرین کے پرزے بکھر گئے۔ ڈرائیور نے انتہائی مہارت سے کار اس گلی سے نکالی اور دوسری گلی میں ڈال دی۔ مگر اس بار ایک اور کار نے ان کا راستہ روک لیا۔ اب عمران کی کار کے نکلنے کا راستہ نہ تھا مگر ڈرائیور نے کار روکنے کی بجائے فل ایکسیلیٹر دبا دیا اور کار آندھی اور طوفان کی طرح بڑھتی ہوئی ایک خوفناک دھماکے سے سامنے والی کار سے ٹکرائی

اور سامنے والی کار لٹو کی طرح گھوم گئی اور عمران کی کار تیز رفتاری سے گزرتی ہوئی سڑک پر پہنچ گئی۔

سڑک پر ہر طرف پولیس اور ملٹری، پی نائیو کی بے شمار گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔

"جمپ بیٹو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے ایک طرف اپنی گن سنبھال لی جب کہ بلیک زیرو نے دوسری طرف کی کھڑکی اور جوزف نے ڈرائیور کے ساتھ والی ——— اور پھر انہوں نے سٹین گنوں کے ٹریگر مسلسل دبا دیئے اور کار گولیوں کی بوچھاڑ کی صورت بکھیرتی ہوئی انتہائی خوفناک رفتار سے سڑک پر بھاگتی چلی گئی۔ کئی کاروں نے اس کا پیچھا کرنا چاہا مگر عمران کے پھینکے ہوئے دستی بموں نے انہیں سڑک پر ہی بکھیر دیا اور کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک گلی میں گھستی چلی گئی۔

گلی کے آخر میں ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے کار روک دی اور وہ سب برق رفتاری سے نیچے اترے گلی میں دوڑتے ہوئے ایک مکان کے دروازے میں گھستے چلے گئے۔

مکان میں سے گزرتے ہوئے ایک اور مکان میں گھسے اور پھر گٹر کے ذریعے زمین کے نیچے دوڑتے ہوئے وہ جلد ہی کافی دور نکل کر ہیڈ کوارٹر بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

پھر تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور جوزف بھی ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔

جوزف کے ایک بازو میں گولی لگی تھی مگر جوزف نے اس پر آہنی مضبوطی سے ہاتھ رکھا ہوا تھا کہ خون کا ایک قطرہ بھی باہر نہ نکل سکا۔

عمران جوزف کو تیزی سے ایک طرف لے گیا اور چند لمحوں بعد عمران نے گولی نکال کر اس کے بازو پر بینڈیج کر دی۔

"انتہائی خوفناک معرکہ تھا" —— ابو ناظر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— اندھا اقدام تھا —— بہرحال ہمارا مشن کامیاب رہا۔ اب یہ طویل عرصے تک اپنے زخم چاٹتے رہیں گے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! —— جب ہم واپس بھاگے تو تین کاروں میں کچھ لوگ وہاں آ گئے اور انہوں نے بے تحاشہ فائرنگ اور بموں کے دھماکے کئے —— وہ ہماری کار اڑانا چاہتے تھے —— ہم تو بچ نکلے البتہ ان کی وجہ سے پولیس کی کئی کاریں تباہ ہو گئیں" —— صفدر نے کہا۔

"خاصہ خون خرابہ ہوا ہے —— ابو ناظر! اب فوری طور پر تل ابیب کا کوئی اہم ٹارگٹ تباہ کرو —— میرا خیال ہے کہ ہم اس ٹارگٹ کو فوری طور پر اڑا دیں تو ان سب کی توجہ لیبارٹری سے ہٹ جائے گی" —— عمران نے کہا۔

"میرے خیال میں سب سے بڑا ٹارگٹ یہاں کا بجلی گھر ہے —— ایٹمی بجلی گھر ہے —— اگر اسے اڑا دیا جائے تو اسرائیل میں نصف بتیاں بجھ جائیں گی —— مگر یہ بجلی گھر بہت وسیع و عریض ہے اس کی حفاظت کے بھی بڑے انتظامات ہیں" —— ابو ناظر نے جواب دیا۔

"تم بس اس کا مکمل وقوع اور نقشہ تفصیل سے سمجھا دو —— باقی کام مجھ پر چھوڑ دو" —— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا جیسے اسے تباہ

کرا دینا اس کی نظر میں بالکل معمولی سی بات ہو۔

اور پھر ابو ناظر نے کاغذ اٹھا کر ایٹمی بجلی گھر کا نقشہ بنانا شروع کر دیا۔

کرنل ہیمرخ اور اس کے ساتھی ابھی جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے
کافی دور تھے کہ انہیں دور سے بے تحاشہ فائرنگ اور بموں کے دھماکے
سنائی دیئے اور انہوں نے سڑکوں پر پھیلنے والی افراتفری بھی دیکھی۔ لوگ سر
پر پیر رکھے ادھر ادھر دوڑتے چلے جا رہے تھے۔

"اوہ! ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ مجرموں نے جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ
کر دیا ہے" ۔۔۔ میجر بیرس نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے" ۔۔۔ کرنل ہیمرخ نے کہا۔

میجر بیرس نے کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر وہ انتہائی تیزی سے ہیڈ کوارٹر
کے قریب ہوتے چلے گئے

پھر جیسے ہی میجر بیرس نے کار ایک گلی میں موڑی۔ سامنے سے آنے والی
کار ایک دھماکے سے ۔۔۔ ٹکرائی اور میجر بیرس کی کار لٹو کی طرح گھومتی
چلی گئی اور ٹکرانے والی کار ۔۔۔ نکل کر سڑک پر پہنچ گئی۔

جب تک میجر بیرس کار کو سنبھالتا۔ ٹکرانے والی کار کافی دور نکل گئی
اور پولیس کاریں اس کے تعاقب میں تھیں۔ پیچھے آنے والی ریڈ آرمی کی کاریں
تیزی سے ہیڈ کوارٹر کے گرد پھیلتی چلی گئیں اور پھر وہ سب پھرتی سے
نیچے اترے۔

اسی لمحے ان پر ایک طرف سے فائرنگ ہوئی اور انہوں نے ایک آدمی
کو دوڑ کر ایک کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ انہوں نے اس پر فائر کھول دیا
وہ قوی ہیکل آدمی ایک جھٹکا کھا کر فرش پر گرا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے
چھلانگ لگائی پھر اس سے پہلے کہ اس پر فائرنگ ہوتی، وہ کار میں پہنچ
گیا اور کار تیزی سے آگے دوڑتی چلی گئی۔

انہوں نے کار پر بم پھینکے مگر کار ڈرائیور انتہائی ہوشیار تھا۔ وہ ہر بار
کار بچا کر نکل گیا۔ البتہ بموں کی زد میں اس کے ارد گرد پھیلی ہوئی پولیس کاریں
آ گئیں اور ہر طرف کاروں کے پرزے بکھرتے چلے گئے۔

ریڈ آرمی نے کاریں اس کے پیچھے ڈال دیں۔ مگر پولیس کاروں اور اس
کار میں سے ہونے والی بے تحاشہ فائرنگ نے انہیں قریب نہ پہنچنے دیا اور
پھر چند لمحوں کے بعد وہ کار ایک تنگ گلی میں مڑتی چلی گئی۔ ریڈ آرمی کی کاریں جب
گلی میں پہنچیں تو وہ کار گلی کے کنارے پر موجود تھی البتہ مجرم غائب تھے۔

"واپس ہیڈ کوارٹر چلو ۔۔۔ ان کی تلاش جی۔ پی۔ فائیو کرے گی ۔۔۔
ابھی شاید کچھ مجرم ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں" ۔۔۔ ایک نے چیخ کر کہا اور پھر
انہوں نے کاریں تیزی سے ہیڈ کوارٹر کی طرف دوڑا دیں۔

مگر جب وہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچے تو فائرنگ رک چکی تھی اور ہر طرف موت
کا سا سکوت طاری تھا۔ کاریں رک کر تیزی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے

کرنل ہیرنج اور میجر ہیرس پہلے سے وہاں موجود تھے۔ ہیڈکوارٹر میں ہر طرف پہرے داروں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ مجرموں نے بم چلا چلا کر پوری عمارت کا ستیاناس کر دیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمارت پر باقاعدہ کسی فوج نے حملہ کیا ہو۔

"کرنل ڈیوڈ کہاں ہے" ـــــ کرنل ہیرنج نے چیخ کر ایک حواس باختہ سپاہی سے پوچھا۔

"وہ ڈارک روم میں ہیں" ـــــ سپاہی نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس سے ڈارک روم کا پتہ پوچھتے، کرنل ڈیوڈ باہر آ گیا۔ اس کی آنکھیں دہشت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ چاروں طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے کہ اسے خوفناک تباہی پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ سب کیسے ہوا ـــــ؟ الزانہ کہاں ہے" ـــــ؟ کرنل ہیرنج نے چیخ کر کہا۔

"اوہ! ـــــ الزانہ بلیو روم میں ہے ـــــ اور یہ تباہی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"چلو جلدی کرو ـــــ ہمیں الزانہ کا پتہ کرنا چاہیئے ـــــ تم نے اسے وہاں کیوں چھوڑ دیا جب کہ مجرم اسے چھڑانے کے لئے آئے تھے" ـــــ کرنل ہیرنج نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ ـــــ وہ ـــــ میں" ـــــ کرنل ڈیوڈ کچھ بھی نہ کہہ سکا اور پھر تیزی سے بلیو روم کی طرف دوڑنے لگا۔

مگر راستے میں ٹوٹے ہوئے دروازے اور سپاہیوں کی لاشوں نے

انہیں پہلے ہی بتا دیا کہ مجرم اپنا وار کر چکے ہیں اور پھر بلیو روم میں بکھرے ہوئے مشینوں کے پرزے ـــــ گارڈوں اور جلاد نما شخص کی لاشوں نے صورت حال بالکل واضح کر دی۔

الزانہ غائب تھا۔

اسی لمحے ایک سپاہی نے آ کر بتایا کہ خفیہ سرنگ کا دروازہ ٹوٹا ہوا ہے۔ مجرم ادھر سے نکل گئے ہیں۔

"اوہ! ـــــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــــ ضرور مجرموں کا ساتھ کوئی اندر کا آدمی دے رہا تھا ـــــ ورنہ اجنبی مجرموں کا بلیو روم تک پہنچنا ـــــ اور پھر اسے انتہائی خفیہ ترین راستے سے نکالنا ناممکن ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ اب وہ فوری صدمے سے سنبھل چکا تھا۔

"مجرم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے کرنل! ـــــ ہم ایک اہم ترین راز کھو بیٹھے ہیں" ـــــ کرنل ہیرنج نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ واقعی ہم راز کھو بیٹھے ـــــ توبہ! اس قدر بہادری اور دلیری کہ دن دہاڑے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیا ـــــ یہ مجرم ناقابل تسخیر ہیں ـــــ کرنل ہیرنج! ہم ان مجرموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خدا کی پناہ ـــــ اس قدر جرأت اور دلیری" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واقعی سب سے خطرناک مجرم ہیں ـــــ اور اب ان کی گرفتاری اور بھی زیادہ ضروری ہو گئی ہے ـــــ بھلا حکام کیا کہیں گے کہ چند مجرم

ہمیں شکست پر شکست دیتے چلے جا رہے ہیں ——— اور ہم اتنے بے پناہ وسائل کے باوجود ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے ——— ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا ——— کچھ اور ——— کوئی واضح پلاننگ ——— کوئی خصوصی لائحہ عمل" ——— کرنل ہیرج نے کہا۔

اور پھر وہ باہر کی طرف چل پڑے۔ ڈھیلے اور شکست خوردہ قدموں سے۔



"ایٹمی بجلی گھر تل ابیب سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور پورے تل ابیب میں بجلی کی سپلائی کا واحد ذریعہ ہے" ——— ابوفانہ نے نقشہ اور دیگر تفصیلات بتانے کے بعد کہا۔

"اوہ! ——— تو اس کا مطلب ہے کہ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کو بھی بجلی یہیں سے سپلائی ہوتی ہوگی" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بالکل ایسا ——— اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ——— ویسے اس لیبارٹری میں ایک علیحدہ جنریٹر بھی لگایا گیا ہے" ——— ابوفانہ نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں ——— جنریٹر کتنی دیر چل سکے گا ——— وہ تو صرف وقتی طور پر سپلائی کے لئے ہوگا ——— ٹھیک ہے۔ تو اب پروگرام بنا لینا چاہیئے ——— جیسے ہی ایٹمی بجلی گھر تباہ ہو، ہمیں ایٹمک ریسرچ لیبارٹری پر حملہ کر دینا ہے ——— یقیناً یہ ایسا وقت ہوگا جب وہ لوگ بری طرح الجھے ہوئے ہوں گے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— بجلی گھر کی تباہی ہم پر ڈال دیجئے اور آپ لوگ لیبارٹری سنبھالیں" ——— ابوفانہ نے کہا۔

"نہیں! ——— تم لوگوں سے یہ تباہ نہیں ہوگا ——— یہ کام مجھے کرنا ہوگا ——— اکیلے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اکیلے ——— اور ایٹمی بجلی گھر کی تباہی ——— آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ ابوفانہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تو تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے ——— ؟ میں پھونک مار کر بجلی گھر کو اڑا سکتا ہوں ——— میں نے کئی بار پھونک مار کر موم بتیاں بجھا دی ہیں ——— یہ بجلی گھر بھلا کیا چیز ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم گروپنگ کر لیں اور بیک وقت دونوں ٹارگٹس پر حملہ کر دیں" ——— کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں! ——— دونوں جگہوں پر حملہ ہونا ضروری ہے اس لئے درمیان میں کچھ وقفہ ہوگا ——— دوسرے لفظوں میں وقفہ بہت ضروری ہے" ——— عمران نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہو ۔۔۔ ؟ کیا ہم ناکارہ لوگ ہیں" ۔۔۔ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں یہیں سوتا ہوں ۔۔۔ تم دونوں ماگنس تباہ کر دو ۔۔۔ پھر مجھے اٹھا لینا اور ہم ہنستے گاتے واپس چلے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" ۔۔۔ جولیا سے اور تو کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ ہنکارہ بھر کر رہ گئی۔

"الوناڈ ۔۔۔ اب تم ظاہر تو نہیں ہو سکتے ۔۔۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ اپنے عقابوں کو کہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر دو۔ جس وقت ایٹمی بجلی گھر تباہ ہو ۔۔۔ ساتھ ہی پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ ہو جائے اس طرح سب لوگ یقیناً بُری طرح الجھ جائیں گے ۔۔۔ اور اس وقت لیبارٹری اقدام آسان ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے الوناڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں تیار ہوں" ۔۔۔ الوناڈ نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ پلاننگ کر لیں تاکہ سب کام صحیح طریقے سے سرانجام پا سکے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کاغذ اٹھا کر پلاننگ شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملے اور ایٹمی لیبارٹری اور ایٹمی بجلی گھر پر حملے کے متعلق تفصیلی پلاننگ تیار کر لی۔

"الوناڈ ۔۔۔ تمہاری تفصیلات کے مطابق ایٹمک ریسرچ لیبارٹری

پر روزانہ ایک ہیلی کاپٹر غذا کے پیکٹ پھینکنے جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے الوناڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ روزانہ شام کو ایک ہیلی کاپٹر یہ ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے" ۔۔۔ الوناڈ نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ میک اپ کر کے باہر جاؤ اور اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کا پتہ نکالو ۔۔۔ صفدر ۔۔۔ یا ۔۔۔ کیپٹن شکیل ان میں سے جس کی جسامت بھی اس پائلٹ سے ملتی ہو ۔۔۔ اس کا روپ دھارے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا پتہ چلاؤ کہ غذا کے پیکٹ کہاں تیار ہوتے ہیں اور کتنے بڑے ہوتے ہیں ۔۔۔ میرا پروگرام یہ ہے کہ ہم سب غذا کے پیکٹوں میں بند ہو کر لیبارٹری کے اندر داخل ہوں مجھے یقین ہے کہ چونکہ ذخیرہ اور لیبارٹری میں کئی سو افراد کام کرتے ہیں اس لئے غذا کی یہ پیٹیاں بہت بڑی بڑی ہوں گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ گڈ آئیڈیا ۔۔۔ مجھے معلوم ہے۔ یہ پانچ پیٹیاں ہوتی ہیں اور قدِ آدم سے بھی بڑی ہوتی ہیں ۔۔۔ ہم آسانی سے اطمینان سے ان ڈبوں میں چھپ سکتے ہیں" ۔۔۔ الوناڈ نے خوشی سے چہکتے ہوئے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے ۔۔۔ تم آج یہ معلومات حاصل کرو ۔۔۔ کل میں ایٹمی بجلی گھر کی خبر لیتا ہوں اور کل رات ہی ہم ایٹمی لیبارٹری پر دھاوا بول دیں گے ۔۔۔ جس وقت ہم ایٹمی لیبارٹری پر دھاوا بولیں اسی وقت عقاب پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر دیں" ۔۔۔ عمران نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر بجلی گھر ۔۔۔؟" الوناڈ نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو ۔۔۔ وہ میرا کام ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ کو اعتماد ہے تو پھر ٹھیک ہے" ۔۔۔ الوناڈ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے آج یہ سامان مہیا کر دو" ۔۔۔ عمران نے کاغذ پر سامان کی لسٹ بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر ۔۔۔ سامان مل جائے گا ۔۔۔ میرے ذمہ اور کوئی کام" ۔۔۔ الوناڈ نے کہا۔

"اس بجلی گھر کے سوڈا ڈائر شعبے کا انچارج کون ہے ۔۔۔ کہاں رہتا ہے ۔۔۔؟ اور اس کے متعلق تمام تفصیلات مجھے ایک گھنٹے میں چاہئیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مل جائیں گی ۔۔۔ میں ابھی عقاب نمبر چار کے ذمہ لگا دیتا ہوں۔ وہ معلوم کر لے گا" ۔۔۔ الوناڈ نے کہا۔

"تم یہ معلومات حاصل کرو ۔۔۔ جب تک میں سامان کی لسٹ بنا لوں" عمران نے کہا اور الوناڈ سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل جیمز دونوں پریذیڈنٹ ہاؤس کے خاص کمرے میں کرسیوں پر سر لٹکائے بیٹھے تھے۔ صدر مملکت نے فوری طور پر انہیں بلایا تھا اور وہ دونوں جانتے تھے کہ صدر کی ڈانٹ پھٹکار سننی پڑے گی مگر وہ مجبور تھے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدر مملکت کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ دونوں ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھئے" ۔۔۔ صدر مملکت نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سامنے رکھی ہوئی اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وہ دونوں بھی بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے مجرموں کو پناہ دینے والے کسی مقامی آدمی کو پکڑ لیا تھا ۔۔۔ مگر مجرموں نے جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر باقاعدہ حملہ کر کے اسے چھڑا لیا ۔۔۔ اور نہ صرف اسے چھڑا لیا بلکہ

جی۔ پی۔ فائیو کے ستر آدمی ہلاک اور بے شمار زخمی کر دیتے ـــ اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ جب مجرم واپس جا رہے تھے تو ان کا ٹکراؤ ریڈ آرمی سے ہوا ـــ مگر وہ نکل جانے میں کامیاب رہے" ـــ صدر مملکت نے چبا چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔ ان کی تیز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"آپ کی اطلاع بالکل درست ہے جناب" ـــ کرنل ڈیوڈ نے شکست خوردہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کیوں ہو رہا ہے ـــ ؟ کیا آپ سب نااہل لوگ ہیں ـــ آپ کی صلاحیتوں اور کارکردگی کی پوری دنیا میں دھوم تھی مگر ان چار پانچ غیر ملکی مجرموں کے سامنے آپ حقیر چوہوں کی طرح بے بس نظر آتے ہیں ـــ وہ جب چاہتے ہیں ـــ جہاں چاہتے ہیں وار کر دیتے ہیں اور ہم صرف ناکامی پر زخم چاٹتے رہ جاتے ہیں ـــ آخر یہ مجرم کیوں ناقابل تسخیر بن گئے ـــ" صدر مملکت نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ یہ مجرم عام مجرموں کی طرح نہیں ہیں ـــ یہ مجرم بے حد ذہین ـــ چالاک ـــ عیار ـــ دلیر ـــ اور سب سے اہم بات یہ اس پہلو پر وار کرتے ہیں جو ہمارا کمزور پہلو ہوتا ہے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سنو کرنل! ـــ میں نے تمہیں اس لئے ریڈ آرمی کا سربراہ نہیں بنایا کہ تم ہمارے منہ سے مجرموں کے قصیدے سنا رہو ـــ اگر تمام خوبیاں مجرموں میں ہی موجود ہیں تو پھر ہم تنہائی میں رکھ کر انہیں پورا کریں

پیش کر دیں ـــ میں ان مجرموں کی مسخ شدہ لاشیں چاہتا ہوں۔ ان کے کٹے ہوئے سر چاہتا ہوں ـــ ان کے بندھے ہوئے ہاتھ چاہتا ہوں ـــ میں مجرموں کی لاشوں میں ہزاروں کی تعداد میں گولیوں سے سوراخ چاہتا ہوں ـــ سمجھے تم" ـــ صدر مملکت نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہم کوشش کر رہے ہیں جناب" ـــ ان دونوں نے بجھے بجھے مردہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم لوگ بے بس ہو گئے ہو تو پیچھے ہٹ جاؤ ـــ تمہاری جگہ میں دوسرے لوگوں کو لے آتا ہوں ـــ ہم نے پوری دنیا سے ٹکر لے رکھی ہے اور آج تک پوری دنیا پر ہماری دلیری جرأت اور بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے ـــ مگر آج یہ حال ہے کہ چار پانچ آدمی ہمارے ملک میں ہی ہمیں تگنی کا ناچ نچا رہے ہیں اور ہم بے بسی سے ان کا تماشہ دیکھ رہے ہیں ـــ اور نہ صرف تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ الٹا ان کے قصیدے گا رہے ہیں" ـــ صدر مملکت نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ آپ ہمیں کچھ مہلت دیں ـــ ہم مجرموں کو گرفتار کرنے کی پوری کوشش کریں گے ـــ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر ہم اپنے استعفے پیش کر دیں گے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے بجھے بجھے سے لہجے میں جواب دیا۔

"استعفے! ـــ تمہارا مطلب ہے کہ مجرم جب پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر چلے جائیں تو تم استعفے پیش کر دو ـــ میں تمہارے

استعفوں کو چاٹوں گا ۔۔۔ مجھے مجرموں کی لاشیں چاہئیں۔ استعفے نہیں چاہئیں ۔۔۔ میں تمہیں صرف ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں اگر ایک ہفتے کے اندر تم نے مجرموں کو زندہ ۔۔۔ یا ۔۔۔ مردہ گرفتار نہ کیا تو پھر مجمعِ عام کے سامنے تم دونوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا سمجھے ۔۔۔ ایک ہفتے کی مہلت ہے ۔۔۔ یا مجرموں کو مار ڈالو ۔۔۔ یا خود مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔۔۔ اور اب تم جا سکتے ہو ۔۔۔ گٹ آؤٹ" ۔۔۔ صدر مملکت کے منہ سے غصے کی شدت سے جھاگ نکلنے لگے۔

اور وہ دونوں تیزی سے اٹھ کر مڑے اور پھر کمرے سے باہر نکل گئے۔ شدید ترین بے عزتی سے ان دونوں کا رواں رواں لرز رہا تھا۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آج ہی مر چکے ہوں۔

"کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ تمہارے ذہن میں مجرموں کی گرفتاری کا کوئی لائحہ عمل ہے" ۔۔۔ کار میں بیٹھتے ہوئے کرنل ہیرنج نے پوچھا۔

"میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ۔۔۔ آخر اتنی بڑی آبادی میں مجرموں کو کہاں سے ڈھونڈیں ۔۔۔ اب ہم ایک ایک مکان کی تلاشی لینے سے تو رہے ۔۔۔ اور اگر ہم ایسا کریں بھی تو پورے تل ابیب کی تلاشی میں سالوں لگ جائیں گے ۔۔۔ جبکہ مہلت صرف ایک ہفتے کی ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ کم بخت اپنا کوئی سراغ بھی نہیں چھوڑتے ۔۔۔ خدا خدا کر کے ایک سراغ ہاتھ لگا تھا ۔۔۔ وہ بھی غائب ہو گیا" ۔۔۔ کرنل ہیرنج نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا ۔۔۔ ہاں! ایک سراغ اب بھی ہے" اچانک کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر سرخی آ گئی۔

"وہ کیا ۔۔۔؟" کرنل ہیرنج نے چونک کر پوچھا۔

"الوناقہ کو بیڈ روم میں لے جا کر جب کرسی پر بٹھایا گیا تھا تو تشدد کے لئے اس کی قمیض اتار لی گئی تھی ۔۔۔ وہ قمیض اب بھی شاید بیڈ روم میں موجود ہو ۔۔۔ اگر وہ قمیض مل جائے تو ہم سراغرساں کتوں کی مدد سے الوناقہ کا سراغ لگا لیں گے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ۔۔۔ ویری گڈ! ۔۔۔ اگر قمیض مل جائے تو الوناقہ کی گرفتاری یقینی ہو جائے گی ۔۔۔ اور الوناقہ کی گرفتاری کے بعد مجرموں کا ہاتھ آنا بھی یقینی ہو جائے گا" ۔۔۔ کرنل ہیرنج بھی خوشی سے اچھل پڑا۔

"ہاں یقیناً" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اب ان دونوں کے چہروں پر سرخی آ گئی تھی اور آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ ان کی کار انتہائی تیز رفتاری سے جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈکوارٹر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا اور پو پھٹنے میں کچھ دیر رہتی تھی کہ عمران پشت پر ایک بیگ باندھے یعقوب کالونی کی ایک کوٹھی کی عقبی دیوار کے ساتھ سمٹا ہوا کھڑا تھا۔ یہ ایٹمی بجلی گھر کے سوڈ زائم شعبے کے سربراہ مارک نوکم کی کوٹھی تھی۔ الزبانہ نے عمران کو یہاں چھوڑ دیا تھا۔

عمران نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر کوٹھی کی عقبی دیوار پر چھلانگ لگا دی۔ پہلے ہی جمپ میں اس کے ہاتھ دیوار کے سرے پر ٹک گئے اور دوسرے لمحے عمران ہاتھوں کے بل اٹھتا ہوا دیوار پر پہنچ گیا۔

کوٹھی میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عمران دیوار پر لیٹا ہوا اندر کی آہٹ لیتا رہا۔ اور جلد ہی اُسے اطمینان ہو گیا کہ اندر پہرے دار کتے موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے اندر چھلانگ لگا دی۔ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور عمران تیزی سے قد آدم باڑ کے پیچھے دبک گیا۔ چند لمحوں تک وہ کسی کے آنے کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن شاید کوٹھی میں کوئی چوکیدار بھی نہیں تھا۔ اس لئے

کوئی نہ آیا تو عمران اٹھا اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا تیزی سے کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

جلد ہی وہ عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔ اس نے کوٹھی کے پھاٹک کے قریب چوکیدار کی کوٹھڑی دیکھی جس کی بتی جل رہی تھی۔ چوکیدار شاید اندر سو رہا تھا۔

عمران دبے قدموں برآمدے سے ہوتا ہوا سامنے والے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ مختلف کمرے دیکھنے کے بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا جس میں نیلا بلب جل رہا تھا۔

عمران نے دروازے کو ہلکا سا دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور پھر جب عمران نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے۔ کیونکہ سامنے ہی بیڈ پر مارک نوکم اطمینان بھری نیند سویا ہوا تھا۔ الزبانہ نے مارک نوکم کی ایک تصویر بھی مہیا کر دی تھی۔ یہ تصویر ایٹمی بجلی گھر کے افتتاح کے موقع پر چھپی تھی۔ الزبانہ پبلک لائبریری سے وہ اخبار اڑا لایا تھا اس لئے عمران کو اسے پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ اخبار میں چھپی ہوئی تصویر سے ہی عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مارک نوکم کا قد و قامت عمران جیسا ہے اس لئے عمران اور بھی زیادہ مطمئن تھا اور جب الزبانہ نے اسے بتایا تھا کہ مارک نوکم نے شادی نہیں کی اور وہ کوٹھی میں صرف ملازموں کے ساتھ رہتا ہے تو عمران کو اپنی خوش قسمتی پر ناز سا ہونے لگا۔ قدرت خود بخود آسانیاں فراہم کر رہی تھی۔

عمران نے اندر داخل ہو کر آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے

ایک چھوٹا سا ریوالور نکالا اور اس کی نال کا رخ سوئے ہوئے مارک ٹوکر کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔

ریوالور کی نال سے دھوئیں کی پتلی سی لکیر نکلی اور سیدھی مارک ٹوکر کے چہرے سے ٹکرائی۔ مارک ٹوکر نے ایک لمحے کے لیے چہرے کو ادھر ادھر کیا مگر دوسرے لمحے وہ ساکت ہو گیا۔ بیہوش کر دینے والی اس گیس نے ایک لمحے میں اپنا کام کر لیا تھا۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پشت پر موجود کھڑکی کھول دی تاکہ گیس کا اثر کمرے میں باقی نہ رہے۔

چند لمحوں بعد عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑی پھرتی سے بیہوش پڑے ہوئے مارک ٹوکر کے جسم سے لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اپنا لباس اتار کر اس نے ایک الماری میں رکھا اور مارک ٹوکر کا اترا ہوا شب خوابی کا لباس خود پہن لیا۔ پھر اس نے خوابگاہ کی کارنس پر پڑا ہوا مارک ٹوکر کی فریم شدہ تصویر اٹھائی اور غسل خانے میں گھس گیا۔ اس نے اپنا بیگ کھولا اور پھر تصویر کو سامنے رکھ کر اس نے بڑی پھرتی سے اپنے چہرے پر مارک ٹوکر کا میک اپ شروع کر دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد جب اس نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی تو اس کی آنکھوں میں اطمینان کے تاثرات جھلک اٹھے۔ اب انتہائی نزدیک سے بھی کوئی اس کے میک اپ کو چیک نہ کر سکتا تھا۔

میک اپ سے فارغ ہو کر اس نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک سرنج اور ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور سرنج میں دوا بھر کر وہ غسل خانے سے باہر آ گیا۔ بستر پر بیہوش پڑے ہوئے مارک ٹوکر کے بازو

میں اس نے بڑی پھرتی سے انجکشن لگایا اور پھر سرنج کو سائڈ والی میز پر رکھ کر اس نے مارک ٹوکر کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر واپس غسل خانے میں لے گیا۔ غسل خانے کی دیوار کے ساتھ اسے بٹھا کر اس نے مارک ٹوکر کی ناک سے ایک شیشی لگا دی۔ یہ شیشی بھی اس کے بیگ میں موجود تھی۔

شیشی میں موجود گیس جیسے ہی مارک ٹوکر کی ناک میں گھسی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ عمران دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

مارک ٹوکر نے آنکھیں کھول دیں مگر اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک مفقود تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ لاشعوری کیفیت میں ہو۔ یہ اس انجکشن کا اثر تھا جو عمران نے مارک ٹوکر کو لگایا تھا۔

"مارک ٹوکر! —— میری آنکھوں میں دیکھو" —— عمران نے دبے مگر انتہائی سرد لہجے میں کہا اور مارک ٹوکر نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"تم میرے سوالوں کے جواب بالکل درست دو گے" —— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! —— میں تمہارے سوالوں کے درست جواب دوں گا" —— مارک ٹوکر نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے وہ کسی کنوئیں کی تہہ میں بیٹھا بول رہا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"مارک ٹوکر" —— مارک ٹوکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا عہدہ کیا ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"میں ایٹمک ٹیکنیکل گھریڈ سمسونزارم شعبے کا انچارج ہوں" —— مارک ٹوکر

نے جواب دیا۔

پھر عمران مسلسل سوال کرتا چلا گیا۔ اور مارک نوکم جواب دیتا گیا۔ زیادہ سے زیادہ وقت کے بعد اس مشغلے میں عمران نے مارک نوکم سے ہر وہ تفصیل پوچھ لی جس کی مارک نوکم کے روپ دھار لینے پر اُسے ضرورت پڑ سکتی تھی۔ خاص طور پر ایجنک بجلی گھر میں اس کی مصروفیات — اس کی عادات — انداز گفتگو — اپنے ماتحتوں اور افسروں سے اس کا رویہ — اور اسی قسم کی دیگر تفصیلات — اور ایجنک بجلی گھر میں داخل ہوتے وقت چیکنگ کی تفصیلات۔

"ٹھیک ہے مارک نوکم! — اب تم شام کے آٹھ بجے تک بیہوش رہو گے — شام کے آٹھ بجتے ہی تم خود بخود ہوش میں آجاؤ گے اور اس کے ساتھ ہی تمہیں اس دوران کی کوئی تفصیل یاد نہیں رہے گی۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور مارک نوکم نے سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئیں۔ وہ ہپناٹزم کے قوی سیشن کے تحت دوبارہ بیہوش ہو چکا تھا اور عمران جانتا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت شام آٹھ بجے سے پہلے اسے ہوش میں نہیں لا سکتی۔

عمران نے مارک نوکم کے بیہوش ہوتے ہی اسے دوبارہ اٹھایا اور اسے غسل خانے سے باہر نکال کر کپڑوں کی الماری میں لٹا دیا۔ الماری کی چوڑائی لمبائی اتنی تھی کہ مارک نوکم اس میں اطمینان سے سیٹ ہو گیا۔ اب سامنے لٹکے ہوئے کپڑوں کو ہٹائے بغیر اُسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

الماری بند کر کے عمران نے غسل خانے سے اپنا بیگ اٹھایا اور اسے کا

بیڈ میں ایک طرف رکھ دیا۔

ساتھ ہی تپائی پر پڑی ہوئی سرنج بھی اس نے بیگ میں ڈال دی تھی۔ پھر اس نے تنقیدی نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور ہر طرف سے مطمئن ہو کر وہ مارک نوکم کی جگہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے ہاتھ پر بندھی ہوئی مارک نوکم کی گھڑی پر نظر ڈالی اور اس نے بیڈ کے کونے میں لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کو دبا دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک ملازم دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا اور پھر سائیڈ والی میز پر چائے رکھ دی اور خود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کی تیز نظریں ملازم پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر ملازم نے الماری کھولنے کی بجائے اس کے نیچے سے بوٹ نکالے اور انہیں لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران نے اطمینان کی طویل سانس لی اور چائے کا کپ اٹھا کر پینا شروع کر دیا۔ پھر جب اس نے آخری گھونٹ لیا تو ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے بوٹ پالش کر دیئے تھے۔

"صاحب! — یونیفارم نکال دوں — ؟" ملازم نے پوچھا۔

"رہنے دو — میں خود ہی نکال لوں گا — تم ناشتے کا بندوبست کرو —" عمران نے مارک نوکم کے لہجے میں ملازم سے مخاطب ہو کر کہا اور ملازم سر جھکا کر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

ملازم کے جانے کے بعد عمران بیڈ سے اٹھا اور الماری کھول کر اس نے الماری سے لٹکی ہوئی مخصوص یونیفارم نکالی اور غسل خانے میں گھس گیا۔

الماری سے عمران نے اپنے لباس میں موجود وہ مخصوص جیکٹ بھی نکال لی جو وہ پہن کر آیا تھا۔ پھر غسل خانے میں جا کر اس نے پانی کھول دیا تاکہ اگر ملازم اندر آئے تو اسے یہی معلوم ہو کہ مارک ذکرم غسل کرنے میں مصروف ہے۔ اس نے شب خوابی کا لبادہ اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر یونیفارم کی پتلون پہن لی۔ پھر اس نے وہ مخصوص جیکٹ پہنی اور بیگ میں سے دو رنگین پتلی چپٹیاں نکال کر اس نے جیکٹ کی اندرونی جیبوں میں ڈال لیں۔

یہ جیکٹ مخصوص انداز میں تیار کی گئی تھی اور اس کے کپڑے میں ایسے ریشے استعمال کئے گئے تھے جو ایکسرے وغیرہ کی ریز کو روک دیتے تھے اس طرح جیکٹ کی جیبوں میں موجود ہر شے چیکنگ سے محفوظ ہو جاتی تھی۔ یہ جیکٹ خصوصی طور پر اسمگلروں کے لئے بنائی گئی تھی اور بہت زیادہ قیمتی تھی۔ ابو ناقد نے عمران کے کہنے پر اسے مہیا کر دی تھی۔

جیکٹ کے اوپر عمران نے یونیفارم کی قمیض اور کوٹ پہنا اور مخصوص قسم کی ٹائی لگا کر وہ اب پوری طرح مارک ذکرم بن گیا تھا۔ کوٹ کی جیب میں مارک ذکرم کا شناختی کارڈ اور وہ خصوصی پاس موجود تھا جس پر بجلی گھر میں داخل ہونے اور باہر آنے کے اوقات لکھے ہوئے تھے۔ اور ہر روز ایک مخصوص مشین سے اسے چیک کیا جاتا تھا۔ اس پاس کے بغیر کوئی شخص بجلی گھر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ چاہے وہ صدر مملکت ہی کیوں نہ ہو۔

کوٹ پہننے کے بعد عمران نے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکال کر جیکٹ کی جیب میں رکھا۔ مگر دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا اور اس

نے قمیض کے بٹن کھولے اور ریوالور کو کوٹ کی جیب سے نکال کر جیکٹ کی جیب میں منتقل کر دیا۔ قمیض کے بٹن بند کر کے اس نے آخری بار اپنے چہرے پر نظر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر وہ بیگ اور شب خوابی کا لباس اٹھا کر غسل خانے سے باہر آ گیا۔ اس نے الماری کھول کر بیگ کو میلے کپڑوں کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا اور شب خوابی کا لباس بھی اس نے الماری میں پھینکا اور پھر الماری کا ایک پٹ ذرا سا کھلا چھوڑ دیا تاکہ اندر بے ہوش پڑے ہوئے مارک ذکرم کو تازہ ہوا میسر آتی رہے۔

پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

اسی لمحے ملازم سامنے سے آتا نظر آیا۔

"ناشتہ تیار ہے جناب" ملازم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دیکھو۔ کمرے کو مقفل کر کے چابی مجھے لا دو۔ اس میں اہم دستاویزات موجود ہیں اس لئے جب تک میں نہ آ جاؤں اسے کھولنا نہیں" عمران نے کہا۔

اور ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے جیب سے ایک چابی نکالی اور دروازے کو مقفل کر کے چابی عمران کی طرف بڑھا دی۔

عمران نے چابی جیب میں ڈالی اور پھر ملازم کے ساتھ چلتا ہوا ڈائننگ روم میں آ گیا۔ یہاں میز پر ناشتہ چن دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی آج کا اخبار موجود تھا۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی اخبار اٹھا لیا اور ملازم نے چائے بنانی شروع کر دی۔

عمران نے اخبار کی سرخیوں پر نظریں دوڑانے کے ساتھ ساتھ ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ اخبار عام سی خبروں سے بھرا ہوا تھا اور کہیں بھی ایسی کوئی خبر

نہیں تھی جس سے معلوم ہوتا کہ جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوا ہے۔ عمران سمجھ گیا کہ اس ملک میں اخباروں پر سخت قسم کا سنسر نافذ ہے۔

اس نے اطمینان سے ناشتہ مکمل کیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ ملازم نے ایک ہینڈ بیگ لا کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور عمران ہینڈ بیگ سنبھالے باہر پورچ میں آ گیا۔

جہاں باوردی ڈرائیور موجود تھا اور پورچ میں ایک نئی سیاہ رنگ کی کار بھی کھڑی تھی۔

ڈرائیور نے ہاتھ بڑھا کر بڑے مودبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا اور پھر آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ عمران بیگ سمیت پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔

چند لمحوں بعد کار انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سڑک پر نکل آئی۔ ڈرائیور نے اس کا رخ اٹامک بجلی گھر کی طرف موڑ دیا اور عمران کار کی پشت سے ٹیک لگا کے اطمینان سے بیٹھ گیا۔

اب تک تو حالات اس کے پلان کے مطابق پیش آتے رہے تھے اور عمران کو یقین تھا کہ وہ اپنا مشن آسانی سے پورا کر لے گا۔ اس کی جیکٹ کی جیبوں میں پڑی ہوئی چھوٹی چھوٹی انتہائی طاقتور اور خوفناک جدید قسم کے بم تھے جنہیں اس نے سوڈزرائم شعبے کی ایک مخصوص مشین میں فٹ کرنے تھے۔ یہ وائرلیس بم تھے اور عمران کا پروگرام یہ تھا کہ بم فٹ کر لینے کے بعد وہ شام کو چھٹی کر کے جب واپس مارک ٹوکر کی کوٹھی میں آئے گا تو یہاں آ کر وہ ایک بم کو اڑانے والا بٹن دبا دے گا اور اس مخصوص مشین کا ایک حصہ دھماکے سے اڑ جائے گا۔ اس حصے سے نکلنے والی مخصوص بھاری گیس

پورے بجلی گھر میں پلک جھپکنے میں پھیل جائے گی۔ پھر وہ دوسرا بم اڑا دے گا اس سے مخصوص بیکار گیس کو آگ لگ جائے گی اور پورا اٹامک بجلی گھر بک سے اڑ جائے گا۔

یہ مخصوص گیس چونکہ صرف سوڈرائم شعبے کی اس مخصوص مشین میں ہوتی ہے اس لئے عمران نے اسی شعبے کا ہی انتخاب کیا تھا۔ صرف یہی ایک ایسا طریقہ تھا جس کے ذریعے وہ آسانی سے پورے اٹامک بجلی گھر کو اڑا سکتا تھا۔ عمران کو جدید ترین اٹامک ریسرچ کے متعلق بھی خاصی وسیع معلومات تھیں یہی وجہ تھی کہ وہ اس مخصوص بیکار گیس کی کارکردگی اور اہمیت سے واقف تھا اور اس نے اتنی آسانی سے اس گیس کے ذریعے پورے اٹامک بجلی گھر کو اڑانے کا کامیاب پلان بنا لیا تھا۔ اور اس مخصوص مشین تک پہنچنے کے لئے ہی اس نے مارک ٹوکر کا روپ دھارا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے اٹامک بجلی گھر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی اور پھر شہر سے نکلنے کے بعد اسے دور سے ہی اٹامک بجلی گھر کی وسیع و عریض عمارات نظر آنی شروع ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد ہی کار بجلی گھر کے ایک مخصوص دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ یہ دروازہ صرف افسروں کے لئے مخصوص تھا۔

ڈرائیور نے نیچے اتر کر پھرتی سے دروازہ کھولا اور عمران ہینڈ بیگ سنبھالے باہر آ گیا۔

دروازے کے سامنے دو مسلح گارڈز موجود تھے۔ ان دونوں نے عمران کو سلام کیا اور عمران نے جیب سے شناختی کارڈ نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ایک مسلح گارڈ نے کارڈ لے کر قریب ہی نصب ایک بڑی سی مشین کے خانے پر

ڈال دیا۔

مشین میں گھرر گھرر کی آواز سنائی دی اور پھر ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے خانے سے کارڈ باہر آ گیا۔ اور سبز بلب بجھ گیا۔ مشین نے کارڈ کے اصلی ہونے کی گواہی دے دی تھی۔

گارڈ نے کارڈ عمران کی طرف بڑھایا اور مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔ سامنے سٹیل کا بنا ہوا ایک دروازہ تھا جس کے درمیان میں ایک چوڑا سا خلا نظر آ رہا تھا۔ چونکہ عمران مارک ٹوکر سے پہلے ہی حفاظتی اقدامات کے متعلق تمام تفصیلات معلوم کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے اطمینان سے کارڈ جیب میں ڈالا اور پھر پاس نکال کر اس نے دروازے میں بنے ہوئے خلا میں ڈال دیا۔

چند لمحوں بعد کارڈ واپس باہر آ گیا۔ اس پر آج کی تاریخ اور وقت پنچ ہو چکا تھا۔

عمران نے جیسے ہی کارڈ کھینچا، دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ عمران بریف کیس اٹھائے اندر داخل ہو گیا۔

یہ فولاد کی بنی ہوئی ایک سرنگ نما راہداری تھی جس میں جگہ جگہ مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جس کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ اس مشین کے اوپر ایک پلیٹ فارم سا بنا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ اس کے اوپر رکھ دیا۔

ہینڈ بیگ کا وزن مشین پر پڑتے ہی اس کی سامنے والی سطح پر لگے ہوئے

مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور چند لمحوں بعد ہی مشین بند ہو گئی۔

عمران نے ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی سامنے والا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران اطمینان کی سانس لے کر دروازے سے دوسری طرف بڑھ گیا۔ وہ حفاظتی انتظامات کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ سرنگ نما راہداری سے گزرتے ہوئے اس کے تمام جسم کی خود بخود چیکنگ ہو گئی تھی اگر اس نے مخصوص جیکٹ نہ پہن رکھی ہوتی تو ریوالور اور بم آشکار ہو جاتے اور سرنگ کے دروازے کسی حالت میں بھی نہ کھلتے۔

دروازے کی دوسری طرف مختلف گاڑیاں موجود تھیں۔ جیسے ہی عمران دروازے سے نکلا ایک گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی اس کے قریب آ گئی اس گاڑی کی نمبر پلیٹ پر سدرا نیشنل شعبے کا مخصوص نشان موجود تھا۔ عمران نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ہینڈ بیگ سمیت پچھلی نشست پر بیٹھ گیا کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران بڑی دلچسپی سے ایٹمی بجلی گھر کی تنصیبات کو دیکھتا رہا۔ واقعی بہت عظیم الشان اور انتہائی جدید قسم کا بجلی گھر تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس بجلی گھر کے قیام میں حکومت ایکریمیا اور پوری دنیا کے یہودیوں کی عظیم رقم صرف ہوئی ہوگی۔

تھوڑی دیر بعد کار سوڈا نام شعبے کے گیٹ پر پہنچ گئی اور عمران کار سے اتر کر دربانوں کے سلام وصول کرتا ہوا اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ دفتر بے حد وسیع و عریض اور شاندار تھا۔

عمران نے مارک لوکم کی طرح پہلے اطمینان سے سیکرٹری کو بلا کر شعبے کے متعلق ڈاک کے جوابات لکھائے اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اسے اپنے شعبے کا پہلا تفصیلی راؤنڈ لگانا تھا تاکہ وہ چیک کر سکے کہ تمام مشینیں صحیح کام کر رہی ہیں اور انہیں آپریٹ کرنے والے اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر پہنچ گئے ہیں۔

شعبے کا اسسٹنٹ عمران کے ہمراہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں انتہائی جدید مشینری کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ تقریباً تین چوتھائی مشینیں آٹومیٹک تھیں۔ باقی مشینوں کو مخصوص وردیوں میں ملبوس آپریٹر آپریٹ کر رہے تھے۔

عمران ایک ایک مشین کے قریب رک کر اس کی کارکردگی چیک کرتا رہا اور پھر وہ اس مشین کے پاس پہنچ گیا جس میں وہ انتہائی خطرناک مخصوص تابکاری گیس موجود تھی۔ یہ آٹومیٹک مشین تھی اور کافی بڑی تھی۔ اس مشین کے گرد لوہے کی چادر دار سے دیواریں بنا دی گئی تھیں۔ اور یہ دیواریں مشین سے نکلنے والی تابکاری گیس کی انتہائی معمولی سی مقدار کو بھی باہر پھیلنے سے روکتی تھیں۔

"مسٹر راجیرا ۔۔۔ چیف فورمین کو بلاؤ" ۔۔۔ عمران نے قریب کھڑے اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا نام اسے مارک لوکم پہلے ہی بتا چکا تھا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ راجیرا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی عمران نے پھرتی سے قمیض کے بٹن کھولے اور

جیکٹ کی اندرونی جیبوں سے وہ خطرناک بم نکال لیے۔ اس نے انتہائی پھرتی سے مشین کی ایک سائیڈ میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے خانوں میں ایک بم اندر ڈال دیا۔ بم چونکہ ان خانوں سے بھی چھوٹا اور چپٹا تھا اس لیے وہ خانوں کے اندر چھپ گیا۔

عمران نے مشین کی دوسری طرف بنے ہوئے اسی قسم کے خانوں میں دوسرا بم چھپایا اور پھر اس نے دوبارہ تیزی سے قمیض کے بٹن بند کیے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور راجیرا کے ہمراہ ایک اور شخص اندر داخل ہوا۔

"یس سر" ۔۔۔ راجیرا کے ساتھ آنے والے نے جو یقیناً چیف فورمین تھا بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ایچ۔ ٹو۔ زیرو۔ تھری کی مقدار تو تسلی بخش ہے" ۔۔۔ عمران نے چیف فورمین سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ اس مخصوص تابکار گیس کا سائنسی نام تھا۔ اور عام طور پر یہی نام استعمال ہوتا تھا۔

"یس سر ۔۔۔ میں نے کل ہی اسے تفصیلی طور پر چیک کیا تھا۔ اس کی رپورٹ آج آپ کے پاس پہنچ جائے گی" ۔۔۔ چیف فورمین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔ اسی طرح اطمینان سے تمام مشینوں کو چیک کر کے جب وہ دوبارہ اپنے دفتر میں پہنچا تو اسے یہاں آئے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ عمران کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ابھی سے یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے مشکوک قرار دیا جائے اس لیے وہ دفتری کارروائی میں مصروف ہو گیا۔

عمران مارک نوکم کے روپ میں جیسے ہی کوٹھی سے باہر نکلا۔ ملازم چند لمحے تو نامحسوس کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی الجھن تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آج کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔ مگر اس گڑبڑ کا کوئی سرا اس کے ذہن کی گرفت میں نہ آ رہا تھا۔ بظاہر تو ہر چیز معمول کے مطابق تھی مگر نجانے اس کے ذہن میں کیوں ایک ہلکی سی کھٹک موجود تھی۔ وہ مارک نوکم کے پاس گذشتہ دس سالوں سے ملازم تھا اور مارک نوکم کا کوئی راز اس سے چھپا ہوا نہ تھا۔ آج پہلا دن تھا کہ مارک نوکم کے دفتر جانے کے بعد اسے نامعلوم سا احساس ہو رہا تھا۔

وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے سر کو جھٹکا اور باورچی خانے کی طرف چل دیا۔ اسے دوپہر کا کھانا تیار کرنا تھا۔ کیونکہ مارک نوکم دوپہر کا کھانا گھر آ کر کھاتا تھا۔ اور رات کو ہی مارک نوکم نے اسے آج کے دوپہر کے کھانے کے بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ مارک نوکم

کھانے کے معاملے میں انتہائی نفیس ذوق کا مالک تھا۔ اس لئے کھانا تیار کرتے وقت وہ پوری توجہ سے کام کرتا تھا تاکہ مارک نوکم کو کسی شکایت کا موقع نہ مل سکے۔

وہ تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل باورچی خانے میں کام کرتا رہا۔ مگر آج اس کا ذہن کھانے کی تیاری کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہو سکا۔ رہ رہ کر کوئی بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔ مگر یہ بات اس کے لاشعور میں تھی اور شعور میں نہ آنے کی وجہ سے کوئی واضح صورت اختیار نہ کر رہی تھی۔

کھانے کی تیاری کے ساتھ ساتھ وہ اس بارے میں سوچ بچار کرتا رہا اور پھر اچانک ایک خیال برق کے کوندے کی طرح اس کے ذہن میں چمکا اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے گیس کے چولہے کا بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا مارک نوکم کی خوابگاہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔

وہ جلد ہی خوابگاہ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے تیزی سے دروازے کے ہینڈل کو گھمایا اور پھر جیسے ہی اس نے دروازے کو دھکیلا دروازہ یوں کھلتا چلا گیا جیسے اسے کبھی مقفل ہی نہ کیا گیا ہو۔ اور یہی بات اس کے لاشعور میں کھٹک رہی تھی کہ دروازے کا تالا گذشتہ کئی دنوں سے خراب ہو گیا تھا اور مارک نوکم نے کئی بار اسے تالا ٹھیک کرانے کے لئے کہا تھا مگر وہ مصروفیات کی وجہ سے بھول جاتا تھا۔ کل دفتر سے واپس آنے پر مارک نوکم اس بات پر اس سے ناراض بھی ہوا تھا اور اس نے اسے حکم دیا تھا کہ صبح جب وہ دفتر جائے تو وہ پہلی فرصت میں تالا ٹھیک کرائے

اور آج صبح مارک ٹوکم نے اسے یوں دروازہ مقفل کرنے کا حکم دیا تھا جیسے اسے تالے کی خرابی کا علم ہی نہ ہو اور لاشعوری طور پر اس نے عجب انداز میں چابی گھما کر مارک ٹوکم کو دے دی تھی اور مارک ٹوکم نے بڑے اطمینان سے چابی جیب میں ڈال لی تھی۔

یہ سب کچھ ایک میکانکی عمل کے تحت ہوا۔ اور اب اسے یاد آیا کہ تالا خراب ہے اور مارک ٹوکم کبھی اسے اس طرح خراب تالے کو مقفل کرنے کا حکم نہ دیتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ چابی لے کر جانے والا اصل مارک ٹوکم نہیں ہو سکتا۔ ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔

ملازم نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ مگر کمرے کی ہر چیز معمول کے مطابق تھی۔ اس نے غسل خانے کا دروازہ کھول کر اس کا جائزہ لیا۔ وہاں بھی اسے کوئی مشکوک بات نظر نہ آئی۔

اسی لمحے اسے خیال آیا کہ آج مارک ٹوکم نے اسے الماری سے یونیفارم نکالنے سے منع کر دیا تھا۔ ایسا کبھی کبھی ہی ہوتا تھا حالانکہ عموماً وہ یونیفارم خود نکال کر مارک ٹوکم کو دیتا تھا۔

وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کا ایک پٹ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ یہ خلاف معمول بات تھی۔ کیونکہ مارک ٹوکم اس قسم کی لاپرواہی کا عادی نہ تھا۔ اس نے پھرتی سے الماری کے دونوں پٹ کھولے اور تیز نظروں سے الماری کا جائزہ لیا۔

الماری کے نچلے حصے میں موجود میلے کپڑوں کا ڈھیر پہلے سے بے ترتیب سا تھا اس نے میلے کپڑے تیزی سے ہٹانے شروع کر دیئے اور پھر چند لمحوں بعد اس

کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں کیونکہ ڈھیر کے نیچے اسے مڑا ہوا مارک ٹوکم نظر آ گیا۔ اس نے تیزی سے باقی کپڑے بھی ہٹائے اور پھر اسے عجیب سا جیسے بھی ان کپڑوں کے نیچے موجود نظر آ گیا۔ اس نے ہاتھ مارک ٹوکم کے سینے پر رکھا اور اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ وہ زندہ تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مارک ٹوکم کو باہر گھسیٹا اور اسے بستر پر ڈال کر ہوش میں لے آنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس کی آنکھیں نہ کھلیں تو وہ تیزی سے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ وہ اچھی طرح سمجھ گیا کہ مارک ٹوکم کی اہمیت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اور اب تو صاف ظاہر تھا کہ یہ شخص مارک ٹوکم کا روپ دھار کر ہیڈکوارٹر گھس گیا ہے اس کے ارادے اچھے نہیں ہو سکتے۔

اس نے بڑی پھرتی سے نمبر گھمائے۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ـــــ پی۔ اے ٹو سیکورٹی ڈائریکٹر سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں سوڈاٹم شعبے کے انچارج مارک ٹوکم کا ملازم آرتھر بول رہا ہوں۔ پلیز میری سیکورٹی ڈائریکٹر سے فوری بات کرائیں" ـــــ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر تم ان سے کیا بات کرنا چاہتے ہو ـــــ کہیں تم نے غلطی سے نمبر تو نہیں ملا دیا ـــــ تم مارک ٹوکم صاحب سے بات کیوں نہیں کرتے" ـــــ پی اے نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"مسٹر پی اے ـــــ ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے جو سیکورٹی ہیڈکوارٹر کے مفاد میں ہے ـــــ اس لئے دیر مت کرو ـــــ ایسا نہ ہو کہ بعد میں ہم سب پچھتائیں

رہ جائیں" ـــ آرتھر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا ایک منٹ ہولڈ کرو" ـــ پی۔ اے نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کون بول رہا ہے" ـــ؟ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"جناب! ـــ میں مسٹر مارک نوکم کا ذاتی ملازم ان کی کوٹھی سے بول رہا ہوں ـــ میرا نام آرتھر ہے" ـــ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر ـــ" سیکورٹی ڈائریکٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــ جو مارک نوکم آج بجلی گھر میں پہنچا ہے وہ نقلی ہے۔ اصلی مارک نوکم اس وقت کوٹھی میں میرے سامنے بیہوش پڑے ہوئے ہیں" آرتھر نے تیز اور ہیجانی لہجے میں کہا۔

"کک ـــ کیا ـــ؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ـــ؟ کیا تم پاگل ہو گئے ہو" ـــ؟ سیکورٹی ڈائریکٹر نے چیختی ہوئی آواز اور شدید حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب" ـــ آرتھر نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ تم ایسا کرو کہ فوراً جی۔ پی۔ نائیر ہیڈکوارٹر ٹیلیفون کر دو انہیں تمام تفصیلات بتا دینا ـــ میں بھی ان سے بات کرتا ہوں ـــ ان کے یہاں آنے کے بعد میں کوئی قدم اٹھاؤں گا" ـــ سیکورٹی ڈائریکٹر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی آرتھر نے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سنی۔

آرتھر نے کریڈل دبایا اور پھر اس نے ڈائریکٹری اٹھائی اور جی۔ پی۔ نائیر

ہیڈکوارٹر کا نمبر ڈھونڈا اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ـــ جی۔ پی۔ نائیر ہیڈکوارٹر" ـــ دوسری طرف سے ایک بھاری سنائی دی۔

"میں کسی بڑے افسر سے بات کرنا چاہتا ہوں ـــ ایٹمی بجلی گھر کے ایک اہم ترین بات ہے ـــ جلدی کراؤ" ـــ آرتھر نے لہجے بناتے ہوئے کہا۔ اسے اس وقت اپنی زبردست اہمیت کا احساس ہو رہا تھا۔

"اوہ! ـــ آپ کون ہیں ـــ؟ کہاں سے بول رہے ہیں" ـــ؟ دوسری سے پوچھا گیا۔

"میں ایڈیٹر کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۲ سے بول رہا ہوں ـــ یہ کوٹھی بجلی گھر کے شعبہ سوڈرا تم کے انچارج مارک نوکم کی ہے" ـــ آرتھر کہا۔

"اوہ! ـــ ایک لمحہ توقف کیجئے ـــ میں آپ کی بات جی۔ پی۔ نائیر کرنل ڈیوڈ سے کراتا ہوں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور لمحے بعد کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مارک نوکم! ـــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ـــ کیا بات ـــ؟ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی شاید آپریٹر یہ سمجھا تھا کہ کوٹھی سے مارک نوکم بذات خود بول رہا ہے۔

"جناب! ـــ میں مارک نوکم نہیں ـــ بلکہ ان کا ملازم آرتھر بول رہا ـــ مارک نوکم کی جگہ آج صبح کوئی نقلی آدمی ایٹمی بجلی گھر میں چلا گیا مارک نوکم کو اس نے بیہوش کر کے کپڑوں کی الماری میں ڈال دیا تھا۔

میں نے ابھی انہیں ڈھونڈا ہے ——— جب میں نے ایگل بجلی گھر کے سیکورٹی ڈائریکٹر سے بات کی تو انہوں نے آپ کو فون کرنے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ کے وہاں پہنچنے تک وہ اصلی مارک نوکم کو تالا میں رکھیں گے" ——— آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اصلی مارک نوکم کہاں ہے" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"وہ اس وقت بیہوش پڑے ہوئے ہیں ——— یہیں کوٹھی میں" ——— آرتھر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم آرہے ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

آرتھر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرم نے کتنی مہارت سے نقل کی ہے کہ وہ آخر تک اسے نہ پہچان سکا۔ اگر یہ تالے والا چکر نہ ہوتا تو شاید وہ کبھی بھی مجرم کا سراغ نہ لگا سکتا۔ یہ سوچتا ہوا وہ باہر پھاٹک کی طرف چل پڑا۔ تاکہ آنے والوں کے لئے گیٹ کھول سکے۔

مارک نوکم کے ساتھ وہ اکیلا ہی رہتا تھا اور اس کے تمام کام سرانجام دیتا تھا جب کہ کار ڈرائیور صرف مارک نوکم کو بجلی گھر لے جانے اور لے آنے پر تعینات تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا جاتا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آخر مجرم نے مارک نوکم کا روپ کیوں دھارا! بہت سوچ بچار کے باوجود یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ ابھی وہ گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ کئی کاروں کی بریکیں چرچرائیں کہ

ہارن سنائی دیں اور آرتھر نے لپک کر پھاٹک کھول دیا۔ اور کاریں تیزی سے کوٹھی میں داخل ہو گئیں۔

یہ چار کاریں تھیں اور ان پر جی۔ پی۔ فائیو کا مخصوص نشان موجود تھا۔



عمران دفتری کام کی خرابات میں الجھا ہوا تھا کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ پہلا ٹیلیفون تھا۔ اس لئے عمران ایک لمحے کے لئے چونکا اور پھر ہاتھ بڑھا کر آپ کو سنبھال کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— مارک نوکم" ——— عمران نے لہجے کو بارعب بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— میں سیکورٹی ڈائریکٹر کا پی اے بول رہا ہوں ——— مجھے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کرنا چاہئے تھا ——— مگر ابھی ابھی آپ کے ملازم آرتھر نے فون کیا ہے ——— میں نے اس سے پوچھنے کی کوشش کی مگر وہ بضد تھا کہ سیکورٹی ڈائریکٹر سے بات کرے گا ——— چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں" ——— پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— وہ پاگل ہے ——— اسے یوں ہی ٹیلیفون کرنے اور اہم شخصیتوں سے بات کرنے کا شوق ہے ——— اور وہ من گھڑت اور سنسنی خیز

باتیں کر کے لطف حاصل کرتا ہے ——— میں اسے ڈانٹوں گا —— اچھا گڈ بائی" عمران نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے ریسیور رکھ دیا۔

دوسرے لمحے وہ کرسی چھوڑ چکا تھا۔ وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ ملازم نے اصلی مارک ٹو کو ڈھونڈ نکالا ہو گا اور اب جی۔ پی۔ فائیو اور سنجل گھر کے سیکورٹی گارڈ بھوکے کتوں کی طرح اس پر جھپٹنے کے لئے پر تول رہے ہوں گے۔

وہ تیزی سے دفتر سے باہر نکلا اور پھر اس راہداری میں بڑھتا چلا گیا جس میں اسسٹنٹ راجر کا دفتر تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے پاس صرف چند لمحے ہیں اور وہ ایک مضبوط جال میں پھنس گیا ہے۔ اب سنجل گھر سے بغیر اجازت باہر جانا ناممکن تھا اور عمران سمجھتا تھا کہ سنجل گھر سے باہر نکلنا صرف اس کی ذہانت اور خوش قسمتی پر منحصر ہو گا۔

جلد ہی وہ راجر کے دفتر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ راجر کا دفتر ایک بڑے کمرے پر مشتمل تھا اور صبح ہی عمران دیکھ چکا تھا کہ راجر کا قد و قامت تقریباً اس سے ملتا جلتا ہے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو راجر جو میز کے پیچھے بیٹھا تھا۔ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے کیونکہ آج سے پہلے باس کبھی خود اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔

"مسٹر راجر! ——— جلدی سے دروازہ بند کر دو —— ایک اہم بات ہے۔" عمران نے کہا

اور راجر چونک کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے لاک کیا تو اسی لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راجر کی کنپٹی پر ایک ہتھوڑا سا چھوٹ گیا۔ عمران کی جچی تلی ضرب نے ایک لمحے میں راجر کو دنیا و مافیہا سے لاتعلق کر دیا۔ لڑکھڑا کر گرتے ہوئے راجر کو عمران نے دونوں

ہاتھوں سے سنبھالا اور پھر تیزی سے اسے گھسیٹ کر ملحقہ غسل خانے میں لے گیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔

عمران نے چند ہی لمحوں میں راجر کا لباس اتار لیا اور پھر اپنا لباس سوائے جیکٹ کے اتار دیا۔ جیکٹ کی اندرونی جیبوں سے اس نے مختلف قسم کی شیشیاں نکالیں اور تیزی سے پہلا میک اپ اتار کر راجر کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اسے میک اپ کرنے میں صرف پانچ منٹ لگے۔ پانچ منٹ بعد وہ مکمل طور پر راجر کے میک اپ میں آ گیا۔ اس نے راجر کا لباس پہنا اور پھر اپنی یونیفارم راجر کو پہنا کر اس نے بڑی تیزی سے راجر کے چہرے پر مارک ٹو کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کام میں بھی اسے صرف پانچ منٹ ہی لگے

میک اپ کرنے کے بعد عمران نے بیہوش راجر کی گردن پر دونوں ہاتھ جمائے اور اس کے ہاتھ دبتے ہی چلے گئے۔

راجر چند لمحوں کے لئے کسمسایا مگر عمران کے ہاتھ کسی زنبور کی طرح راجر کی گردن دباتے ہی چلے گئے۔ اور اس نے ہاتھ اس وقت ہٹائے جب راجر کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

عمران نے راجر کے مرتے ہی اس کی لاش فرش پر رکھی اور پھر دروازہ کھول کر باہر راہداری میں جھانکا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ عمران نے راجر کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھایا اور پھر تیزی سے راہداری میں آ گیا۔ اب اس کا رخ تیزی سے اپنے دفتر کی طرف تھا۔ اس سارے آپریشن میں اسے زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگے تھے۔ اور اسے یقین تھا کہ بس چند لمحوں بعد ہی اس کے دفتر پر دھاوا بول دیا جائے گا اسے

معلوم تھا کہ سیکورٹی ڈائریکٹر۔ جی۔ پی۔ ڈائریکٹر کے اعلیٰ افسران کی آمد سے پہلے اس کے دفتر میں نہ آئے گا۔ کیونکہ مارک نوکم اہم ترین حیثیت رکھتا تھا اور سیکورٹی ڈائریکٹر صرف ملازم کی رپورٹ پر فوری ایکشن نہ لے گا۔

راجر کو لئے وہ تیزی سے دفتر میں داخل ہوا اور اس نے اُسے مارک کی کرسی پر بٹھایا اور تیزی سے خود دفتر سے باہر آگیا۔ اب وہ انتہائی تیزی سے راجر کے دفتر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر جب وہ راجر کی کرسی پر بیٹھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کی پتلون ہی کی طرح معلق کردہ جیکٹ کی جیبوں میں میک اپ کا سامان ساتھ لے کر آیا تھا۔ عمران کی عادت تھی کہ وہ ہر اقدام کرتے وقت آئندہ پیش آنے والے حالات کے متعلق سوچ بچار کر لیا کرتا تھا۔

ابھی اُسے راجر کی کرسی پر بیٹھے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر دو مسلح سیکورٹی گارڈ تیزی سے اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔

عمران نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر گارڈوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار اُبھر آئے۔

"کیا بات ہے" ـــــ؟ عمران نے راجر کے لہجے میں پوچھا۔

"آپ باس کے کمرے میں چلیں ـــــ سیکورٹی ڈائریکٹر وہاں موجود ہیں" ـــــ گارڈوں نے کہا۔

"اوہ سیکورٹی ڈائریکٹر ـــــ مگر کیوں" ـــــ؟ عمران نے بے ساختہ چونکنے کی خوبصورت اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"جلدی چلیں" ـــــ گارڈ نے کچھ بتانے کی بجائے تیز لہجے میں کہا اور

جھٹک کر کرسی سے باہر نکل آیا۔

چند ہی لمحوں میں وہ گارڈوں کے آگے آگے چلتا ہوا مارک نوکم کے کمرے میں پہنچ گیا۔

کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

عمران نے ریڈ آرمی کے کرنل ہیمرنج اور جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو بھی وہاں موجود پایا۔ ان دونوں کے علاوہ چار پانچ دوسرے افراد بھی وہاں موجود تھے۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سب لیبارٹری کے آفیسر ہوں گے۔ کرسی پر مارک نوکم کی لاش ابھی تک موجود تھی۔

"مسٹر راجر! ـــــ آج مارک نوکم کی مصروفیات کیا تھیں" ـــــ؟ ایک شخص نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مصروفیات! ـــــ مگر باس کو کیا ہوا" ـــــ؟ عمران نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ مر چکا ہے ـــــ اس کا گلا گھونٹ کر اسے ختم کیا گیا ہے" ـــــ اس شخص نے جواب دیا۔

"اوہ مگر ـــــ" راجر نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ـــــ اور سنو! ـــــ یہ گھبراہٹ کی انتہا کا وقت ہے اس لئے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ اس شخص نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ مجھے بھلا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ حسب معمول میں نے باس کے ساتھ پورے شعبے کا راؤنڈ لگایا اور پھر باس کو دفتر چھوڑ کر میں اپنے دفتر چلا گیا ـــــ اور اب آپ کے بلانے پر یہاں آیا ہوں گا۔

عمران نے جواب دیا۔

"کیا مارک فوکم نے کسی مشین کو چھیڑا تھا"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ وہ بس چند لمحوں کے لئے ہر مشین کے پاس کھڑا ہوتے اور کارکردگی کو نظروں ہی نظروں میں چیک کر کے آگے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے کسی مشین کو انگلی تک نہیں لگائی"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ روزانہ ایسا ہی کیا کرتے تھے"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ روزانہ"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ۔۔۔ مجرم اب بھی بجلی گھر میں موجود ہے اور یہ لاش اس مجرم کی نہیں ہے"۔۔۔ کرنل میرج نے پہلی بار زبان کھولی۔

"مجرم"۔۔۔ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے اسے یہ بات سن کر حیرانی ہوئی ہو۔

"مسٹر راجر! ۔۔۔ تم اس شعبے کے اسسٹنٹ ہو ۔۔۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم پوری بات سن لو ۔۔۔ آج مارک فوکم کی جگہ ان کے میک اپ میں کوئی مجرم یہاں آیا ۔۔۔ اور جب ہمیں ان کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو ہم یہاں آگئے۔ مگر یہاں یہ مردہ پائے گئے ۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ ڈاکٹر نے اپنے آپ تو اپنا گلا نہیں دبایا"۔۔۔ اسی شخص نے جس نے پہلے راجر سے سوال کیا تھا تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ بات تو درست ہے ۔۔۔ مگر مجرم کہاں گیا۔ بجلی گھر سے باہر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ باہر جانے والے دروازے

پہلے کبھی ایسے ہی نہیں"۔۔۔ راجر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہی تو پوائنٹ ہے ۔۔۔ مجرم اس وقت بھی بجلی گھر میں موجود ہے۔ مجرم کو پکڑ ہی لیں گے ۔۔۔ ہم پورے بجلی گھر کی تلاشی لیں گے ایک ایک آدمی کا چہرہ چیک کریں گے ۔۔۔ مگر سوال یہ ہے کہ آخر مجرم مارک کے روپ میں یہاں کیا کرنے آیا تھا ۔۔۔ اور مارک فوکم کے یہیں آنے سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس شعبے میں کوئی گڑبڑ چاہتا تھا"۔۔۔ اسی شخص نے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ میرے سامنے تو کچھ نہیں ہوا ۔۔۔ آپ شعبے میں دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے باس دوبارہ وہاں گیا ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہم معلوم کر چکے ہیں ۔۔۔ مجرم وہاں دوبارہ نہیں گیا"۔۔۔ اسی شخص نے کہا۔

"پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ۔۔۔ ہمیں پوری توجہ مجرم کو پکڑنے میں صرف کرنی چاہئے اگر وہ ہاتھ آ گیا تو پھر اس سے اصل حقیقت اگلوائی جا سکتی ہے"۔ ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے اس لاش کا میک اپ صاف کرنا چاہئے میرا خیال ہے کہ اس کا اصل چہرہ سامنے آتے ہی ہم مجرم کو پکڑ لیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے مجرم نے اس کے اصل چہرے پر مارک فوکم کا میک اپ کر کے خود مارک کا روپ دھارا ہو گا"۔۔۔ کرنل میرج نے کہا اور سب اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ کیونکہ یہ واقعی نادر پوائنٹ تھا۔

اور پھر سیکورٹی آفیسر نے گارڈ کو ایمبولینس لانے کے لئے کہا اور

عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ کیونکہ اُسے علم تھا کہ جو سپیشل میک اَپ اس نے اپنے اور راجر کے چہرے پر کیا ہے اس کا توڑ ان میں سے کسی کے بس کا بھی نہیں۔

عمران نے یہ سب کچھ سوچ کر ہی قدم اٹھایا تھا۔ اگر میک اَپ آسانی سے اتر جاتا تو یقیناً اس سے بڑا احمق کوئی نہ ہوتا۔ کیونکہ میک اَپ صاف کرتے ہی راجر کا چہرہ سامنے آ جاتا اور پھر اس کی گرفتاری تو ظاہر ہی تھی۔

چنانچہ وہی ہوا۔ سیکورٹی ڈائریکٹر کی زبردست کوششوں کے باوجود راجر کے چہرے سے مارک فورکم کا میک اَپ صاف نہ ہوا۔

"کمال ہے —— یہ کس قسم کا میک اَپ ہے" —— کرنل پیرنج نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں ہیڈ کوارٹر لے جایا جائے —— وہاں کے ماہر ہی اس خاص قسم کے میک اَپ کو دور کر سکیں گے" —— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"مگر جناب! —— چھٹی ہونے کا وقت قریب ہے —— اور ہم پورے سٹیل گھر کے ملازمین کو زیادہ دیر تک نہیں روک سکتے" —— سیکورٹی ڈائریکٹر نے کہا۔

"کتنا وقت رہتا ہے" —— کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"صرف آدھا گھنٹہ باقی ہے —— اس کے بعد دوسری شفٹ کام کرنے آ جائے گی" —— سیکورٹی ڈائریکٹر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کرنل ڈیوڈ! —— آپ اس لاش کو لے جائیں۔ میں گیٹوں پر میک اَپ صاف کرنے کا انتظام کرتا ہوں" —— کرنل پیرنج

نے کہا۔

"مگر کرنل پیرنج! —— جب اس لاش کا میک اَپ صاف نہیں ہو رہا تو پھر اصل مجرم کا میک اَپ کیسے یہاں صاف ہو سکے گا" —— ؟ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں! —— یہ بات تو ہے" —— کرنل پیرنج نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجرم اتنی جلدی اس شعبے سے باہر نہیں جا سکے گا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس شعبے کے ہر فرد کو روک لیا جائے" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سارے شعبے کو روکنے کی بجائے کیوں نہ ہم صرف ان افراد کو روک لیں جن کا قد و قامت مارک فورکم سے ملتا جلتا ہو" —— سیکورٹی ڈائریکٹر نے تجویز پیش کی۔

"اوہ! —— ویری گڈ —— یہ ٹھیک رہے گا —— اس طرح کام آسان ہو جائے گا" —— کرنل ڈیوڈ اور کرنل پیرنج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— مسٹر راجر! —— تم ایسا کرو کہ مارک فورکم کے قد و قامت سے ملتے جلتے سب لوگوں کو کمیشن ہال میں جمع ہونے کا حکم دے دو۔ اور دیکھو —— کوئی ایسا شخص نہ رہ جائے جو اس سے ملتا جلتا ہو" —— سیکورٹی ڈائریکٹر نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! —— اور اگر آپ کہیں تو میں خصوصی طور پر شعبے کی تمام مشینوں کو چیک کر لوں تاکہ اگر مجرم نے کوئی گڑبڑ کی ہو تو پتہ چل جائے" —— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں! —— یہ ٹھیک ہے —— مگر تمام کام انتہائی ہوشیاری سے

ہونا چاہیئے" ——— سیکورٹی ڈائریکٹر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس نے بڑی فرض شناسی کا مظاہرہ کیا اور چیف فورمین کے ساتھ مل کر تمام مشینوں کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ مگر ظاہر ہے مشینوں کو باہر سے دیکھ کر کوئی گڑبڑ چیک نہ کی جاسکتی تھی اور اتنی پیچیدہ مشینری کا کھولنا ناممکن تھا اس لئے تھوڑی دیر بعد اس نے او کے رپورٹ سیکورٹی ڈائریکٹر کو پہنچا دی اور پھر پورے شعبے میں سے دس افراد کو اس نے کرش ہال میں اکٹھا کیا۔ اسے انسانی فطرت کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ سامنے کی چیز کو انسان ہمیشہ نظر انداز کر دیتا ہے ——— اسے یقین تھا کہ سیکورٹی ڈائریکٹر اس کی ذات کو نظر انداز کر دے گا۔ اور باقی لوگوں کو چیک کریگا اسے یہ خیال ہرگز نہ آئے گا کہ خود راجر کا قد و قامت بھی مارک فوکم سے ملتا جلتا ہے۔

چنانچہ وہی ہوا۔ ان دس افراد کو تفصیلی طور پر چیک کیا گیا مگر نتیجہ صفر تھا۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہمفرے راجر کی لاش لے کر جا چکے تھے اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہاں سے مایوس کن رپورٹ مل گئی۔ جی۔ پی۔ فائیو کے ماہرین بھی اس میک اپ کو صاف نہ کر سکے تھے۔ اور وہ کر بھی نہ سکتے تھے کیونکہ یہ عمران کا اپنا تیار کردہ میک اپ تھا اور عمران نے اس میک اپ کے فارمولے کو بھی انسانی نفسیات کو سامنے رکھ کر ہی بنایا تھا۔

یہ میک اپ صرف سادہ پانی سے صاف کیا جاسکتا تھا جبکہ اسے معلوم تھا کہ ماہرین دنیا بھر کے کیمیکلز تو اسے صاف کرنے کے لئے آزمائیں

سادہ پانی سے صاف کرنے کا کسی کو خیال تک نہ آئے گا۔

کرنل ڈیوڈ کے حکم پر پوری شفٹ میں سے مارک فوکم کے قد و قامت سے ملتے افراد کو چیک کر کے مختلف گاڑیوں میں جی۔ پی۔ فائیو ہیڈکوارٹر بھجوا دیا ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ تھی اور وہ اس قسم کے اقدامات پر حیران تھے مگر چونکہ حکم جی۔ پی۔ فائیو کا تھا اس لئے وہ سب خاموش تھے۔

ان افراد کے جانے کے بعد باقی شفٹ کو جانے کی اجازت دے دی اور اس طرح عمران کو بھی چھٹی مل گئی اور وہ راجر کے میک اپ میں اطمینان سے بجلی گھر سے باہر آگیا۔ جہاں اس کی مخصوص کار اور ڈرائیور اس کا منتظر تھا۔ گو عمران اسے نہ پہچانتا تھا مگر کار کی نمبر پلیٹ پر اس کا نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے کار میں بیٹھ گیا۔ اور ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔

"...ن مارکیٹ میں مجھے چھوڑ کر تم کوٹھی چلے جانا ——— میں نے ایک شخص سے ملنا ہے" ——— عمران نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران ... مارکیٹ میں کار سے اترا اور جب ڈرائیور گاڑی لے کر چلا گیا تو وہ ایک ریسٹورنٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ریسٹورنٹ کے برآمدے میں بنے ہوئے ٹوائلٹ میں گھس کر اس نے بڑے اطمینان سے پانی سے چہرے اور بالوں کا رنگ صاف کیا اور پھر تولیے سے منہ پونچھ کر وہ باہر نکلا اور پھر ایک ریڈی میڈ ملبوسات کے سٹور میں گھس گیا۔ وہاں اس نے ایک عام سا سوٹ خریدا۔ اور پھر وہ اس سٹور کے ٹرائی روم میں داخل ہو گیا۔ راجر کے کوٹ

میں موجود رقم اس کے کام آ رہی تھی۔

ٹرائی روم میں یونیفارم بدل کر اس نے وہ سوٹ پہنا اور پھر اس یونیفارم کو لفافے میں ڈال کر وہ سٹور سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے لفافہ ایک بہت بڑے کوڑے کے ڈرم میں اچھال دیا۔

چند لمحوں بعد وہ اطمینان سے ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر اپنے اڈے کی طرف جا رہا تھا۔

عمران کو معلوم تھا کہ اب ایشیا بجلی گھر کو تباہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اڈے میں ٹیلی وائرلیس آپریشن مشینری موجود تھی جہاں سے وہ بڑے اطمینان سے بجلی گھر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک سکتا تھا۔

الوناقہ عمران کو یعقوب کالونی میں مارک لوکو کی کوٹھی کے قریب چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اس وقت وہ ویگن میں تھا اور جس کار میں سوار تھا وہ کسی پروفیسر لیکی کے نام سے رجسٹرڈ تھی۔ الوناقہ چونکہ ریڈ گروپ کا انچارج تھا اس لیے حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے کئی اڈے بنا رکھے تھے اور پروفیسر لیکی بھی اس کی اپنی ذات ہی کا دوسرا نام تھا۔ پروفیسر لیکی کی کوٹھی میں اس کے ملازم موجود تھے۔ الوناقہ کبھی کبھی اس میک اپ میں چند دن گزارتا۔ ملازموں کو یہی معلوم تھا کہ پروفیسر لیکی جڑی بوٹیوں کا ماہر ہے اور نادر و نایاب جڑی بوٹیوں کی تلاش میں اکثر گھر سے باہر رہتا ہے۔ کار بھی پروفیسر لیکی کے نام رجسٹرڈ تھی اس لئے وہ پروفیسر لیکی کی شخصیت دھار کر مطمئن ہو چکا تھا۔ وہ اس جگہ کا پتہ چلا چکا تھا جہاں ایٹمی لیبارٹری کے لئے غذا کی پیٹیاں تیار کی جاتی تھیں اور پائلٹ کا پتہ بھی اس نے نکال لیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق کیپٹن شکیل پائلٹ کے قد و قامت پر بالکل فٹ بیٹھتا تھا اس لئے اس نے کیپٹن شکیل کو اپنی کوٹھی پر بلا لیا تھا تاکہ عمران کو چھوڑنے کے بعد وہ کیپٹن شکیل کے ساتھ اس پائلٹ کے فلیٹ میں پہنچ جائے۔ پائلٹ کنوارا تھا اور اکیلا فلیٹ میں رہتا تھا۔

کوٹھی میں پہنچ کر جب وہ کار سے اترا تو ملازم نے اسے کیپٹن شکیل کی آمد کے متعلق بتایا۔ ابوناقہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔ جہاں کیپٹن شکیل ایک صوفے پر بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"آؤ کیپٹن چلیں ——— کیا تم پوری طرح تیار ہو کر آئے ہو؟" ابوناقہ نے کہا۔

"ہاں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ صوفے کے ساتھ پڑا ہوا ہینڈ بیگ اس نے اٹھا لیا۔ اور پھر ابوناقہ کے پیچھے چلتا ہوا وہ کار میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار پائلٹ کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ابوناقہ کی معلومات کے مطابق اس وقت پائلٹ اپنے فلیٹ میں بیٹھا ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہوگا۔

تھوڑی دیر بعد ابوناقہ نے کار ایک ہوٹل کی پارکنگ میں پارک کی اور پھر دونوں اس میں سے اتر کر تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے جس کی دوسری منزل پر پائلٹ کا فلیٹ تھا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ فلیٹ کے دروازے پر پہنچے تو راہداری خالی پڑی تھی۔

ابوناقہ نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ابوناقہ اور کیپٹن شکیل پائلٹ کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

"کک ——— کیا" ——— پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی میں۔ فائیو" ——— ابوناقہ نے سخت لہجے میں کہا اور پائلٹ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ جی میں۔ فائیو کا نام ہی سب کے لئے ہوا تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس کون آنے والا ہے" ——— ابوناقہ

نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میرے پاس ——— میرے پاس تو کسی نے نہیں آنا ——— میں یہاں اکیلا رہتا ہوں ——— حال ہی میں مجھے سپیشل ڈیوٹی پر بلوایا گیا ہے" پائلٹ نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سٹوسٹر کینگن ——— ہمیں معلوم ہے کہ تم ہیلی کاپٹر پر غذا کی پیٹیاں گرا کر زمین پر پھینکتے ہو ——— یہی تمہاری سپیشل ڈیوٹی ہے۔ ٹھیک ہے نا" ابوناقہ نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ——— مگر ...... پائلٹ نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارا تعلق کسی گوریلا گروپ سے ہے ——— ہم یہی بات چیک کرنے کے لئے آئے ہیں ——— اور تم جانتے ہو کہ اس وقت تمہاری زندگی اور موت کا انحصار ہماری رپورٹ پر ہے" ——— ابوناقہ نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل غلط ہے ——— میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے ——— میرا ریکارڈ بالکل صاف ہے" ——— پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم پہلے تمام معمولات تفصیل سے بتاؤ ——— ہم یہ اندازہ کریں گے کہ تمہارا اگر کسی سے رابطہ ہے تو وہ کہاں تم سے ملتا ہے ——— ظاہر ہے اس فلیٹ میں وہ نہیں آ سکتا ——— کیونکہ اس فلیٹ کی باقاعدہ نگرانی ہوتی ہے اور تمہارا ٹیلیفون بھی ٹیپ کیا جاتا ہے" ——— ابوناقہ نے کہا۔

"اوہ ——— مجھے نہیں معلوم تھا کہ ایسا ہوتا ہے ——— بہرحال بہسیاکر تمہیں معلوم ہوگا کہ میں غذا کی ایک کھیپ صبح دس بجے پھینکتا ہوں اور

دوسری کھیپ شام سات بجے ــــ اس کے بعد میں اسی فلیٹ پر رہتا ہوں۔ کہیں نہیں جاتا ــــ دونوں اوقات میں سرکاری کار مجھے لینے آتی ہے اور میں ہوائی اڈے سے ہیلی کاپٹر لیکر سنٹرل فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے لان میں جاتا ہوں جہاں سے غذا کی پانچ پیٹیاں جال میں باندھ کر واپس ہوں اور پھر انہیں نرسری پر پھینک کر واپس ہوائی اڈے پر پہنچ جاتا ہوں ــــ وہاں سے سرکاری کار مجھے فلیٹ پر چھوڑ جاتی ہے اور بس" پائلٹ کنگسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس دوران کوڈ کیا استعمال ہوتا ہے" ــــ ابوناقر نے پوچھا۔

"کوڈ ــــ کیسا کوڈ ــــ کوئی کوڈ نہیں ہے" ــــ پائلٹ نے چونک کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہم مطمئن ہیں" ــــ ابوناقر نے کہا اور پائلٹ کا تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ مگر دوسرے لمحے ابوناقر کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا

پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ سنبھلتا ــــ ریوالور سے ایک شعلہ سا لپکا اور گولی ٹھیک پائلٹ کے دل میں پیوست ہو گئی ــــ کیپٹن شکیل نے بڑی پھرتی سے گرتے ہوئے پائلٹ کو سنبھالا اور اسے گھسیٹ کر غسل خانے میں لے گیا۔ پائلٹ ختم ہو چکا تھا۔

کیپٹن شکیل نے پھرتی سے بیگ کھولا اور اس میں سے میک اپ کا سامان نکال لیا۔ جبکہ ابوناقر فلیٹ سے باہر آ گیا تاکہ اگر کوئی آ بھی جائے تو اسے روک سکے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کیپٹن شکیل جب باہر نکلا تو وہ مکمل طور پر پائلٹ کے

روپ میں تھا۔ ابوناقر کے چہرے پر تحسین کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کیسا رہا" ــــ کیپٹن شکیل نے پائلٹ کے لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ــــ لہجہ بھی پائلٹ جیسا ہے ــــ واقعی تم لوگ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہو" ــــ ابوناقر نے تحسین آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بھی بے حد ذہین ہو ابوناقر ــــ جس طرح تم نے پائلٹ سے تمام تفصیلات اگلوائی ہیں ــــ وہ قابل داد ہیں" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور ابوناقر خوش ہو گیا۔

"آؤ اب اسے ٹھکانے لگا لیں" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور ابوناقر نے سر ہلا دیا اور وہ دونوں غسل خانے میں گھس گئے۔

کیپٹن شکیل نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی مگر انتہائی تیز کلہاڑی اور دو تیز دھار چھریاں نکال لیں۔ اور پھر ایک چھری کیپٹن شکیل نے دوسری ابوناقر نے سنبھالی اور پائلٹ کی لاش کی بوٹیاں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ وہ کسی ماہر قصاب کی طرح لاش کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کرنے میں مصروف تھے۔ ہڈیاں انہوں نے کلہاڑی سے توڑ ڈالیں اور پھر آدھے گھنٹے بعد غسل خانے کے فرش پر انسانی بوٹیوں کا ایک ڈھیر موجود تھا۔

کیپٹن شکیل نے اٹھ کر غسل خانے میں موجود گٹر کا ڈھکن ہٹایا اور پھر بوٹیاں گھسیٹ کر اس نے گٹر میں ڈالنی شروع کر دیں۔ آہستہ آہستہ ڈھیر چھوٹا ہوتا چلا گیا اور پھر ایک وقت آیا کہ غسل خانے کے فرش پر صرف خون ہی خون تھا۔ بوٹیاں یا دوسرے لفظوں میں پائلٹ غائب ہو چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے پانی کا ڈبہ اٹھایا اور پھر فرش دھونا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد فرش بالکل صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل نے گٹر میں کافی پانی بہایا اور پھر گٹر کا ڈھکن دوبارہ اس کے منہ پر جما دیا۔ اب غسل خانہ آئینے کی طرح صاف ہو چکا تھا۔

"اچھا اب مجھے اجازت! ـــــ میں نے سنٹرل فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں بھی کام کرنا ہے" ـــــ الوناڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ سب کام مکمل ہونے پر تم مجھے فون کرو گے ـــ اور سوری رانگ نمبر کہنے کی بجائے پلیز رانگ نمبر کہہ دینا ـــــ میں سمجھ جاؤں گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ـــــ باقی تفصیلات تو تمہیں معلوم ہو چکی ہیں" ـــــ الوناڈ نے کہا۔

"ہاں! ـــــ باقی مجھے معلوم ہے ـــــ تم فکر نہ کرو" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور پھر الوناڈ کیپٹن شکیل کا بیگ اٹھا کر فلیٹ کے دروازے سے باہر نکل گیا اور کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے کرسی پر جا بیٹھ گیا۔ وہ دیکھنے میں مطمئن ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجرم ابھی کوئی گڑبڑ کر سکتا تھا ـــــ اور صرف اس نے نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی ـــــ ورنہ اب تک بجلی گھر میں ہونے والی کسی بھی گڑبڑ کا علم ہو جاتا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تھکن سے بھرپور لہجے میں کرنل ہیمرنخ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــــ معلوم ایسا ہی ہوتا ہے ـــــ مگر میں حیران ہوں کہ آخر یہ میک اپ کس قسم کا ہے کہ کسی صورت صاف ہی ہونے میں نہیں آرہا"۔ کرنل ہیمرنخ نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ کچھ کہتا، اچانک ایک آدمی تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔

"جناب! ـــــ لاش کا میک اپ صاف ہو گیا ہے" ـــــ اس نے ہونٹ چبلیے اور ہیجانی لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ـــــ میک اپ صاف ہو گیا ـــــ مگر کیسے" ـــــ وہ

دونوں چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یس جناب! — اتفاق ہی ایسا ہو گیا — سادہ پانی کے چھینٹے جیسے ہی لاش کے چہرے پر پڑے، میک اَپ صاف ہونے لگا — اور پھر پتہ چلا کہ یہ میک اَپ صرف سادے پانی سے صاف ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہم کیمیکلز کے پیچھے پڑے رہے" — آنے والے نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ! — اگر ہمیں اُسی وقت پتہ چل جاتا تو ہم مجرم کو آسانی سے پکڑ لیتے" — کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہیمرج نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل کر آپریشن روم کی طرف بھاگنے لگے۔

آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی جیسے ہی ان کی نظریں سامنے پڑی لاش کے چہرے پر پڑیں وہ یوں ٹھٹھک کر رک گئے جیسے ان کے جسموں سے روح پرواز کر گئی ہو۔

آپریشن روم کی ٹیبل پہ مارک ٹوکم کے اسسٹنٹ راجر کی لاش ان کی کارکردگی اور ذہانت کا منہ چڑا رہی تھی۔ اور ان کے ذہنوں میں وہ منظر گھوم گیا جب راجر مشینوں کو چیک کر رہا تھا، اور مارک ٹوکم کے قد و قامت والے افراد کو اکٹھا کر رہا تھا۔

"اُف!… کتنا بڑا داؤ دیا ہے مجرم نے" — کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — واقعی مجرم خطرناک حد تک ذہین ہے — بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے — وہ تو نکل گیا اور ہم جھک مارتے رہ گئے" — کرنل ہیمرج نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کاش! یہ میک اَپ وہیں صاف ہو جاتا تو —" کرنل ڈیوڈ نے

حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے کرنل! — وہ ایونافہ والا کام تو ہم بھول ہی گئے — یہاں آتے ہی اس بھول بھلیوں کے چکر میں پڑ گئے — کہاں ہے ایونافہ کی قمیض؟" کرنل ہیمرج نے اچانک یاد آنے پر کہا۔

"اوہ! — واقعی ہمارے دماغ اور اعصاب جواب دے گئے ہیں" — کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے آپریشن روم سے نکلا اور پھر بھاگتا ہوا ٹیلیو روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیلیو روم کے دروازے پہ پہنچ کر اسے خیال آیا کہ اب تک قمیض وہاں پڑی تو نہیں ہو گی — وہ اگر ہو گی تو کسی سٹور میں ہو گی۔ چنانچہ وہ بھاگتے بھاگتے رکا اور پھر واپس آنے لگا۔

"کیا ہوا؟ —" کرنل ہیمرج جو اس کی پیروی کر رہا تھا، رکتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ساتھ آؤ —" کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اس نے اسٹر کام پر ایونافہ کی قمیض ڈھونڈ کر لے آنے کا حکم دیا۔

"اب قمیض کے بعد پروگرام کیا بنے گا" — کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"میں اپنی ریڈ آرمی اور تم اپنے دس مسلح آدمیوں کو ساتھ لے کر چلو — ہمیں کتے کے ساتھ ساتھ چلنا پڑے گا — کیونکہ ہم اب کسی قسم کا رسک نہیں اٹھا سکتے" — کرنل ہیمرج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — ایک ٹریز کتے کو لے کر چلے گا — جبکہ ہم کار والوں کی نگرانی کریں گے" — کرنل ڈیوڈ نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کرنل ہیرنچ کوئی جواب دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی ایک دھاری دار قمیض اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں قمیض ان کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی قمیض ہے جو الوبانہ نے پہن رکھی تھی؟" کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر — وہی قمیض ہے — اس کے ساتھ لگی ہوئی چیٹ پر پوری تفصیل موجود ہے" — قمیض لے آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — تم جا سکتے ہو" — کرنل ڈیوڈ نے قمیض اٹھا کر اس پر لگی ہوئی چیٹ پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا اور قمیض لے آنے والا سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل ڈیوڈ نے چیٹ پر لکھی ہوئی تمام تفصیل پڑھی اور پھر قمیض کرنل ہیرنچ کی طرف کھسکاتے ہوئے اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ نمبر گھماتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو نمبر الیون! — اس وقت ہمارے پاس سب سے تیز اور ہوشیار جاسوسی کتا کون سا ہے" — کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"سر! — بولی نام کا کتا بے حد ہوشیار اور تیز ہے" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے — اسے ٹرینر کے ساتھ میرے پاس بھیج دو — جلدی" کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں ریڈ آرمی کے کارکنوں کو طلب کر لوں — تاکہ ہم بلد از بلد اس کام کی طرف توجہ کر سکیں" — کرنل ہیرنچ نے کہا اور اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔

کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا اور دس مسلح افراد زمینی کاروں کو تیار رہنے کا حکم دینے میں مصروف ہو گیا۔

کرنل ہیرنچ نے بھی تین کاروں اور ریڈ آرمی کے کارکنوں کو ہیڈ کوارٹر ہی طلب کر لیا۔

"میرا خیال ہے کہ کام خاصا طویل ثابت ہوگا — اس وقت نجانے الوبانہ کہاں ہو" — کرنل ہیرنچ نے کہا۔

"ہاں دیکھو! — بہرحال اب ہمارے پاس یہی کلیو باقی رہ جاتا ہے" — کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ایک بڑے سے کتے کی زنجیر سنبھالے کمرے میں داخل ہوا۔ نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے باادبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"تمہارا نام" — کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"راسکو جناب" — نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو راسکو! — انتہائی اہم اور انتہائی خطرناک مجرم کو تلاش کرنا ہے۔ ہمارے پاس اس مجرم کی قمیض موجود ہے — کیا بولی یہ کام کر لے گا" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بولی پاتال میں سے بھی مجرم کو کھینچ لینے کا ماہر ہے — آپ بے فکر

"یس جناب" —— راسکو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— اگر تمہارے کہنے سے یہ کارنامہ سرانجام دیا تو تمہیں نقد انعام کے ساتھ ساتھ گریڈ میں بھی ترقی دی جائے گی" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تھینک یو سر —— آپ قطعاً بے فکر رہیں" —— راسکو نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ مجسم کی تعریف ہے —— ہم چھ کاروں میں تمہاری نگرانی کریں گے تمہیں خود بھی بے حد ہوشیار اور محتاط رہنا ہو گا" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب" —— راسکو نے آگے بڑھ کر ابابو کی قمیض لیتے ہوئے کہا۔

"اب تم یورپ میں پہنچ جاؤ —— ہم وہیں پہنچ رہے ہیں" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور راسکو قمیض اٹھائے سمیٹ کر گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران جب اپنے اڈے پر پہنچا تو ایرناند وہاں موجود تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی ایرناند اور عمران کے ساتھی اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"کیا رہا پرنس" —— ؟ ایرناند نے بے چین نظروں سے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"کیا بجلی گھر تباہ ہو گیا" —— ؟ ایرناند نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بھئی! —— ابھی تو فیوز اڑا ہے —— تباہی تو بعد میں ہو گی۔ کیپٹن شکیل کہاں ہے" —— ؟ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ پائنٹ کا میک اپ کر چکا ہے —— اور مشن کی تکمیل کے لئے اشارے کا منتظر ہے" —— ایرناند نے جواب دیا۔

"ہوں! —— تنزا کی پیٹیوں کے بارے میں کیا پیش رفت ہوئی" —— ! عمران نے پوچھا۔

"میرے آدمی سنٹرل فورڈ ڈپارٹمنٹ میں متعلقہ آدمیوں کی جگہ سنبھال چکے ہیں ۔۔۔ میں ابھی وہیں سے واپس آرہا ہوں" ۔۔۔ ابوناقہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ کھیپ کس وقت جائے گی" ۔۔۔؟ عمران نے تحسین آمیز نظروں سے ابوناقہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کھیپ شام کو سات بجے جاتی ہے ۔۔۔ ابھی چار گھنٹے باقی ہیں ۔۔۔ میرے پروگرام کے مطابق آپ لوگ ساڑھے چھ بجے سنٹرل فورڈ ڈپارٹمنٹ میں پہنچ جائیں ۔۔۔ تاکہ سات بجے والی کھیپ میں غذا کی بجائے آپ کو بھیجا جا سکے" ۔۔۔ ابوناقہ نے جواب دیا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس پہ حملے کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"اس کے متعلق تو ابھی تک کوئی پلان نہیں بنایا گیا ۔۔۔ جیسے آپ کہیں" ابوناقہ نے جواب دیا۔

"ہاں ! ۔۔۔ اس کے متعلق پلاننگ کرنی ہوگی ۔۔۔ لیبارٹری کی تباہی کے بعد ہمارا مشن ختم ہو جائے گا ۔۔۔ اور پھر ہمیں اس ملک سے نکلنا بھی ہے ۔۔۔ اس سلسلے میں میرا خیال ہے کہ اگر ہم کوئی تیز رفتار جنگی جیٹ جہاز حاصل کر لیں تو جلد از جلد اسرائیل سے نکل سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب ۔۔۔ جیسے ہی یہ علم ہوگیا کہ ہم اس جہاز میں ہیں اسرائیلی فضائیہ حرکت میں آجائے گی اور پھر ہمارا نکل جانا ناممکن ہو جائے گا" ۔ ابوناقہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی اسی لئے تو تمہیں پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرنے کے لئے کہہ رہا تھا ۔۔۔ تمہارا مشن یہ ہوگا کہ تم صدر کو اغوا کر لو ۔۔۔ ہم صدر کو یرغمال کے طور پر اپنے ہمراہ لے جائیں گے ۔۔۔ اس طرح فضائیہ بے بس ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ویری گڈ آئیڈیا ۔۔۔ شاندار ۔۔۔ صدر کی جہاز میں موجودگی سے فضائیہ بے بس ہو جائے گی اور ہم بڑی آسانی سے قریبی ملک میں پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ ابوناقہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ابوناقہ ! ۔۔۔ اسرائیل کے پاس کتنے فلسطینی گوریلے قید ہیں" ۔۔۔؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"چالیس کے قریب اہم آدمی ہیں" ۔۔۔ ابوناقہ نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ! ۔۔۔ کیا آپ جیل پہ حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں" ۔۔۔؟ ابوناقہ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ! ۔۔۔ بھلا ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ ہم صدر کی رہائی کے بدلے میں اپنے چالیس آدمی طلب کر لیں گے اور اسرائیل کو ہمارا یہ مطالبہ ماننا ہی پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ہاں واقعی ! ۔۔۔ مگر میرا خیال ہے کہ اگر ہم صدر کو ہلاک کر دیں تو بین الاقوامی طور پر اسرائیل پر ہماری برتری قائم ہو جائے گی" ۔۔۔ ابوناقہ نے کہا۔

"نہیں ابوناقہ ! ۔۔۔ اس طرح بہت سی بین الاقوامی پیچیدگیاں پیدا ہو

جائیں گی اور ہم اس سے کوئی حقیقی مفاد بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ اسرائیل والے کسی اور کو صدر بنا دیں گے ——— یہاں آدمیوں کی کیا کمی ہے۔ اگر صدر کے بدلے میں اگر ہم چالیس تربیت یافتہ افراد کو رہا کرا لیں تو یہ ہمارے حق میں بے حد فائدہ مند ہوگا ——— یہی چالیس آدمی بعد میں اسرائیل کو زبردست زک پہنچا سکتے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے" ——— ابو کافہ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تو اب پروگرام اچھی طرح سمجھ لو ——— کیپٹن شکیل ایک بار ہمارے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر وہیں اتار دیگا ——— وہ ہیلی کاپٹر میں خرابی کا بہانہ بنا سکتا ہے ——— مشن میں کامیابی کے بعد ہم اسی ہیلی کاپٹر میں ہوائی اڈے تک پہنچ جائیں گے ——— ادھر جس وقت ہیلی کاپٹر لے کر لیبارٹری کی طرف جائے ——— تم نے اپنے ساتھیوں سمیت پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر دینا ہے ——— اور اسی وقت میں ایٹمی بجلی گھر کو بھی اڑا دونگا اس سے یہ فائدہ ہو جائے گا کہ جی پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی ان دو محاذوں پر مصروف ہو جائے گی ——— تم نے پریذیڈنٹ ہاؤس پر خاصی دیر حملہ جاری رکھنا ہے ——— البتہ پریذیڈنٹ کو پہلے ہی ہلے میں یرغمال بنا لینا ہے۔ پھر تم پریذیڈنٹ کو ہمراہ لے کر ہوائی اڈے پہنچ جانا اور وہاں ایک جیٹ جہاز پر قبضہ کر لینا ——— ہم ہیلی کاپٹر سے وہیں پہنچ جائیں گے ——— اور پھر ہم تمہارے ساتھ جیٹ میں آجائیں گے اور اسی جیٹ جہاز کے ساتھ ہم اسرائیل سے باہر نکل جائیں گے" ——— عمران نے پروگرام کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— یہ کام ہو جائے گا" ——— ابونافہ نے سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— سامان پہنچ گیا ہے؟" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— آپ کا مطلوبہ تمام سامان سٹور میں موجود ہے" ——— ابونافہ نے جواب دیا۔

"او کے ——— میرا خیال ہے کہ ہم چھ بجے تک فارغ ہیں ——— چھ بجے ہم لوگ سنٹرل فورڈ ڈیپارٹمنٹ جانے کے لئے تیار ہوں گے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"او کے ——— میں جا کر پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملے کا پروگرام سیٹ کرتا ہوں ——— میں چھ بجے سے چند منٹ پہلے یہاں پہنچ جاؤں گا" ——— ابونافہ نے جواب دیا۔

اور عمران نے سر ہلا دیا۔

راسکو نے کرنل ڈیوڈ کا اشارہ پاتے ہی کتے کی زنجیر سنبھالی اور اُسے مخصوص آواز نکال کر ہیڈ کوارٹر سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ البزنامہ کی قمیض اس نے کتے کو اچھی طرح سنگھا دی تھی۔ بلکہ مزید تسلی کے لئے اس نے وہ قمیض کتے کے گلے میں باندھ دی تھی تاکہ کتا مسلسل اس کی بُو سونگھتا رہے۔

کتے اور راسکو کے باہر نکلتے ہی ہیڈ کوارٹر سے چھ کاریں باہر آگئیں جن میں سے تین پر پیڈ آرمی کے مسلح ممبر کرنل ہیرنج سمیت اور تین کاروں میں جی۔ پی۔ فائیو کے دس آدمی کرنل ڈیوڈ کی رہنمائی میں سوار تھے۔

کتا ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلتے ہی تیزی سے ایک گلی میں گھستا چلا گیا۔ اور پھر گلی میں سے ہو کر وہ سڑک پر آگیا۔ سڑک پر پہنچتے ہی وہ تھوتھنی اٹھا کر ہوا میں کچھ سونگھتا رہا۔ پھر اس کا رخ دائیں طرف ہو گیا۔ راسکو کتے کی زنجیر سنبھالے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ اس سے تھوڑی دور چھ کاریں آہستہ چل رہی تھیں۔ کاروں میں سوار سب افراد کی تیز نظریں کتے پر جمی ہوئی تھیں

مختلف سڑکوں پر پھرتے پھرتے انہیں تقریباً تین گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر گیا۔ کتا کبھی کسی طرف نکل جاتا اور کبھی کسی طرف ——— یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے البزنامہ کی بُو سارے شہر میں پھیلی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ بہرحال راسکو پُر امید تھا کہ بولی آخر مجرم کا کھوج نکال لے گا۔

گھومتے گھومتے جب راسکو اور کتا ایک چوک پر پہنچے تو وہاں سرخ بتی ہونے کی وجہ سے شمال جنوب ٹریفک رکا ہوا تھا۔ راسکو کتے کو سنبھال کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے ایک نیلے رنگ کی کار چوک پر آکر رکی اور کتے نے ہڑبڑا کر اپنی تھوتھنی اٹھائی اور بے چین ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اس نیلے رنگ کی کار کی طرف بڑھا۔ وہ پہلی بار بُری طرح بھونک رہا تھا۔ راسکو اس کے پیچھے گھسٹتا ہوا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد کی نظریں بھی کار پر جم گئیں۔ کتا نیلی کار کے قریب پہنچ کر اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان پر لپکنے لگا اور راسکو سمجھ گیا کہ یہی وہ مجرم ہے جس کی تلاش کے لئے وہ نکلے ہیں۔ اس لئے اس نے پھرتی سے جیب سے سیٹی نکال کر منہ میں دبائی اور بجانے لگا۔ یہ کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد کے لئے کاشن تھا کہ کتے نے مجرم کا کھوج نکال لیا ہے۔

مگر اسی لمحے ٹریفک کھل گیا۔ اور نیلی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ مگر اب چھ کاریں اس کے تعاقب میں تھیں۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان کو بھی شاید اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس نے کار کی سپیڈ اچانک بڑھا دی تھی۔ اور پھر سڑک پر کار دل کی دوڑ شروع ہو گئی۔

سڑک پر بے پناہ ٹریفک کی وجہ سے نیلی کار کا تعاقب مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے کرنل ہیرنج نے کاروں کے سائرن بجانے کا حکم دے دیا اور دوسرے لمحے فضا چھ کاروں سے بلند ہونے والے کرخت سائرنوں کی آوازوں سے گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر ٹریفک کائی کی طرح چھٹتی چلی گئی مگر نیلی کار کا ڈرائیور کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار اور چالاک ثابت ہو رہا تھا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مختلف گلیوں میں گھس جاتا اور وہاں سے پھر کسی سڑک پر نکل آتا۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ کو اس کے تعاقب میں کافی مشکل پیش آ رہی تھی۔

ویسے کرنل ڈیوڈ اگر چاہتا تو گولیوں سے نیلی کار کو چھلنی کر دیتا۔ مگر وہ مجرم کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا تاکہ اس سے دوسرے مجرموں کا پتہ معلوم کیا جا سکے۔

"کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ تمہاری کار آگے ہے ۔۔۔ نیلی کار کے ٹائر برسٹ کر دو" ۔۔۔ کار ٹرانسمیٹر پر کرنل ہیرنج کی آواز سنائی دی۔

"نہیں کرنل! ۔۔۔ مجرم اگر کار سے اتر کر بھاگ نکلا تو اس کا پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ اس وقت کتا ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اور پھر نجانے کتنا عرصہ اسے تلاش کرنے میں لگ جائے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت نیلی کار شہر کی سب سے بڑی شاہراہ پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اچانک وہ ایک تنگ سی گلی میں گھس گئی۔

کرنل ڈیوڈ نے، جو نیلی کار سے دو سو گز کے فاصلے پر تھا، بڑی پھرتی سے کار کو اسی گلی میں موڑا۔ مگر فوراً ہی اسے بریکیں لگانی پڑ گئیں کیونکہ

گلی آگے سے بند تھی اور نیلی کار وہاں موجود تھی۔

کار روک کر وہ سب تیزی سے باہر آ گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے۔ کیونکہ نیلی کار خالی تھی اور مجرم غائب ہو چکا تھا۔ چونکہ اس گلی میں کسی مکان کا دروازہ نہ تھا اس لئے ظاہر تھا کہ مجرم دیوار پھلانگ کر دوسری طرف نکل گیا ہے۔

"واپس چلو! ۔۔۔ مڑ کر ادھر چلو ۔۔۔ مجرم سامنے والی دیوار پھلانگ کر سنٹرل پارک میں چلا گیا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پیچھے آنے والی کاریں انتہائی تیزی سے مڑیں اور اب ان کا رخ سنٹرل پارک کی طرف تھا۔ اب کرنل ڈیوڈ کی کار سب سے پیچھے تھی۔ کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ کیونکہ مجرم بظاہر ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

الونافہ تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد اب کار میں بیٹھا واپس عمارت کی طرف جا رہا تھا تاکہ آپریشن شروع کیا جا سکے۔ وہ اپنے انتظامات سے بے حد مطمئن تھا اور اُسے یقین تھا کہ اس آپریشن کے مکمل ہونے کے بعد اسرائیل کو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اور اسرائیل آئندہ آنے والے کئی سالوں تک اپنے زخم چاٹتا رہے گا۔

الونافہ کا ارادہ یہی تھا کہ وہ پرنس اور اس کے ساتھیوں سمیت اسرائیل سے نکل جائے گا اور پھر ایک طویل عرصہ باہر گزار کر وہ دوبارہ اسرائیل آئے گا تاکہ اسرائیلی اُسے بھول جائیں جبکہ اس کے ساتھی ابھی تک اسرائیلی حکام کی نظروں سے نیچے ہوتے تھے۔ اس لئے وہ یہاں کام کرتے رہیں گے۔

الونافہ نے اپنے اسسٹنٹ عقاب نمبر ۲ کو اس بارے میں تفصیلی ہدایات دے دی تھیں۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملے کے بعد اس کے ساتھی فرار ہو جائیں گے اور وہ اکیلا ہی پریذیڈنٹ کو اغوا کر کے ہوائی اڈے

پہنچ جائے گا۔ اُسے یقین تھا کہ پریذیڈنٹ کی وجہ سے اسرائیلی درندے اس پر ہاتھ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور وہ ان کے ظالم ہاتھوں سے بچا رہے گا۔

یہی سوچتا ہوا جب وہ مین روڈ کے آخری چوک پر پہنچا تو ٹریفک بند ہو گیا۔ اور اس نے کار ٹریفک کراس کے قریب روک دی۔ اسی لمحے اس کی نظریں سڑک کے قریب کھڑے ہوئے ایک آدمی پر پڑیں جس نے ایک بڑے سے جاسوس کتے کی زنجیر سنبھال رکھی تھی۔

ابھی الونافہ کتے اور اس آدمی کو غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک کتا بڑی سی کار کی طرف لپکا اور پھر اچھل اچھل کر اس پر جھپٹنے لگا۔ اور اسی لمحے الونافہ کی نظریں کتے کی گردن سے لپٹی ہوئی اپنی قمیض پر پڑیں اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہ سمجھ گیا کہ جاسوس کتے کے ذریعے اس کی تلاش کی جا رہی ہے اور کتے نے اسے تلاش بھی کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یقین تھا کہ گیا، پیا، شاگرد اور ریڈ آرمی کے خوفناک دستے کہیں قریب ہی موجود ہوں گے۔

الونافہ نے بے چین نظروں سے ٹریفک سگنل کی طرف دیکھا اور پھر ٹھیک اسی لمحے ٹریفک سگنل پر سبز بتی جل اٹھی۔ الونافہ نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی اور پھر اُسے ایک سیٹی کی آواز سنائی دی۔ مگر وہ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ سڑک پر بے پناہ ٹریفک کی وجہ سے اُسے تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے میں بڑی مشکل پیش آ رہی تھی کہ اچانک اس سے دو سو گز پیچھے ہونے والے کے سائرن گونج اٹھے اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر موجود ٹریفک کائی کی طرح پھٹتی چلی گئی۔ اس سے جہاں تعاقب کرنے والوں کو فائدہ پہنچا، وہاں الونافہ کی مشکل بھی آسان ہو گئی۔ اب وہ اطمینان سے کار کی رفتار

بڑھاتے چلا جا رہا تھا۔

دوسرے لمحے اس نے کار کو ایک گلی میں موڑا اور ایک بار پھر سڑک پر نکل آیا۔ مگر سائرن بجانے والی کاریں بھوتوں کی طرح اس کا پیچھا کر رہی تھیں اور ان کا درمیانی فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

ابونافہ نے ایکسیلیٹر کو آخری حد تک دبا رکھا تھا اور اس کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اچانک ایک تنگ سی گلی اس کی نظروں کے سامنے آ گئی۔ اور ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد ابونافہ نے کار اس گلی میں موڑ دی۔ مدتوں سے یہاں رہنے کی وجہ سے اسے یہاں کی ہر سڑک اور ہر گلی کے متعلق اچھی طرح علم تھا۔ اس لئے اسے کار گلی میں موڑتے وقت معلوم تھا کہ یہ گلی بند ہے۔ اس کے آخر میں ایک چھوٹی سی دیوار ہے جس کے دوسری طرف سنٹرل باغ ہے اور ابونافہ نے اب کار سے اترنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ کار میں بیٹھے بیٹھے وہ زیادہ عرصے تک تعاقب کرنے والوں سے نہیں بچ سکتا۔ اور پھر ایک کار ہو تو اسے ڈاج دیا جا سکتا ہے مگر چھ کاروں کو ڈاج دینا ناممکن تھا۔

چنانچہ اس نے کار سے اتر کر بھاگنے کا فیصلہ کر کے ہی کار کو بند گلی میں موڑا تھا۔ اور کار گلی میں موڑتے ہی جیسے وہ گلی کے آخری سرے تک پہنچا اس نے پوری قوت سے بریک لگائے اور دوسرے لمحے وہ کار سے باہر تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا دیوار کے کنارے پر پہنچا اور پھر اس نے پوری قوت سے چھلانگ لگا دی۔ جوش اور تیزی کی وجہ سے پہلی چھلانگ ہی کامیاب رہی اور وہ تقریباً اڑتا ہوا دیوار کے سرے پر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے دیوار کی دوسری

طرف گلی میں کاروں کے بریک چیخنے کی آوازیں سنیں۔

وہ نیچے گرتے ہی اٹھا اور اندھا دھند باغ کے گیٹ کی طرف بھاگنے لگا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس کا تعاقب کرنے والے بھی اسی کی طرح دیوار پھاند کر اس کے پیچھے نہ آ جائیں۔

باغ میں اس وقت خاصی گہما گہمی تھی۔ اس لئے لوگوں میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اب اس کا رخ باغ کے ٹوائلٹ کی طرف تھا۔ ٹوائلٹس کی طویل قطار میں سے ایک ٹوائلٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس وقت یہی ایک ٹوائلٹ خالی ہے۔

ابونافہ تیزی سے اس ٹوائلٹ میں گھستا چلا گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اپنا کوٹ اتار کر اسے الٹا اور پھر پہن لیا۔ وہ ہمیشہ ڈبل سلائی کا کوٹ پہنتا تھا تاکہ اسے فوری طور پر بدلا جا سکے۔ اب کوٹ کا رنگ اور ڈیزائن بدل گیا تھا۔ اسی طرح اس نے ٹائی بھی الٹ کر باندھ لی۔ سر پر الٹے سیدھے ہاتھ مار کر اس نے بالوں کو مختلف انداز میں سیٹ کر لیا اور پھر بڑے اطمینان سے ٹوائلٹ سے باہر آ گیا۔

اب ہجوم میں مل کر وہ باغ کے صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا اسے یقین تھا کہ اب فوری طور پر اسے پہچانا نہ جا سکے گا۔

جلد ہی وہ بڑی سڑک پر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ تعاقب کرنے والے سیدھے یہیں آ نکلیں گے۔ اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کس راستے سے آئیں گے اس لئے اس نے اپنا رخ ان کی مخالف سمت میں کر لیا۔ اور پھر سڑک پار کر کے وہ ایک تنگ سی گلی میں گھستا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ گلی کے سرے پر پہنچا اس نے کاردل کو باغ کے دروازے

پر رکھے دیکھا اور وہ مسکراتا ہوا تیزی سے گلی میں گھستا چلا گیا۔ اُسے خوشی تھی کہ وہ تعاقب کرنے والوں کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو چکا ہے۔

گلی کراس کر کے وہ جیسے ہی سڑک پر پہنچا، اس نے ایک طرف ہٹ کر خالی ٹیکسی کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔

مگر ابھی اُسے وہاں کھڑے ہوتے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اُسے قریب ہی کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر تیزی سے بھاگ پڑا کیونکہ اس کی نظریں قریب آتے ہوئے ان جاسوس کتے اور اس کے رکھوالے پر پڑ گئی تھیں۔ کتا اس سے خاصا قریب تھا اور وہ پوری طاقت سے اپنے رکھوالے کو گھسیٹ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ کتے نے اُسے پہچان لیا تھا۔

اور پھر کتے نے رکھوالے کے ہاتھ سے زنجیر چھڑا لی اور بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے ہوئے البونافہ پر آ پڑا۔ کتے کے زوردار دھکے سے البونافہ زمین پر گر پڑا۔ اور کتے نے اس کی گردن کو اپنے جبڑے میں جکڑنے کے لئے اپنا خوفناک منہ اس کی گردن کی طرف بڑھایا۔

البونافہ نے نیچے گرے ہی پوری قوت سے کتے کی پسلیوں پر گھونسہ کا وار کیا اور کتا چیختا ہوا سڑک پر جا گرا۔ مگر یہ البونافہ کی بدقسمتی تھی کہ کتے کی زنجیر البونافہ کی گردن میں لپٹ گئی اور کتے کے زور کی وجہ سے اس کا دم گھٹنے لگا۔

اُسی لمحے کتے کا رکھوالا بھی چیختا ہوا اس پر آ پڑا۔ وہ مجرم مجرم چیخ رہا تھا اور پھر ارد گرد پھیلے ہوئے سپاہی اور عام لوگ دوڑ پڑے اور چند لمحوں بعد البونافہ سپاہیوں کے ہاتھوں میں بُری طرح جکڑا ہوا تھا۔ جبکہ رکھوالے نے کتے کی زنجیر تھام کر اُسے ایک طرف گھسیٹ لیا۔

"آرام سے پکڑو! ـــــ میں کہیں بھاگ نہیں رہا؟" ـــــ البونافہ نے اپنے کھولتے ہوئے ذہن پر قابو پاتے ہوئے ان سپاہیوں سے کہا جو اُسے بُری طرح جکڑے ہوئے تھے۔

اور اس کے مطمئن لہجے کا سپاہیوں پر خوشگوار اثر پڑا اور انہوں نے گرفت ذرا ہلکی کر دی۔

دوسرے لمحے البونافہ نے اپنے جسم کو ایک زبردست جھٹکا دیا اور اس نے ان دونوں سپاہیوں کو بُری طرح اچھال دیا جنہوں نے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے۔ اور پھر غوطہ لگا کر وہ ہجوم کے درمیان سے بھاگتا چلا گیا۔ وہ ہر قیمت پر وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ پولیس اور اس کے ساتھی اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور اس اہم ترین مشن کا دارومدار اس کی ذات پر منحصر ہے۔ اگر وہ پکڑا گیا تو یہ مشن لازمی طور پر ناکام ہو جائے گا۔

ہجوم میں سے غوطہ لگا کر وہ تیزی سے بھاگا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی پشت پر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور البونافہ منہ کے بل سڑک پر گر گیا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی پشت میں لوہے کی گرم سلاخ اتار دی ہو۔ یہ احساس بھی چند لمحے رہا پھر اس کے دماغ پر تاریکیاں چھاتی چلی گئیں، اور وہ چند لمحے سڑک پر ہی ہاتھ پیر پٹخنے کے بعد بے حس و حرکت ہو گیا۔

جس سپاہی نے البونافہ کے اپنے آپ کو چھڑایا تھا۔ اس نے اٹھتے ہی ریوالور نکال کر اس پر گولی چلا دی تھی۔ اور یہ البونافہ کی بدقسمتی تھی کہ گولی پشت میں ایسی جگہ لگی کہ پشت میں گھس کر سیدھی دل میں پیوست ہو گئی۔ اور البونافہ کی روح چند ہی لمحوں میں قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا تمام منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ کیونکہ البونافہ کے بغیر سب ہی

وہ سنٹرل فوٹو ڈیپارٹمنٹ میں جا کر نقشوں کی پیٹیوں میں بند ہو کر لیبارٹری میں پہنچ سکتے تھے اور وہیں پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر کے صدر کو اغوا کیا جا سکتا تھا۔ یہ شاکران سب کی بدقسمتی تھی کہ کتا اور اس کا رکھوالا کاروں سے جانے کے بعد واپس جیمڈ کو ادھر جاتے ہوئے اس سڑک پر آنکلے تھے جہاں الوناف باغ میں سے ہو کر پہنچا تھا اور کتے نے اسے ایک بار پھر تلاش کر لیا تھا۔



چونکہ بجنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی کیل کانٹے سے لیس ہو کر الوناف کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ سازش کی تکمیل کے لئے روانہ ہو سکیں۔

عمران اپنے ساتھیوں کو لیبارٹری میں کئے جانے والے اقدامات کے متعلق ہدایات دے رہا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ ایٹمی لیبارٹری تھی اور ہو سکتا ہے وہاں ایٹمی مادے اور ایٹم بم تک موجود ہوں اور ذرا سی غفلت سے ان کی اپنی جانیں بھی خطرے میں پڑ سکتی تھیں کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے

پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"باس ... باس ... باس مارا گیا" ——— اس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ——— ؟ کون مارا گیا" ——— وہ سب چونک کر کھڑے ہو گئے۔

"باس کو قتل کر دیا گیا ——— اس کی لاش تیرھویں شاہراہ پر پڑی ہے مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے" ——— نوجوان نے بوکھلائے ہوئے اور غمزدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ——— ؟ کون باس مارا گیا ہے" ——— عمران نے جھنجھلا کر کہا۔

"الوناف ... نے جاسوس کتے کے ذریعے پکڑا گیا ——— اور پھر ایک سپاہی نے اس کی پشت پر گولی مار دی" ——— نوجوان نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اوہ خدا! ——— یہ کیا ہوا ——— ؟ اب اس کے بغیر آپریشن کیسے ہوگا؟" عمران نے کہا اور پھر مایوسی کے عالم میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مایوسی امڈ آئی۔

"ہمارا ایک ساتھی ابھی اس راستے سے گزرا تو وہاں جی پی فائیو اور سپاہیوں کا جمگھٹا تھا۔ اس نے الوناف کی لاش دیکھی ہے ——— اس نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی ہے" ——— نوجوان نے کہا۔

"ہونہہ! ——— اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا رابطہ باقی عقابوں سے ہے؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں جناب! ——— ان سے صرف باس کا رابطہ تھا ——— ہمیں تو معلوم

بھی بتایا کہ وہ کون ہیں ــــ اور ان سے رابطہ کیسے قائم کیا جاتا ہے" ــــ نوجوان نے جو اسی اڈے کا انچارج تھا، مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔

"اب کیا ہوگا عمران صاحب" ــــ؟ صفدر نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"بچہ پیدا ہوگا ــــ بہرحال یہ نہیں بتا سکتا کہ لڑکا ہوگا کہ لڑکی" ــــ عمران نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا۔ اچانک اور خوفناک جھٹکے سے پیدا ہونے والی مایوسی کو وہ ذہن سے جھٹک چکا تھا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ــــ بھلا یہ مذاق کا موقع ہے" ــــ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مذاق کا نہیں ــــ بلکہ عبرت کا موقع ہے ــــ زندگی میں پہلی بار میں نے ایک دوسرے شخص پر بھروسہ کر لیا تھا اور نتیجہ ظاہر ہو گیا" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ ــــ اور الوبانہ کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرو" ــــ عمران نے خبر لے کر آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سنو! ــــ عمران نے زندگی میں کبھی شکست تسلیم نہیں کی ــــ ہم اپنے پلان پر ضرور عمل کریں گے۔۔۔ مگر وقتی طور پر اس میں تبدیلی کرنا پڑے گی" ــــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

"اب میں اکیلا کیپٹن شکیل کے ساتھ لیبارٹری پر دھاوا بولوں گا ــــ اور تم لوگ پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرو گے ــــ اور وہاں سے صدر کو اغوا کر کے

ہوائی اڈے پر لے آؤ گے ــــ میں کیپٹن شکیل کے ساتھ اس ہوائی اڈے پر پہنچ جاؤں گا ــــ اور پھر ہم صدر کو یرغمال بنا کر اسرائیل سے نکل جائیں گے" ــــ عمران نے نیا پروگرام بناتے ہوئے کہا۔

"مگر ہمیں تو پریذیڈنٹ ہاؤس کے متعلق کچھ معلوم نہیں" ــــ جولیا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ یہ تمہاری صلاحیتوں کے لئے چیلنج ہے ــــ جو دل چاہے کرو ــــ بہرحال تمہیں یہ مشن سرانجام دینا ہے ــــ چاہے تمہاری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور صفدر اور جولیا نے سر جھکا لیا۔

"تمہارے پاس ضروری اسلحہ موجود ہے ــــ یہاں سے ایک کار لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس جاؤ ــــ اور اپنا مشن مکمل کرو ــــ تمہیں موقع محل دیکھ کر ہر قسم کے اقدام کی اجازت ہے" ــــ عمران نے کہا۔

اور پھر عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ڈبیا نما تھا۔ اس نے اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔ جلد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ"

"کیپٹن شکیل! ــــ میں عمران بول رہا ہوں ــــ الوبانہ مارا گیا ہے اس لئے فوری طور پر پلان میں تبدیلی کر دی گئی ہے ــــ اب میں اور تم لیبارٹری کے نیچے سے لیبارٹری پر دھاوا بولیں گے ــــ جبکہ صفدر، جولیا اور جوزف پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کریں گے ــــ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا فلیٹ کہاں ہے۔ اوور" ــــ عمران نے تیز لہجے میں اسے بدلی ہوئی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ـــــ میرا فلیٹ مین روڈ کے تیسرے چوراہے سے دائیں طرف نکلنے والی سڑک پر ہے ـــــ فلیٹ جس بلڈنگ میں ہے اس کے سامنے سڑک پار پیراڈائز ہوٹل ہے۔ فلیٹ کا نمبر ایک سو تیرہ ہے۔ اوور ـــــ" دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ میں ابھی وہاں پہنچ رہا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل ـــــ" عمران نے کہا اور میجر اسس نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

"اسی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہمارا رابطہ قائم رہے گا ـــــ تمام کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا ہے ـــــ ذرا سی غفلت اور لاپرواہی ہم سب کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی ـــــ خدا حافظ" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا تیزی سے کیپٹن شکیل کے فلیٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہیرنج کی کاریں ایک طویل چکر کاٹ کر جیسے ہی باغ دروازے پر پہنچیں وہ تیزی سے کاروں سے اتر کر ارد گرد پھیلتے چلے گئے۔ کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس تیزی سے باغ میں گھسے اور وہاں موجود ہجوم میں مجرم کو تلاش کرنے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ مجرم فوراً ہی یہاں سے نکل گیا ہوگا ـــــ اب اس باغ میں تلاش بے سود ہے" ـــــ میجر ہیرس نے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجرم ہمارے اسی خیال سے فائدہ اٹھاتے کہ ہم یہی سمجھ جائیں کہ وہ فوراً ہی یہاں سے نکل گیا ہوگا ـــــ اور وہ ہمارے واپس جانے تک باغ کے کسی کونے میں چھپا رہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور میجر ہیرس نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلا دیا۔

وہ ہر ممکن تیزی سے باغ کے تمام کونے کھدروں کو کھنگالتے پھر رہے تھے اور پھر ان کا رخ گرائونڈ کی طرف ہوا ہی تھا کہ اچانک ایک سپاہی دوڑتا

ہوا ان کی طرف آیا۔

"جناب! — مجرم کو دوسری سڑک پر گولی مار دی گئی ہے — اس کی لاش سڑک پر موجود ہے" — سپاہی نے دور سے ہی چیختے ہوئے کہا اور وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔

"کیا کہہ رہے ہو" — کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب! — چند لمحے پہلے سڑک سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ ہم لوگ بھاگ کر وہاں گئے تو وہاں مجرم کی لاش موجود تھی — کتا اور ہم اتفاق سے ادھر جا نکلے تھے — اور پھر کتے نے مجرم کو پہچان لیا۔ مجرم کو پکڑ لیا گیا — مگر وہ سپاہیوں کو گرا کر بھاگ نکلا — ایک سپاہی نے اس کی پشت پر گولی مار دی اور وہ ہلاک ہو گیا — کرنل ہیمرخ اور باقی لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں" — سپاہی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بہت برا ہوا — مجرم کی موت سے ہمیں کیا ملتا تھا — یہ اہم سراغ بھی ختم ہو گیا" — کرنل ڈیوڈ نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا صدر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ہیمرخ اور سپاہی اس کے پیچھے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں الزناق کی لاش موجود تھی۔ کرنل ہیمرخ پہلے سے ہی وہاں کھڑا تھا۔

"کرنل! — یہ بہت برا ہوا — مجرم کی موت سے ہم وہیں پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے" — کرنل ڈیوڈ نے کرنل ہیمرخ کے قریب پہنچ کر کہا۔

"ہاں! — مجھے بھی مجرم کی موت پر افسوس ہوا ہے — اس سپاہی کو

سوچنا تھا کہ ہم نے اسے زندہ پکڑنا ہے — اس نے مجرم کو بھاگتے دیکھ کر اس پر گولی مار دی" — کرنل ہیمرخ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ بے وقوف سپاہی" — کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

اور ایک طرف کھڑا سپاہی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔ سپاہی کے چہرے پر بے بسی تھی۔ اُسے معلوم ہو گیا کہ اس نے مجرم کو گولی مار کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔

"تم نے کیا بے وقوف آدمی — تم اس کی ٹانگ پر بھی گولی چلا سکتے تھے" — کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے سپاہی کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

"جناب! — میں نے اس کی ٹانگ پر ہی گولی ماری تھی۔ مگر وہ اچانک جھک گیا اور گولی اس کی پشت میں لگ گئی" — سپاہی نے کانپتے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"احمق آدمی! — تم نے بہت بڑا ظلم کیا ہے" — کرنل ڈیوڈ نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"اب غصہ کرنے سے کیا فائدہ — جو ہونا تھا ہو چکا — اب سوچنا یہ ہے کہ ہمارا آئندہ اقدام کیا ہوگا" — کرنل ہیمرخ نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں — کچھ سمجھ میں نہیں آتا — بڑی مشکل سے یہ ایک سراغ ملا تھا — وہ بھی اس احمق کی وجہ سے ضائع ہو گیا" — کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ کتا کم سے کم ہمیں اس اڈے پر تو لے جاسکتا ہے جہاں مجرم رہتا ہے ۔۔۔ اگر ہمیں مجرم کا اڈہ مل جائے تو شاید ہم باقی مجرموں کو پکڑ سکیں" ۔۔۔ میجر پیرس نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ یہ کتا اڈے کی نشاندہی کر سکتا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں جناب! ۔۔۔ کتا ایسا کر سکتا ہے" ۔۔۔ کتے کے رکھوالے نے آگے بڑھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم اس طرح کھڑے کیوں تک رہے ہو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ ہمیں اس اڈے تک لے جاؤ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

کتے کا رکھوالا تیزی سے پلٹا اور میجر پیرس نے سڑک کے کنارے پر رکھی ہوئی الوناڈ کی لاش کے پیر سے جوتا اتار لیا۔ اس نے ایک مخصوص آواز نکالتے ہوئے جوتے کا تلا کتے کو سنگھایا۔ اور جب کتے نے سر ہلا دیا تو اس نے کتے کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

"جلدی کرو ۔۔۔ کاریں یہیں لے آؤ ۔۔۔ ہم کتے کے ساتھ جا رہے ہیں" کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور چھ آدمی تیزی سے کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔

"یہ جوتے کے ذریعے کیسے اڈے کو تلاش کریگا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے رکھوالے سے مخاطب ہو کر پوچھا جس نے اب کتے کی زنجیر کھینچ کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔

"جناب! ۔۔۔ جوتے کے تلے میں مخصوص مٹی کی خوشبو ہوتی ہے۔ مجرم عام طور پر کار میں سوار رہتا ہے ۔۔۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جوتے کے تلے میں

صرف اس جگہ کی مٹی لگی ہوئی ہو گی جہاں مجرم رہتا ہے اور کتا اس مٹی کو تلاش کرے گا" ۔۔۔ رکھوالے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا اب اس کے دل میں امید کی کرن جاگ اٹھی تھی کہ وہ مجرموں کے اڈے کو تلاش کر لیں گے۔

تھوڑی دیر بعد کاریں وہاں پہنچ گئیں اور پھر وہ کتے کا تعاقب کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا جا رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اچانک کتا ایک مضافاتی سڑک پر پہنچ گیا اور پھر اچانک کتے نے اپنا رخ پلٹا اور تیزی سے زنجیر کو کھینچتا ہوا ایک سرخ رنگ کی کوٹھی کے پھاٹک کی طرف جوشیلے انداز میں لپکنے لگا۔ وہ اپنے حلق سے عجیب سی آوازیں نکال رہا تھا۔

کتے کے رکھوالے نے کتے کے حلق سے برآمد ہونے والی مخصوص آوازیں سنتے ہی اپنا ہاتھ فضا میں اٹھا کر زور زور سے لہرایا اور اس سے تھوڑی دور پیچھے آنے والی کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئیں۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"جناب ۔۔۔ یہ سرخ رنگ کی کوٹھی مجرموں کا اڈہ ہے" ۔۔۔ رکھوالے نے جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے پھرتی سے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب! ـــــ یہی کوٹھی ہے"ـــــ رکھوالے نے پورے اعتماد سے جواب دیا۔

اور پھر کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور تمام کاروں میں سے مسلح افراد ابل پڑے۔

"کوٹھی کے چاروں طرف پھیل جاؤ ـــــ اور فوراً ایکشن لو"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور مسلح افراد تیزی سے کوٹھی کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ البتہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہیرنچ وہیں کھڑے رہے۔

میجر پیرس اور اس کے ساتھی کوٹھی کے پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئے اور پھر چند لمحوں بعد کوٹھی کی اندرونی فضا گولیوں اور بموں کے دھماکوں سے گونج اٹھی۔ فائرنگ دونوں اطراف سے ہو رہی تھی۔

"کتے نے بالکل صحیح ٹریس کیا ہے ـــــ یہی مجرموں کا اڈہ ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ـــــ مگر مسئلہ یہ ہے کہ مجرم بھی کوٹھی کے اندر ہوں"ـــــ کرنل ہیرنچ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے"ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فائرنگ کی آوازیں رک گئیں اور فضا میں سناٹا سا چھا گیا۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر ارد گرد کے لوگ وہاں اکٹھے ہونے لگے مگر جیسے ہی انہوں نے کاروں پر جی۔ پی۔ فائیو کے مخصوص نشان دیکھے۔ وہ تیزی سے واپس چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور میجر پیرس کی شکل نظر آئی۔

"آئیے جناب"ـــــ میجر پیرس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ـــــ مجرم مل گئے"ـــــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہیرنچ نے بیک وقت قدم آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"غیر ملکی مجرم تو یہاں موجود نہیں ہیں ـــــ البتہ مقامی لوگ موجود ہیں ـــــ اور اسلحہ کا بے پناہ ذخیرہ بھی تہہ خانوں میں ہے ـــــ سوائے ایک کے باقی تمام مجرم مارے گئے ہیں"ـــــ میجر پیرس نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ چلو وہی بتائے گا کہ باقی مجرم کہاں ہیں"ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی میں ہر طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ ان کے ساتھ آنے والوں میں سے بھی کئی زخمی ہو چکے تھے۔

وہ کوٹھی کے اندرونی کمرے میں گئے تو انہوں نے ایک نوجوان کو سپاہیوں کی گرفت میں دیکھا۔ یہ مقامی نوجوان تھا اور اس کے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"یہی زندہ پکڑا گیا ہے جناب"ـــــ میجر پیرس نے نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے باقی مجرموں کا پتہ پوچھو ـــــ اگر یہ نہ بتائے تو اس کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دو"ـــــ کرنل ہیرنچ نے چیخ کر کہا اور میجر پیرس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"اسے زمین پر لٹا دو"ـــــ میجر پیرس نے ان سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا جنہوں نے اس نوجوان کو پکڑا ہوا تھا۔

یہ وہی اڈہ تھا جہاں عمران اور اس کے ساتھی رہتے تھے اور یہ نوجوان اس اڈے کا انچارج تھا۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی خوش قسمتی

تھی کہ وہ الوناند کی موت کی خبر سنکر وہاں رکے نہیں تھے بلکہ مشن پر نکل کھڑے ہوئے تھے ورنہ ظاہر ہے کہ ان کا بھی یہاں سے نکلنا مشکل ہو جاتا۔

سپاہیوں نے نوجوان کو اٹھا کر زمین پر اس طرح پٹخا جیسے قصائی بکری کو ذبح کرنے سے پہلے زمین پر پٹختے ہیں۔ اور میجر ہیرس خنجر سنبھالے تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے نوجوان کی داہنی آنکھ خنجر کی نوک سے باہر اچھال دی۔ اور کمرہ نوجوان کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔

"بتاؤ غیر ملکی مجرم کہاں ہیں ——— ورنہ دوسری آنکھ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے" ——— میجر ہیرس نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب ——— بتاتا ہوں ——— خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو ——— پپ ——— پاں" نوجوان نے کراہتے ہوئے کہا۔

"جلدی بتاؤ ——— پاں واں کی بات نہ کرو ——— جلدی بتاؤ" ——— میجر ہیرس نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں ——— انہوں نے پریذیڈنٹ ہاؤس اور ایجی لیبارٹری پر حملہ کرنا ہے" ——— انچارج نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— ان کی تعداد کتنی ہے" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"وہ پانچ ہیں ——— ان میں ایک لڑکی بھی ہے ——— انچارج نے جواب دیا۔

"حملے کی تفصیل کیا ہے" ——— ؟ کرنل ہیمرچ نے پوچھا۔

"یہ مجھے نہیں معلوم ——— پہلے تو یہ پروگرام تھا کہ مجرم ایجی لیبارٹری پر حملہ کریں ——— اور الوناند پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرے ——— مگر الوناند کی اچانک موت کی وجہ سے یہ پلان ختم کر دیا گیا ——— اور اب ان کے سربراہ پرنس نے نیا پروگرام بنایا ہے جس کا مجھے علم نہیں ہے" ——— انچارج نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— او بڑا خطرناک پروگرام ہے ——— ہمیں فوراً ایکشن لینا چاہیے ——— اور کیا جانتے ہو ——— الوناند کے باقی ساتھی کون ہیں اور کہاں ہیں" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ——— میں تو یہاں اڈے پر رہتا ہوں" ——— انچارج نے جواب دیا۔

"ختم کر دو اسے ——— مزید وقت ضائع مت کرو ——— ہمیں فوراً ہی ایجی لیبارٹری اور پریذیڈنٹ ہاؤس کا دفاع کرنا چاہیے" ——— کرنل ہیمرچ نے بے چین لہجے میں کہا اور اس کا اشارہ ملتے ہی میجر ہیرس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے انچارج کے دل میں بھونک دیا اور انچارج نے چند ہی لمحوں میں دم توڑ دیا۔

"کرنل ڈیوڈ ——— تم اپنے آدمی لیکر پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف جاؤ۔ اور میں اپنے ممبروں سمیت ایجی لیبارٹری کا رخ کرتا ہوں" ——— کرنل ہیمرچ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلایا اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف بھاگ پڑا۔

عمران پروشکم ہوٹل کے سامنے جا کر ٹیکسی سے اتر گیا۔ اور پھر اس کی آنکھ وہیں کھڑا رہا جب تک کہ ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی پھر اس نے سڑک پار کی اور پھر اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے ایک فلیٹ میں کیپٹن شکیل پائلٹ کے روپ میں موجود تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ فلیٹ نمبر ۲۱۱ پر دستک دے رہا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور عمران اندر گھستا چلا گیا۔

"عمران صاحب! — البرٹا فیر کیسے مارا گیا" — کیپٹن شکیل نے دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"بس موت آگئی تھی اس کی" — عمران نے سادہ لہجے میں کہا اور پھر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"اب پروگرام سن لو! — میں سرکاری کار — میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا — تم ڈرائیور کو ٹرنک میں ڈر کا بہانہ بنا کر مجبور کر دینا کہ وہ گاڑی

لیبارٹری کے قریب لے جائے — پھر میں بیلی کاپٹر میں چھپ جاؤں گا اور تم بیلی کاپٹر لے اڑنا — نقشے میں لیبارٹری کی جگہ تو تم نے دیکھ ہی لی ہے — وہاں تم خدا کی پیٹیاں پھینک کر بیلی کاپٹر کو وہیں چکر دینا۔ اور بعد میں ایسا بہانہ کہ بیلی کاپٹر میں کوئی نقص پڑ گیا ہے۔ بیلی کاپٹر وہیں اتار دینا — اس کے بعد ہم لیبارٹری میں گھس جائیں گے۔ اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں سمجھ گیا ہوں — مگر لیبارٹری میں ہم کیسے گھسیں گے" — کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ وہاں پہنچ کر دیکھیں گے — میں اب فلیٹ سے باہر چھپ جاتا ہوں تاکہ جیسے ہی ڈرائیور تمہیں بلانے کے لئے اوپر آئے میں کار کی پچھلی نشست میں دبک جاؤں" — عمران نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو اٹھائے فلیٹ سے باہر آگیا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ فلیٹ کے دروازے کے پاس ایک ستون دار کونے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ کونہ بالکل الگ تھلگ تھا اس لئے عمران کو دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ تھا۔

اور پھر اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک زرد کار عمارت کے پورچ میں آکر رکی اور دروازہ کھول کر ایک نوجوان نیچے اترا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔

عمران سمجھ گیا کہ یہی کار کیپٹن شکیل کو لے جائے گی۔ چنانچہ وہ اپنا بیگ سنبھالے آڑ سے نکلا اور بڑے مطمئن قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور بیگ اندر رکھ کر وہ دونوں نشستوں

کی درمیانی جگہ میں سمٹ کر لیٹ گیا۔ دروازہ اس نے بند کر لیا۔ گو سڑک پر لوگ آجا رہے تھے مگر عمران سمجھتا تھا کہ کوئی شخص ڈرائیور کی وجہ سے زیادہ متوجہ نہ ہو گا۔

ابھی اُسے وہاں لیٹے چند ہی منٹ ہوتے ہوں گے کہ قدموں کی آوازیں اُبھریں اور پھر پچھلی نشست کا دروازہ کھلا اور کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے دونوں پیر عمران کی پشت پر رکھ دیئے اور کار ایک جھٹکے سے مڑی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔

"آپ کی ٹانگ کو کیا ہوا جناب؟" ---- ڈرائیور نے مؤدبانہ مگر تشویش زدہ لہجے میں کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"بس اچانک درد اٹھا ہے ---- واپسی پر ڈاکٹر کو دکھاؤں گا" ---- کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

"میں نہیں چاہتا کہ کسی کو ابھی میری ٹانگ کے درد کا پتہ چلے۔ اس لئے تم کار ہیلی کاپٹر کے قریب لے جا کر کھڑی کرنا" ---- کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ---- آپ بے فکر رہیں" ---- ڈرائیور نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل مطمئن ہو گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کے مسلسل سفر کے بعد کار ایک جگہ رکی اور ڈرائیور نے کسی کو کوڈ بتایا اور پھر کار آگے بڑھ گئی۔ اور پھر تقریباً دو منٹ بعد کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"سنو ---- تم ذرا اتر کر ہیلی کاپٹر کی دوسری طرف کے ہیلی پیڈ کے جوڑ چیک کر لو ---- اگر میں خود گیا تو پتہ چل جائے گا کہ میری ٹانگ میں درد ہے" ---- کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"بہتر جناب! ---- مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی ---- میری ترقی کی رپورٹ بھی تو آپ ہی نے دینی ہے" ---- ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ---- میں دوستوں کا دوست ہوں" ---- کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر ڈرائیور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے جان بوجھ کر کار کا دروازہ کھلا رکھا۔

"عمران صاحب! ---- نکل آئیں" ---- ایک لمحے بعد کیپٹن شکیل کی دبی آواز سنائی دی اور عمران پھرتی سے باہر آ گیا۔ پلک جھپکنے میں وہ بیگ اٹھائے ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے اندر گھستا چلا گیا۔

کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ بند کر دیا۔ اسی لمحے ڈرائیور واپس آ گیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ---- میں نے اچھی طرح چیک کر لئے ہیں۔ جوڑ ٹھیک ہیں" ---- ڈرائیور نے کہا۔

"شکریہ دوست" ---- کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر خود بھی پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ہیلی کاپٹر کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

"عمران صاحب! ---- فوڈ ڈیپارٹمنٹ کہاں ہے ---- مجھے تو نہیں معلوم" ---- کیپٹن شکیل نے اچانک کہا۔

"تمہیں ابوناف نے تفصیل نہیں بتائی تھی؟" ---- عمران نے چونک کر

پوچھا۔

"نہیں! — اور مجھے بھی پوچھنے کا خیال نہیں رہا" — کیپٹن شکیل نے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! — یہ بہت بڑی غلطی تھی — سارا منصوبہ ہی چوپٹ ہو کر رہ جاتا — شمال مشرق بائیس ڈگری پر تین سو چار فیڈم پر تم نے اترنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر منصوبہ تبدیل جاتا — اور آپ ساتھ نہ ہوتے تو واقعی کباڑہ ہو گیا تھا" — کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے مطلوبہ ٹارگٹ کی طرف ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا اور عمران ہیلی کاپٹر کی پچھلی سمت میں دبک گیا۔

"کوشش کرنا کہ کوئی ہیلی کاپٹر میں داخل نہ ہو" — عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں" — کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔

یہ ایک وسیع و عریض لان تھا جس کے درمیان بنے ہوئے سبزہ زار پر اس نے کاپٹر اتارا تھا۔

جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے اترا، ایک آدمی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے قریب آیا۔

"مال تیار ہے جناب! — میں ہک لگا دیتا ہوں" — اس آدمی نے قریب آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے" — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

نما کی پیٹیاں ایک بہت بڑے اور مضبوط جال میں بندھی ہوئی تھیں۔ جس کا ہک ہیلی کاپٹر کے نیچے لگا دیا جاتا تھا۔ جسے ہیلی کاپٹر کے اندر سے بٹن دبا کر کھولا جا سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی اس آدمی نے اوکے کا اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ اونچا اٹھتا چلا گیا۔

کافی بلندی پر پہنچ کر کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کا رخ لیبارٹری کی طرف کر دیا۔ اور عمران بھی پچھلی نشست سے نکل کر ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ ایٹمی بجلی گھر کا تحفہ کر دیا جائے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو کھولنے لگا۔ بیگ میں سے اس نے وائرلیس آپریشن مشین نکالی اور پھر اس کا ایک بٹن آن کر کے اس نے پوری قوت سے مشین کے اوپر لگے ہوئے ہینڈل کو نیچے دبا دیا۔ بٹن دبنے سے ایک بلب جل اٹھا تھا جو ہینڈل کے دبتے ہی بجھ گیا۔ عمران نے گھڑی پر وقت دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر ٹھیک ایک منٹ بعد اس نے ایک اور بٹن دبا دیا اور اب ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"لو بھئی ایٹمی بجلی گھر صاحب! — تم تو چھٹی کرو" — عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے ہینڈل کو ایک بار پھر دبا دیا اور سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا۔ اور عمران نے مشین ایک طرف رکھ دی۔

دوسرے لمحے عمران کو ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے جنوب کی طرف آگ کی دیوار آسمان تک بلند ہوتی دکھائی دی۔ اور پھر خوفناک دھماکوں کی مدھم آوازیں

ان کے کانوں تک پہنچنے لگیں۔

"ہم ٹارگٹ پر آپہنچے ہیں ـــــ نیچے سے کاشن دیا جا رہا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ بلندی کم کرو اور ٹھیک جگہ پر پیٹیاں پھینک دو" ـــــ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ اور عمران کھڑکی سے نیچے جھانکنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے کہا۔

"بک کھول دو"

کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر ایک ہینڈل کھینچ لیا۔ ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور جال میں بندھی ہوئی پیٹیاں تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگیں۔ جال کے ساتھ ہی ایک چھتری بندھی ہوئی تھی جو جھٹکا لگتے ہی کھل گئی تھی اور اس چھتری کی وجہ سے پیٹیاں اب آہستہ آہستہ نیچے گرتی جا رہی تھیں۔

"ہیلی کاپٹر کو فضا میں چکر دینا شروع کر دو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کو ایک دائرے کی صورت میں چلانا شروع کر دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد اچانک ایک آواز مائیک سے ابھری۔

"ہیلو پائلٹ! ـــــ لیبارٹری کنٹرول سپیکنگ اوور"۔

"تم اب میکنیکل خرابی کا عذر کرنا" ـــــ عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"یس ـــــ پائلٹ سپیکنگ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بات ہے ـــــ؟ تم واپس کیوں نہیں گئے اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے پوچھنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"جناب! ـــــ ہیلی کاپٹر کا ٹرننگ راڈ خراب ہو گیا ہے ـــــ میں اسے

ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ کیا خرابی زیادہ ہے۔ اوور" ـــــ؟ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

"جی ہاں! ـــــ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ـــــ اسے پوری طرح ٹھیک کرنے کے لئے دو آدمیوں کی ضرورت پڑے گی۔ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تو پھر جلدی کرو ـــــ ہیلی کاپٹر زمین کے درمیان اتار لو ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ جائے ـــــ یہاں میں آدمی بھیج دوں گا۔ وہ تمہارے ساتھ مل کر خرابی دور کر دے گا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں ہیلی کاپٹر اتار رہا ہوں۔ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ اتار لو ـــــ ہم اپنی ریڈ کا دائرہ وقتی طور پر ختم کر رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔

عمران نے اپنا بیگ ہیلی کاپٹر کی پچھلی سمت ایک کونے میں رکھا اور خود ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے ہٹ کر ذرا پیچھے ہٹ کے چوکنے انداز میں کھڑا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ نیچے ہوتا چلا جا رہا تھا۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کی چار دیواری خاصی بلند تھی اور اس کی حفاظت کے لئے جدید ترین الیکٹرونک حفاظتی نظام کا سہارا لیا گیا تھا۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کے صدر دروازے پر مسلح نوجوانوں کی ایک پوری گارد موجود تھی۔ وہ سب لوگ بیحد چوکنے معلوم ہو رہے تھے۔

ایک سیاہ رنگ کی لیموزین کار صدر دروازے پر آ کر رکی اور ایک مسلح گارڈ تیزی سے ڈرائیور کی طرف بڑھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا اور پچھلی نشست پر جوزف اکڑا بیٹھا تھا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ سے ہماری ملاقات طے ہے ـــ ہمارا تعلق نیویارک کے اخبار ہیرالڈ سے ہے" ـــ صفدر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ ٹھیک ہے ـــ یہ لیجئے ریڈ پاس ـــ جناب صدر آپ کے انتظار میں ہیں" ـــ گارڈ نے کہا اور ایک سرخ رنگ کا کارڈ صفدر کی طرف

بڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی گیٹ کھول دیا گیا۔ اور پھر صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔

اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ جب وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے آس پاس حفاظتی نظام کا جائزہ لیتے پھر رہے تھے کہ یہی کار ان کے قریب آ کر رکی تھی اور ڈرائیور نے ان سے صدر دروازے کا راستہ پوچھا تھا۔ اور پھر صفدر نے بڑی ہوشیاری سے معلوم کر لیا کہ وہ نیویارک کے مشہور اخبار ہیرالڈ کے خصوصی نمائندہ ہیں اور صدر کا انٹرویو اور اس کی فلم بنانے آئے ہیں اور ان کا وقت طے ہے جس جگہ وہ موجود تھے وہ چونکہ پریذیڈنٹ ہاؤس کی عقبی سمت تھی اس لئے صفدر نے بڑی پھرتی سے ڈرائیور کو نیچے گھسیٹ لیا اور جوزف اور جولیا بھی حرکت میں آ گئے۔ اور نتیجہ ظاہر تھا کہ چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک قد آدم باڑ کے پیچھے بیہوش پڑے ہوئے تھے اور ان کی جگہ ان تینوں نے لے لی تھی۔ صفدر چونکہ ان کی تلاشی لینا نہ بھولا تھا اس لئے ہیرالڈ کا کارڈ اور ملاقات کا کارڈ انہیں مل گیا۔ اور اسی کارڈ کی وجہ سے وہ اس خصوصی الیکٹرونک نظام سے ٹکرائے بغیر اندر داخل ہو چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے کار پورچ میں روکی اور پھر بیگ اٹھائے نیچے اتر آئے۔ ایک باوردی ملازم نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں ایک نزدیکی کمرے میں لے گیا۔ جہاں ان کے بیگ چیک کئے گئے۔ مگر ظاہر ہے وہ بیگ اب سادہ قسم کے بیگ تو نہ تھے کہ ان میں خصوصی طور پر چھپایا ہوا خوفناک اور جدید قسم کا اسلحہ ظاہر ہو جاتا۔ چند لمحوں بعد انہیں اوکے کا کارڈ دے دیا گیا۔

وہ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد ایک راہداری میں پہنچے جہاں ان

کی ایک بار پھر تلاشی لی گئی اور تلاشی سے مطمئن ہونے کے بعد انہیں ایک دروازے پر پہنچا دیا گیا۔ دروازے کے باہر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ انہوں نے تمام کارڈ چیک کئے اور پھر ایک انٹرکام نما آلے کا بٹن دبا کر اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیرالڈ اخبار کے تین نمائندے دروازے پر موجود ہیں ـــــ تمام کارڈ او۔کے ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب" ـــــ گارڈ نے کہا اور انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

"آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ آپ کی ملاقات صرف پندرہ منٹ جاری رہے گی" ـــــ گارڈ نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ ہمیں معلوم ہے" ـــــ صفدر نے روکھے لہجے میں جواب دیا اور گارڈ نے سر ہلاتے ہوئے ایک بٹن دبایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔

صفدر سب سے پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ جولیا اور جوزف نے اس کی پیروی کی۔ ان کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

انہوں نے اپنے آپ کو ایک خاصے بڑے کمرے میں موجود پایا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی مخصوص ساخت کی کرسی موجود تھی جس کے سامنے ایک چھوٹی سی نرسنگ ٹیبل موجود تھی اور تین کرسیاں میز سے کچھ فاصلے پر موجود تھیں۔ کمرے کے اندر ایک باوردی ملازم موجود تھا۔

"آپ تشریف رکھیں ـــــ صاحب صدر ابھی آنے والے ہیں" ـــــ باوردی ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

چند لمحے بعد کمرے کے شمالی کونے کا ایک دروازہ کھلا اور طویل القامت صدر مملکت اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

وہ تینوں احتراماً کھڑے ہو گئے۔ صدر نے انہیں خوش آمدید کہا اور پھر خود مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"جناب صدر! ـــــ سب سے پہلے ہم آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا ہے" ـــــ صفدر نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! ـــــ مجھے آپ جیسے مؤقر اخبار سے تعاون کر کے خوشی ہوتی ہے"۔ صاحب صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ایک باوردی بیرے نے مشروب کے تین گلاس لا کر ان کے سامنے میز پر رکھ دیئے اور خود تیزی سے پیچھے مڑ گیا۔

"جناب صدر! ـــــ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسرائیل کے تل ابیب کا پل اور ڈیم کو جن مجرموں نے اڑایا تھا وہ کسی غیر ملک سے تعلق رکھتے تھے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ! ـــــ مجھے اس سلسلے میں کوئی واضح رپورٹ نہیں ملی ـــــ جی۔ پی زیر تفتیش کر رہی ہے" ـــــ صاحب صدر نے اپنے چہرے پر اچانک ابھر آنے والے تاثرات کو بڑی خوبی سے چھپاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسی لمحے اچانک کمرے میں چلنے والے بلب ایک جھماکے سے بجھے مگر دوسرے لمحے وہ دوبارہ جل اٹھے۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا۔ اچانک ایک مترنم سی آواز کمرے میں گونج اٹھی اور صدر مملکت نے چونک کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے میز کا کونہ خود بخود کھل گیا اور ایک تختہ سا باہر آ گیا جس پر سرخ رنگ کا ایک ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔ صدر مملکت نے رسیور اٹھا لیا۔

"جناب! ـــــ ابھی ابھی گھنٹہ تیار ہو گیا ہے ـــــ آٹومیٹک جنریٹر سسٹم

وقت کام کر رہا ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ———؟" صدر مملکت بُری طرح اچھل پڑے۔

"سر ——— میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ——— ٹھہریئے سر! ——— ایک ضروری کال آ رہی ہے ——— ایک منٹ سر" ——— دوسری طرف سے بولنے والا ایک لمحے کے لئے رک گیا۔

صفدر نے معنی خیز نظروں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"سر ——— جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ یہاں پہنچ چکے ہیں ——— وہ آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ——— ملا دو" ——— صدر نے پریشان لہجے میں کہا۔

"سر ——— میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ——— غیر ملکی مجرم پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں ——— آپ فوری طور پر تمام ملاقاتیں منسوخ کر دیں" ——— کرنل ڈیوڈ کی آواز ابھری۔

"اوہ مگر ———" صدر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"سر! ——— مجرم بے حد خطرناک ہیں ——— ہو سکتا ہے وہ آپ کو نقصان پہنچا دیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ———" صدر مملکت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے افسوس ہے ———" صدر نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے۔ کیونکہ صفدر کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا جوزف اور جولیا بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں دستی بم موجود تھے جن کی پنوں پر ان کی انگلیاں تھیں۔

"مجھے بھی افسوس ہے ——— مگر ذرا سی غلط حرکت ———" صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

مگر اسی لمحے صدر مملکت نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن انگلی سے دبا دیا اور صفدر کے فقرہ پورا ہونے سے پہلے ایک دھماکہ سا ہوا اور صدر مملکت کرسی سمیت پلک جھپکنے میں غائب ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور تین مسلح افراد مشین گنیں سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ ان پر فائر کرتے، جوزف نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا بم ان کی طرف اچھال دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور ان تینوں کے پرخچے اڑ گئے۔

اسی لمحے کرسی دوبارہ نمودار ہو گئی۔

صفدر تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور پھر تیزی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرے پاس آؤ ——— جلدی کرو" ——— صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور وہ دونوں چھلانگ لگا کر کرسی کے پاس پہنچ گئے۔ صفدر نے پھرتی سے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے چار فٹ کا ایک قطعہ جس پر وہ کرسی فٹ تھی گولی کی رفتار سے زمین میں اترتا چلا گیا۔ زیادہ سے زیادہ ایک منٹ میں وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اور صفدر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ ان دونوں نے بھی وہ جگہ چھوڑ دی اور کرسی واپس اوپر جانے لگی۔

صفدر نے اس دروازے کی طرف چھلانگ لگائی جس پر پڑا ہوا پردہ ابھی تک ہل رہا تھا۔ جوزف اور جولیا اس کے پیچھے تھے۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آ گئے جس کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دروازے کے پاس پہنچے، دروازہ

بند تھا۔

صفدر نے دوڑتے ہوئے پوری قوت سے دروازے پر کندھے کی ٹکر ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک چیخ بلند ہوئی۔ کوئی شخص اچھل کر فرش پر گرا تھا اور صفدر نے دیکھ لیا تھا کہ وہ خود صدر ٹنکٹ تھے۔

صفدر نے چھلانگ لگائی اور فرش سے اٹھتے ہوئے صدر ٹنکٹ کو چھاپ لیا۔

"کک — کون ہو تم — ؟" صدر ٹنکٹ کے چہرے پر شدید پریشانی نمایاں تھی۔

"مسٹر صدر — اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے — ورنہ میرے بازو کا ایک ہی جھٹکا تمہاری گردن توڑ دے گا" — صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صدر کو ایک جھٹکے سے کھڑا کیا اور اس کے دونوں بازو پشت پر موڑ کر ایک ہتھکڑی ہاتھوں میں ڈال دی۔

اسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ جوزف اور جوانا جو دروازے کے اندر موجود تھے چونک پڑے۔ اور پھر جوانا نے ہاتھ میں پکڑا ہوا دستی بم تیزی سے باہر راہداری میں اچھال دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور راہداری انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

صفدر نے صدر کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا کر جیب سے ریوالور نکالا اور اس کی نال کو صدر کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

"انٹرکام کے ذریعے اپنے آدمیوں کو صورت حال بتاؤ — اور انہیں بتاؤ کہ وہ کوئی حرکت نہ کریں" — صفدر نے تیزی سے بڑھتے ہوئے انٹرکام کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — پریذیڈنٹ سپیکنگ — مجرموں نے مجھ پر قابو پا لیا ہے۔ خبردار کوئی حرکت نہ کرو — ورنہ وہ مجھے ہلاک کر دیں گے" — صدر نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، صفدر نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

"اب باہر نکلو — اور دیکھو! — ہم نے تو بہرحال مرنا ہی ہے۔ مگر ہم مرنے سے پہلے تمہیں ٹھکانے لگا دیں گے — اس لئے بہتر یہی ہے کہ جیسے ہم کہتے جائیں — ویسے کرتے جاؤ — میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم نے مکمل تعاون کیا تو تمہاری جان کو کوئی خطرہ نہ ہوگا" — صفدر نے سرد لہجے میں صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صدر صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

دوسرے لمحے صفدر نے اسے دروازے سے باہر دھکیل دیا اور وہ تینوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

کرنل ہیرخ اپنے ساتھیوں سمیت کوٹھی سے نکلا تو اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ آنکھوں سے وحشت اور الجھن جھلک رہی تھی۔

جس کار میں کرنل ہیرخ موجود تھا اسے میجر ہیرس ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار کا رخ ایٹمی لیبارٹری کی طرف تھا اور میجر ہیرس لحظہ بہ لحظہ رفتار تیز کرتا چلا جا رہا تھا۔

جب آدھا فاصلہ طے ہو گیا تو کرنل ہیرخ نے جیب سے ایک چھوٹا سا بکس نکالا اور اس پر لگی ہوئی ناب تیزی سے گھمانی شروع کر دی۔ جلد ہی بکس پر لگا ہوا ایک بلب جل اٹھا۔

"ہیلو — ہیلو — کرنل ہیرخ آف ریڈ آرمی سپیکنگ اوور" — کرنل ہیرخ نے چیخ کر کہا۔

"یس — اے آر۔ ایل زیرو ون اینڈ اوور" — دوسری طرف سے بولنے والے نے ایک ریسرچ لیبارٹری کا مخفف استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"سنو — اپنے سیکورٹی انچارج کرنل مارگ سے فوراً میری بات کراؤ۔ ایمرجنسی اوور" — کرنل ہیرخ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"او کے — ون منٹ ہولڈ آن۔ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ہیرخ نے دوسرے ہاتھ کی انگلی دانتوں کے درمیان رکھ کر چبانی شروع کر دی۔ یہ اس کے انتہائی اعصابی تناؤ کو ظاہر کرتی تھی۔

"یس — کرنل مارگ سپیکنگ اوور" — ایک لمحے بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"کرنل ہیرخ فرام ون اینڈ اوور لیبارٹری میں اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا ہوں — کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجرم ایٹمی لیبارٹری پر حملہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ اوور" — کرنل ہیرخ نے کہا۔

"اوہ — آپ ضرور آ جائیں — مگر یہاں مجرموں کی دال نہیں گل سکتی۔ ہم پوری طرح چوکنے ہیں۔ اوور" — دوسری طرف سے کرنل مارگ کی قدرے طنزیہ آواز سنائی دی۔

"مجرم بے حد چالاک — ہوشیار — اور انتہائی خطرناک ہیں — وہ بیک وقت پریذیڈنٹ ہاؤس اور ایٹمی لیبارٹری پر حملہ کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں اور اپنے اڈوں سے چل پڑے ہیں — اس لئے ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اوور" — کرنل ہیرخ نے کہا۔

"ٹھیک ہے — ہم پوری طرح ہوشیار ہیں — ویسے آپ آ جائیں اوور" — کرنل مارگ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور کرنل ہیرخ نے بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

میجر ہیرس کار کو اڑائے لئے جا رہا تھا اس وقت وہ ایک چھوٹی سی

ٹیلا نما پہاڑی کی چوٹی پر سے گزر رہے تھے کہ اچانک سیکنڈ لیفٹیننٹ پنچیا ہوا ایک لمبی چیخ پڑا۔

"آگ — بھیانک آگ۔"

اور پھر سب نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے میجر ہیرس نے بے اختیار بریک پر پورا دباؤ ڈال دیا اور کار ایک لمحے کے لئے لہرائی مگر دوسرے لمحے سڑک کے کنارے رُک گئی۔ پیچھے آنے والی دونوں کاریں بھی رُک گئیں اور وہ سب تیزی سے باہر آ گئے۔ اُن کی نظریں شمال مشرق کی طرف جمی ہوئی تھیں جہاں آگ کا سمندر بلند ہو رہا تھا۔

"اوہ — ابھی بجلی گھر تباہ کر دیا گیا ہے" — کرنل ہیرخ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک خوفناک دھماکوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور دھماکوں کی خوفناک لہریں ان کے جسموں سے ٹکرائیں۔

"لیٹ جاؤ — لیٹ جاؤ" — کرنل ہیرخ نے چیخ کر کہا اور وہ سب تیزی سے زمین پر لیٹتے چلے گئے۔

دھماکوں میں ہر لمحہ شدت پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ پہاڑی پر موجود ان کی کاریں کھلونوں کی طرح اُچھلتی ہوئی پہاڑی سے نیچے جا گریں اور یہی حشر ان کا ہوتا جو اس پہاڑی پر چڑھ چکی تھیں۔ وہ ان لہروں کی براہِ راست زد میں آ گئی تھیں۔ ہر طرف چیخ و پکار سی مچ گئی۔ اور پورے شہر پر یکلخت تاریکی کی یلغار ہو گئی۔

تقریباً دس منٹ تک مسلسل خوفناک دھماکے ہونے کے بعد ان کی شدت

میں کمی آتی چلی گئی۔ البتہ آگ کے شعلے پہلے سے بھی زیادہ بلند ہو چکے تھے۔

"پورا بجلی گھر اُڑ گیا — سینکڑوں آدمی مارے گئے ہوں گے —

کاش! میں ان مجرموں کا نرخرہ چبا سکوں" — کرنل ہیرخ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور وحشت سے بگڑ گیا تھا۔

"کہیں ہمیں آج تو نہیں دیا گیا — مجرم بجلی گھر پر حملہ کرنے گئے ہوں اور ہمیں دوسری راہ پر ڈال دیا گیا ہو" — میجر ہیرس نے کہا۔

"نہیں — مجرم خود اندر رہ کر اتنی خوفناک آگ نہیں لگا سکتے۔ یہ آگ وائرلیس بموں سے لگائی گئی ہے — یہ اسی مجرم کا کارنامہ ہے جس نے مارک ٹوکم کا روپ دھارا — اور پھر راجر کا میک اپ کر کے نکل بھاگا" — کرنل ہیرخ نے کہا۔

"اب کیا ہو گا کرنل — پورے شہر کو یہیں بجلی گھر بجلی سپلائی کرتا تھا" — ایک اور ممبر نے کہا۔

"اوہ — بڑی خوفناک واردات ہے — عظیم اسرائیل کو پہنچنے والا یہ سب سے زبردست دھچکا ہے — اب میں سمجھ گیا ہوں کہ مجرموں نے ایسا کیوں کیا — وہ لیبارٹری پر حملے کے وقت بجلی کا کنکشن ختم کر دینا چاہتے تھے تاکہ وہاں کا تمام سیکورٹی نظام فیل ہو جائے" — کرنل ہیرخ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اوہ — مگر لیبارٹری میں تو آٹومیٹک جنریٹر موجود ہے" — میجر ہیرس نے چونکتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت گھپ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے شہر میں ایک ٹیلا نما پہاڑی پر کھڑے تھے۔ سڑکوں پر صرف کاروں اور بسوں کی ہیڈ لائٹس روشن

تھیں یا پھر شمال مشرق کی طرف آگ کا ایک سمندر دھک رہا تھا جس نے اردگرد کے ماحول کو خوفناک انداز میں روشن کر رکھا تھا اور پھر شہر میں کہیں کہیں ٹمٹماتے ہوئے بلب روشن ہونے لگے۔

"اوہ! ـــــ انتظامیہ نے ایمرجنسی بجلی گھروں سے رابطہ قائم کر لیا ہے ـــ آؤ اب پولیس کاریں حاصل کرنا پڑیں گی ـــ ہمیں فوراً لیبارٹری پہنچنا ہے" ـــــ کرنل بھیرخ نے کہا اور وہ سب تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد نیچے سڑک پر کرنل بھیرخ نے پولیس کاروں کے انچارج کو اپنا مخصوص کارڈ دکھا کر تین کاریں حاصل کر لیں اور وہ سب تیزی سے ایٹمی لیبارٹری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈز رسی کے اندر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے پلیٹ فارم پر جمے سٹین گن بردار مسلح سپاہیوں نے ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔

کیپٹن شکیل نے بڑے اطمینان سے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کیا اور پھر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"وہ مکینک کہاں ہے جس نے میرے سامنے مل کر خرابی دور کرنی ہے"؟ کیپٹن شکیل نے ایک سپاہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر، تھوڑا انتظار کیجئے ـ ابھی آ رہا ہے" ـــــ ایک سپاہی نے مؤدبانہ مگر سخت لہجے میں جواب دیا۔

اور کیپٹن شکیل دروازے سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب عمران کا آئندہ اقدام کیا ہو گا ـــــ؟ کیونکہ یہاں تو لوگ ضرورت سے زیادہ ہی چوکنے ہیں۔ اور جب تک لیبارٹری کے اندر گھسا

جائے۔ لیبارٹری کی تباہی کا تصور ہی ناممکن ہے۔

ابھی انہیں ہیلی کاپٹر سے باہر آئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک نوجوان جس نے لیبارٹری کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی، ہاتھ میں بیگ اٹھائے تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"کیا خرابی ہے جناب" ۔۔۔ کلینگ نے قریب آ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹرانسمیٹر ڈاؤن گڑبڑ ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے قدرے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ" ۔۔۔ کلینگ نے کہا۔

اور اسی لمحے کیپٹن شکیل نے مڑ کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول دیا۔ کلینگ نے پہلے بیگ اندر رکھا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر کے اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کو ہلکی سی اوہ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اس کے پیچھے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا۔ اس نے کلینگ کو عمران کے ہاتھوں میں جھولتا دیکھا تو اس نے پھرتی سے مڑ کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کر دیا۔

"تم اس کا بیگ کھول کر مرمت شروع کرو ۔۔۔ میں اپنی مرمت کر لوں" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے بڑی پھرتی سے کلینگ کا بیگ کھولا اور پھر خواہ مخواہ کی کھٹ پٹ شروع کر دی۔

ادھر عمران کے ہاتھ بڑی پھرتی سے چل رہے تھے۔ اس نے کلینگ کی یونیفارم اتار کر اپنے لباس کے اوپر پہن لی اور سر پر وہ مخصوص ہیلمٹ پہن لیا جس کا لیبارٹری کے اندر پہننا ضروری تھا اور پھر

اس نے ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں پڑے ہوئے کلینگ کی گردن پر دونوں ہاتھ جما دیئے اور اس وقت تک وہ دباتا چلا گیا جب تک کہ کلینگ کی روح پرواز نہ کر گئی۔

پھر اس نے بڑی پھرتی سے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیبوں سے میک اپ کی شیشیاں نکالیں اور اس کے ہاتھ اپنے چہرے پر چلنے لگ گئے ہیلی کاپٹر کے ایک بڑے ڈائل کے شیشے کو وہ شکل دیکھنے کے لئے استعمال کر رہا تھا اور تقریباً پانچ منٹ بعد وہ کلینگ کی شکل و صورت اختیار کر چکا تھا۔ عمران نے ڈائل میں اپنی شکل دیکھ کر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے کلینگ کی لاش کو گھسیٹ کر ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں ڈال دیا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر کا ایک پرزہ کھولا اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب میں اس پرزے کی مرمت کے بہانے اندر جا رہا ہوں۔ تم یہیں ٹھہرنا ۔۔۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد واپس آ جاؤں ۔۔۔ ویسے اگر مجھے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر ہو جائے تو تم پرواز کر جانا۔ اس پرزے کے بغیر بھی ہیلی کاپٹر اڑ سکتا ہے"

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر آپ اکیلے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے دبے لہجے میں کہا۔

مگر عمران نے اسے جواب دینے کی بجائے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر نیچے آ گیا۔ اس نے بیگ گھسیٹا اور پھر لیبارٹری کی طرف چلنے لگا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ ٹھیک ہو گیا" ۔۔۔ ایک سپاہی نے آگے

بڑھ کر عمران کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! — یہ پرزہ کچھ زیادہ ہی خراب ہے — اس لئے اسے اندر مشین پر ٹھیک کرنا ہوگا" — عمران نے ملکیک کے لہجے میں جواب دیا۔ وہ پہلے ہی چکر کے اندر سے ملکیک اور کیپٹن شکیل کی باتیں سن چکا تھا اس لئے ملکیک کا لہجہ اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"اوہ! — میرے ساتھ آؤ — میں پہلے کرنل مارگ سے بات کرا دوں" سپاہی نے کہا اور پھر وہ عمران سے آگے آگے درختوں میں گھستا چلا گیا — اور عمران دل ہی دل میں ہنستا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔ کیونکہ اسے تو خود لیبارٹری کے اندر جانے کے لئے رہنمائی کی ضرورت تھی۔

کافی دور تک درختوں کے درمیان گزرنے کے بعد وہ سپاہی ایک جھاڑی کے قریب رک گیا۔ یہ جھاڑی نما سے درخت سے چپکی ہوئی تھی۔ سپاہی نے جھاڑی کے قریب جا کر اس کی ایک مخصوص ٹہنی کو پکڑ کر زور سے پہلے اپنی طرف کھینچا اور پھر اسے دو تین بار مخصوص سمتوں میں گھمایا۔ دوسرے لمحے سالم جھاڑی گھومنے والے تختے کی طرح ایک طرف کھسکتی چلی گئی۔

اب جہاں جھاڑی تھی وہاں نیچے سیڑھیاں اترتی تھیں اور ایک کافی وسیع قسم کی سرنگ تھی۔

سپاہی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ عمران بھی بڑے مطمئن انداز میں اس کے پیچھے تھا۔ اس بڑی سرنگ کا اختتام ایک چھوٹے سے کمرے میں ہوا جو کہ مشین کا بنا ہوا تھا۔ اور ہر طرف سے مکمل طور پر بند تھا۔ سپاہی نے سرنگ کی طرف سے آنے والے دروازے کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو کمرے میں مدھم سی روشنی ہو گئی۔

"ڈونالڈ جناب" — روشنی ہوتے ہی سپاہی نے قدرے جھک کر کہا۔

"کیا بات ہے ڈونالڈ ... ؟ کیا ٹیلی کا چکر درست ہو گیا" —؟ کمرے میں ایک کرخت سی آواز گونج اٹھی۔

"جناب! — ایک پرزہ ٹیلی کا چکر ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اسے وائنڈنگ آپریٹ مشین پر درست کرنا ہوگا ... وہ پرزہ میں ہمراہ لے آیا ہوں" — ڈونالڈ کی بجائے عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ہاتھ اوپر کر دیا جس میں اس نے پرزہ پکڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے — اندر آ جاؤ" — دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آواز سنائی دی اور سپاہی سر ہلا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی کمرے کا کھلا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گیا۔

تقریباً دو منٹ تک لفٹ نیچے اترتی رہی۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے رک گئی اور لفٹ رکتے ہی اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور عمران بیگ اٹھائے دروازے سے باہر نکل آیا۔ اب وہ دوبارہ ایک تنگ سی سرنگ میں موجود تھا جس کے درمیان میں عجیب و غریب ساخت کے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

عمران ان بلبوں کی ساخت دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ان میں سے نکلنے والی مخصوص لہریں انسانی خیالات کو پڑھ سکتی ہیں۔ اور دل ہی دل میں مسکرا دیا

کیونکہ اس سرنگ سے گزرنے والے آدمی کے خیالات چیک کئے جا رہے تھے اور یہ چیکنگ کا جدید ترین نظام تھا۔ ظاہر ہے اس طرح آدمی لاشعوری طور پر نمایاں ہو جاتا تھا۔ مگر عمران نے اپنے ذہن سے سب باتیں نکال کر پرزے کی مرمت کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی وہ بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتے جا رہا تھا۔

جیسے ہی عمران سرنگ کے آخری سرے پر پہنچا۔ دیوار خود بخود ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اور عمران نے اپنے آپ کو ایک بڑے ہال کمرہ میں موجود پایا۔

کمرے میں مختلف میزوں کے پیچھے مسلح باوردی سپاہی موجود تھے۔ کمرے کے شمالی کونے میں ایک اور کمرہ تھا جو اپنی ساخت سے ساؤنڈ پروف معلوم ہو رہا تھا۔ عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ کمرہ سیکورٹی چیف کرنل مارگ کا دفتر ہے اور یہیں سے اصل لیبارٹری کے اندر جانے کا راستہ ہو گا۔ اس لئے وہ مطمئن انداز میں اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

یہاں ایک بھاری سی میز کے پیچھے نیلی آنکھوں اور انتہائی کرخت چہرے کا مالک ایک ادھیڑ عمر مگر انتہائی مضبوط جسم کا آدمی موجود تھا۔

"کونسا پرزہ ہے کیپٹن"۔۔۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے جو سیکورٹی چیف کرنل مارگ تھا کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یہ جناب"۔۔۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرزہ بڑے مودبانہ

انداز میں اس کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

سیکورٹی چیف نے وہ چھوٹا سا پرزہ اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیا خرابی ہے اس میں؟"۔۔۔ چند لمحوں بعد کرنل مارگ نے قدرے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جناب!۔۔۔ اس کی پن کا ڈیفرنشل اپ سیٹ ہو گیا ہے ۔۔۔ اسے ایڈجسٹمنٹ آپریٹ مشین پر درست کرنا ہو گا"۔۔۔ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اور یہ مشین کونسے شعبے میں ہے"۔۔۔ کرنل مارگ نے پوچھا۔

"جناب!۔۔۔ یہ مشین ٹی شعبے میں ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ ٹی شعبے میں تو پروفیسر ڈاکٹر وانیک کسی صورت میں اجازت نہیں دیگا"۔۔۔ کرنل مارگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے جناب!۔۔۔ صرف چند منٹ لگیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا دیکھو!۔۔۔ میں کوشش کرتا ہوں"۔۔۔ کرنل مارگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا دوسرے لمحے میز کی سائیڈ ایک طرف سے ہٹتی چلی گئی۔ وہاں ایک مخصوص ساخت کا انٹرکام موجود تھا۔ کرنل مارگ نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"پروفیسر!۔۔۔ میں کرنل مارگ بول رہا ہوں ۔۔۔ تذا سے آنے والا

ویلی کا پرزہ اچانک خراب ہو گیا ہے ۔۔۔۔ میں نے مشینی شعبے کے بہترین کارکن کاسٹن کو اس کی مرمت کے لئے بھیجا ہے ۔۔ وہ ایک پرزہ لے آیا ہے ۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ پرزہ شعبے میں رائیڈنگ آپریشن سے بنا کر اس پرزہ کی مرمت ہو سکتی ہے ۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو" ۔۔۔ کرنل مارگ کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"اوہ ! ۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اس شعبے میں کسی غیر کا داخلہ ناممکن ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے پروفیسر نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ! ۔۔۔ لیکن اگر ویلی کا پرزہ ٹھیک نہ ہوا تو خدائی سپلائی میں رکاوٹ مصیبت بن سکتی ہے ۔۔۔ یہ خصوصی ویلی کا پرزہ منگوایا گیا تھا ۔ ۔ دوسرا ویلی کا پرزہ آنے میں دو روز لگ سکتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے ۔۔۔ کاسٹن قابل اعتماد آدمی ہے ۔۔۔ اور اگر آپ مزید حفاظت چاہتے ہیں تو میں خود اس کے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہوں" ۔۔۔ کرنل مارگ نے جواب دیا۔

"اوہ ! ۔۔۔ تب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے پروفیسر نے کہا۔

اور پھر کرنل مارگ نے بٹن آف کر دیا اور پھر میز کے کنارے کا بٹن دبا کر ٹاپ برابر کر دی۔

"آؤ کاسٹن ۔۔۔ کام بن گیا" ۔۔۔ مارگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی کرسی ایک طرف ہٹائی اور فرش پر زور زور سے تین بار مخصوص انداز میں پیر مارا اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فرش کا ایک

چوکور حصہ اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں کرنل مارگ نے اپنی مرکزی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ عمران دل ہی دل میں اس انتظام پر ہنس پڑا کیونکہ بظاہر انتظام بے حد مکمل تھا مگر عمران سوچ رہا تھا کہ اگر کرنل مارگ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ دشمن کو جس کے لئے اتنا پیچیدہ دفاعی نظام بنایا گیا ہے خود ہی ساتھ لے جا رہا ہے تو اس کا کیا حال ہو گا؟

اس چوکور ٹکڑے میں لوہے کی سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ پہلے کرنل مارگ نیچے اترا اور پھر اس کے پیچھے عمران بھی نیچے اتر گیا۔

اب وہ ایک بہت بڑے ہال میں تھے جہاں نازک اور انتہائی جدید مشینری موجود تھی اور سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ اتنی جدید اور مکمل لیبارٹری دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ واقعی اسرائیل نے کثیر سرمایہ خرچ کر کے اس قدر جدید لیبارٹری قائم کی تھی۔

اس ہال سے گزر کر وہ ایک اور راہداری میں پہنچے اور پھر راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جہاں باہر رکھے مائیک پر کرنل مارگ نے پروفیسر سے بات کی اور دروازہ کھل گیا۔ یہ پہلے سے بھی بڑا ہال تھا جس میں ایٹم بم اور میزائلوں پر جدید ترین ریسرچ کا کام ہو رہا تھا۔

عمران نے اندر داخل ہوتے ہی ایک کونے میں موجود وہ مخصوص مشین دیکھ لی جس کا نام اس نے لیا تھا۔ چنانچہ مارگ کو لیتے ہوئے وہ اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ مشین بند تھی اور اس مشین کا مقصد فوری طور پر کسی ٹانک پرزے کی مرمت تھی اور یہ آٹومیٹک تھی اس لئے اس پر کوئی آپریٹر کام نہ کر رہا تھا۔

"کونسی مشین ہے" ــــ ؟ مارگ نے پوچھا۔

"وہ سامنے کونے میں" ــــ ۔ عمران نے جواب دیا اور مارگ اس مشین کی طرف چل پڑا۔ عمران اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"چلو جلدی کرو ــــ ہمیں فوراً واپس جانا ہے" ــــ مارگ نے مشین کے قریب پہنچ کر کہا۔

"لائیے ــــ وہ پرزہ دیجئے" ــــ عمران نے مارگ کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا ... پرزہ ــــ وہ تو میں نے تمہیں واپس کر دیا تھا" ــــ مارگ نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں شبے کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں۔

"نہیں جناب ــــ وہ آپ کے پاس تھا ــــ آپ نے دیکھ کر مجھے ــــ شاید آپ کی جیب میں ہو" ــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اور مارگ نے تیزی سے اپنی جیبیں چیک کرنی شروع کر دیں۔ مگر وہاں پرزہ ہوتا تو ملتا۔ پرزہ تو عمران وہیں میز کے کنارے پر رکھ آیا تھا۔

"تم دیکھو ــــ شاید تمہاری جیب میں ہو" ــــ مارگ نے کہا اور عمران نے اپنی جیبیں الٹ کر دکھا دیں۔

"وہ سر میز پر رہ گیا ہے ــــ میں سمجھا کہ آپ اٹھا لائے ہیں آپ یہاں رکیں ــــ میں لے آتا ہوں" ــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ــــ تم یہیں ٹھہرو ــــ مگر یہاں ستون کے پاس ــــ میں خود لے آتا ہوں" ــــ مارگ نے تیز لہجے میں کہا۔ یہ جواب عمران کی توقع

کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ عمران سیکورٹی انچارج ٹائپ کے لوگوں کی نفسیات اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اگر عمران خود جانے کی بات نہ کرتا تو مارگ یقیناً اسے ہی بھیجتا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ جیسے آپ کی مرضی" ــــ عمران نے جواب دیا اور دو قدم اٹھا کر ستون کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اور مارگ تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی مارگ دروازے سے باہر غائب ہوا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف تھا۔ عمران نے پھرتی سے یونیفارم کے بٹن کھولے اور اندر جیکٹ تک ہاتھ لے گیا۔

چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی پتلا مگر مختصر سا وائرلیس بم موجود تھا۔ اس نے دو قدم مشین کی طرف اٹھائے اور پھر مشین کے نیچے جھکتے ہیں وہ بم ایک درز میں داخل کر دیا۔ انگلی کی ٹھوکر لگنے سے وہ بم اندر کھسک گیا۔ اب باہر سے وہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اور عمران چونکہ اس مشین کی ساخت جانتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اب بم محفوظ ہے۔ وہ واپس ستون کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے یونیفارم کے بٹن بند کر دیئے۔

تقریباً دس منٹ بعد مارگ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ پرزہ موجود تھا۔ اس نے تیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا مگر عمران بڑے مطمئن انداز میں ستون کے قریب کھڑا تھا۔

"یہ لو ــــ اور جلدی کرو ــــ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ــــ مارگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"صرف دو منٹ کا کام ہے جناب" ـــــــ عمران نے کہا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔

مارگ اس کے سر پر سوار تھا مگر عمران نے جو کام کرنا تھا۔ وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے بڑے مطمئن انداز میں مشین کو سٹارٹ کیا اور پھر اس پرزے کو بظاہر ٹھیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً دو منٹ بعد اس نے پرزے کو بغور دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ ٹھیک ہو گیا جناب" ـــــــ عمران نے مشین کا بٹن آف کرتے ہوئے مارگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اتنی جلدی" ـــــــ کرنل مارگ نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"یہ انتہائی جدید ترین مشین ہے جناب" ـــــــ عمران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ آؤ میرے ساتھ" ـــــــ مارگ نے کہا اور پھر وہ عمران کو اپنے ہمراہ لئے واپس اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔ اسی راستے سے واپس جاتے ہوئے جب عمران اور کرنل مارگ سیکورٹی چیف کے کمرے میں پہنچے تو وہاں میجر ہیرس اور کرنل ہیرج موجود تھے۔

"اوہ کرنل ـــــ تم آ گئے" ـــــــ مارگ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ! ـــــ میرے باقی ساتھی باہر ہال میں ہیں ـــــ مگر یہ ہیلی کاپٹر زیر زمین کیوں موجود ہے" ـــــــ کرنل ہیرج نے بغور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کرنل مارگ سے پوچھا۔

"ہیلی کاپٹر میں پرواز کے دوران خرابی پیدا ہو گئی تھی ـــــ چنانچہ میں نے یہاں پائلٹ کو ہیلی کاپٹر اتارنے کی اجازت دے دی اور پھر لیبارٹری کا قابل اعتماد مکینک کارسٹن کو اس کی امداد کے لئے بھیجا گیا۔ کارسٹن نے چیک کیا تو ایک پرزہ خراب تھا ـــــ وہ پرزہ یہاں شیشے کی مشین پر ٹھیک ہو سکتا تھا ـــــ چنانچہ میں اس کے ساتھ گیا اور یہ پرزہ ٹھیک ہو گیا ہے ـــــ اب یہ جا کر وہ پرزہ فٹ کر دیگا اور پائلٹ پرواز کر جائے گا" ـــــ کرنل مارگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جس قابل اعتماد کارکن کو تم نے بھیجا تھا وہی واپس آیا ہے" ـــــ کرنل ہیرج کے لہجے میں شک کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا یہ کارسٹن نہیں ہے" ـــــ کرنل مارگ نے چونک کر کہا۔

اور اسی لمحے میجر ہیرس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

عمران بڑے اطمینان سے کھڑا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ وہ اس کا میک اپ چیک نہ کر سکیں گے۔ اس لئے لامحالہ انہیں یقین کرنا پڑے گا کہ وہی کارسٹن ہے۔

"ہو سکتا ہے نہ ہو ـــــ اس کے میک اپ میں مجرم ہو" ـــــ کرنل ہیرج نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر ـــــ" کرنل مارگ نے کچھ کہنا چاہا۔

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ـــــ ہم اس کا میک اپ چیک کر لیتے ہیں

اگر یہ کارسٹن ہے تو ظاہر ہے اس کے چہرے پر کوئی میک آپ نہ ہوگا اور اگر یہ مجرم ہے تو ظاہر ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ کرنل ہیرخ نے ہاتھ اٹھا کر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔۔ آؤ باہر ہال میں چلیں تاکہ سب کو پتہ چل سکے کہ کیا کارروائی ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل مارگ نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ اُسے شاید اپنے سیکورٹی انتظامات میں کرنل ہیرخ کی مداخلت پسند نہ تھی مگر ایمرجنسی آرڈرز کی وجہ سے مجبور تھا۔

"جناب! ۔۔۔۔ آپ خواہ مخواہ شک کر رہے ہیں ۔۔۔۔ میں اصل کارسٹن ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے ۔۔۔۔ میں کوئی رسک نہیں لے سکتا ۔۔۔ پہلے بھی ہم ایکٹی بجلی گھر میں مار کھا چکے ہیں"۔۔۔۔۔ کرنل ہیرخ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

وہ جیسے ہی ہال میں آئے، کرنل ہیرخ کے ساتھیوں نے میجر ہیرتی کو عمران پر ریوالور تانے دیکھا تو ان سب نے بھی ریوالور نکال لئے اور اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"ایمونیا کی بوتل اور تولیہ لے آؤ"۔۔۔۔۔ کرنل مارگ نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں! ۔۔۔۔ ایمونیا کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ صرف سادہ پانی لے آؤ"۔۔۔۔۔ کرنل ہیرخ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

اور اسی لمحے عمران چونک پڑا۔ اب تک وہ صرف میک اپ کی وجہ سے مطمئن تھا۔ مگر اب کرنل ہیرخ کے ایمونیا کی بجائے سادہ پانی طلب

کرنے نے چونکا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے میک اپ کا راز فاش ہو گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اصل کارسٹن نہیں تھا۔ اس لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ فوری ایکشن میں آ جاتے۔ مگر دس لیسٹولوں اور سولہ آدمیوں کی موجودگی میں جیب کر باہر جانے کا راستہ بھی بند تھا۔ اُسے اپنی موت کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کا ذہن فوری طور پر یہاں سے بچ نکلنے کا پلان سوچنے لگا۔ مگر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ موت اور بے بسی کا اندھیرا۔ وہ بُری طرح پھنس چکا تھا۔



کرنل ڈلیوڈ کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ وہ جن مجرموں سے بچانے کے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس آیا تھا۔ وہ مجرم پہلے ہی صدر مملکت کے پاس پہنچ چکے ہیں اور فوری حفاظتی نظام جس سے بے کار ہو چکا ہے اور مجرم صدر مملکت کو یرغمال بنا چکے ہیں تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

مجرموں نے انتہائی ہوشیاری سے کام لیا تھا کہ صدر مملکت کو یرغمال بنا لیا تھا۔ اب ظاہر ہے وہ صدر مملکت کی زندگی داؤ پر نہ لگا سکتا تھا اگر ایسے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا۔ صدر مملکت کو بھی بچانا تھا اور مجرموں کو بھی زندہ یا مردہ

گرفتار کرنا تھا۔ مگر کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

اس وقت وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سیکورٹی آپریشن روم میں موجود تھے اور دیوار پر لگی ہوئی سکرین پر مجرم اور صدر مملکت صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ اس وقت نیچے تہہ خانوں میں تھے اور ان کا ارادہ اوپر آنے کا تھا۔

"کیا کریں ——— ؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ——— ہمیں ہر حالت میں کوئی صورت نکالنی پڑے گی" ——— کرنل ڈیوڈ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— ایک تجویز ہے ——— اگر مجرموں اور صدر مملکت کو ریسٹ ونگ سے اوپر لایا جائے ——— ریسٹ ونگ میں ایک جگہ ایک ایسا سسٹم ہے کہ وہاں مجرموں اور صدر کے درمیان بلٹ پروف دیوار کھڑی کی جا سکتی ہے ——— مگر اس کے لئے شرط ہے کہ ہم اس جگہ پر صدر مملکت یکدم ایک قدم تیزی سے آگے بڑھا دیں" ——— پاس کھڑے ہاؤس سیکورٹی چیف نے کہا۔

"اوہ! ——— اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں ضرور یہ اقدام کرنا چاہیئے ——— میں لاؤڈ سپیکر پر صدر مملکت سے سپیشل کوڈ میں بات کر دوں گا ——— یہ کوڈ صرف ریڈ آرمی ——— جی۔ پی۔ فائیو ——— اور صدر مملکت کے درمیان طے شدہ ہے ——— ظاہر ہے مجرم اس سے ناواقف ہوں گے ——— مگر پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ جگہ کہاں ہے تاکہ میں صدر مملکت کو بتا سکوں" ——— کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"صرف پارس پتھر کہہ دینا کافی ہے ——— صدر مملکت جانتے ہیں ان کے مشورے سے ہی یہ سیٹ اپ کیا گیا تھا" ——— سیکورٹی چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے مشین کا ایک بٹن آن کیا۔ اب اس کی آواز صدر مملکت تک پہنچ سکتی تھی۔

"جناب صدر! ——— میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ——— آپ مجرموں سے مکمل اور بھرپور تعاون کریں ——— ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ آپ کو نقصان پہنچا دیں ——— بہرحال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو مجرموں سے چھٹکارہ دلا دیں۔ لیکن سب کچھ انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پارس پتھر سے زیادہ قیمتی آپ کی زندگی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے" کرنل ڈیوڈ نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔

"اوہ! ——— یہ کیسا کوڈ ہے ——— سیدھی سادھی بات کی ہے آپ نے" ——— ہاؤس سیکورٹی چیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا کیا خیال تھا کہ میں نے کوئی لاطینی زبان بولنی تھی ——— اگر میں ایسا کرتا تو مجرم ہوشیار ہو جاتے" ——— کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ کا کوڈ صدر مملکت نے سمجھ لیا ہے اور وہ ریسٹ ونگ کی طرف گھوم رہے ہیں" ——— سیکورٹی چیف نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم تیار ہو جاؤ ——— جیسے ہی صدر مملکت وہ جگہ پار کریں۔ بلٹ پروف دیوار کھڑی ہو جائے ——— سوچ لو ——— اگر ذرا سی بھی غفلت ہو گئی تو ہمیں صدر کی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے" ——— کرنل ڈیوڈ نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں" ——— سیکورٹی چیف نے کہا اور پھر وہ کونے میں رکھی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر ایک سرخ رنگ کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی تیز نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

مجرم صدر مملکت کو آگے آگے لئے بڑے اطمینان سے ایک تنگ سی راہداری میں سے گزر رہے تھے۔ اس راہداری کے آخر میں لفٹ تھی جو ان تہہ خانوں سے اوپر آنے کا ذریعہ تھی۔

کرنل ڈیوڈ کی نظریں بھی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کا دل بُری طرح کانپ رہا تھا کیونکہ معمولی سی غفلت سے بہت بڑا نقصان ہو نے کا اندیشہ تھا۔

صدر مملکت چلتے چلتے اچانک اچھلے اور انہوں نے ایک قدم تیزی سے آگے بڑھا اور عین اسی لمحے سیکورٹی چیف نے انتہائی پھرتی سے ہینڈل کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ نے ایک ٹرانسپیرنٹ دیوار صدر اور مجرموں کے درمیان بجلی کے جھماکے کی طرح حائل ہوتی دیکھی۔

"وہ مارلیا ——— اب میں دیکھوں گا کہ مجرم کہاں جاتے ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

عمران بظاہر تو بڑے اطمینان بھرے انداز میں چاروں طرف سے گھرا کھڑا تھا۔ مگر اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے ہر قیمت پر نہ صرف خود باہر نکلنا تھا بلکہ کیپٹن شکیل کو بھی ریکی کا بڑ حیثیت ساتھ لے جانا تھا تاکہ وائرلیس آپریٹنگ مشین کے ذریعے سیبار ٹری کو اڑایا جا سکے مگر سچویشن کچھ ایسی ہو چکی تھی کہ بظاہر بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ سادہ پانی پہنچتا۔ عمران کے ریڈی میڈ ذہن نے بچاؤ کی ایک ترکیب نکال ہی لی۔ گو اس میں خطرے کے ففٹی ففٹی چانس تھے مگر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔

کرنل ہمیرڈ عمران کے بالکل قریب کھڑا تھی۔ اور عمران کے پیچھے چند قدم پر دیوار تھی۔

"جلدی پانی لے آؤ" ——— کرنل ہمیرڈ نے مڑ کر تیز لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی وہ مڑا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آگیا۔ اس نے

انتہائی پھرتی سے کرنل ہیرخ پر جھپٹا اور اپنا ایک بازو اس کے گلے اور دوسرا اس کی کمر کے گرد لپیٹتا ہوا وہ تیزی سے قدم پیچھے ہٹاتا دیوار کے ساتھ جا کر لگ گیا۔

"خبردار! ـــ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل ہیرخ کے گلے میں حمائل بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔

کرنل ہیرخ نے طاقت کے زور پر اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے علیحدہ کرنا چاہا مگر اس وقت تو عمران کی اپنی زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے کہ کرنل ہیرخ کی کوشش ناکام ہی ہونی تھی۔

ایک لمحے کے لئے تو ہال میں موجود سب لوگ حیرت سے بت بنے کھڑے رہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے عمران کی طرف جھپٹے۔

"رک جاؤ ورنہ" ـــ عمران نے بازو کو ایک اور جھٹکا دیا اور کرنل ہیرخ کے منہ سے خرخراہٹ کی تیز آوازیں بلند ہوئیں۔ اس کا چہرہ گردن پر شدید دباؤ کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

اور پھر کرنل ہیرخ کی حالت دیکھ کر وہ سب رک گئے۔

"اپنے اپنے پسٹول نیچے پھینک دو ـــ جلدی کرو" ـــ عمران نے چیخ کر کہا۔

"تم ـــ تم یہاں سے نکل نہیں سکتے ـــ کمینے ـــ بدمعاش" ـــ کرنل مارگ نے غصہ کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر اس کے بولنے سے پہلے ہی عمران بڑی پھرتی سے کرنل ہیرخ کی کمر والا ہاتھ ہٹا کر کرنل کی جیب سے ریوالور نکال چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی کرنل مارگ چیخا عمران نے

کرنل ہیرخ کی کمر کے گرد بازو لپیٹے لپیٹے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ اور گولی ٹھیک کرنل مارگ کے کھلے ہوئے حلق میں گھستی چلی گئی اور وہ الٹ کر پیچھے فرش پر جا گرا۔

"بیرن حکومت کرو ـــ اسے گولی مار دو" ـــ اچانک کرنل ہیرخ نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے ساتھی کوئی حرکت کرتے، عمران نے اچانک کرنل ہیرخ کو ایک طرف دھکیلا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔

اس ستون کی پشت پر کوئی سپاہی موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ستون کی آڑ میں ہوتے ہی تیزی سے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ چیخوں اور گولیوں کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دو سپاہی عمران کا نشانہ بن چکے تھے۔ مگر باقیوں نے بڑی پھرتی سے اور انتہائی منظم انداز میں کوئی نہ کوئی آڑ لے لی۔ مگر ان سب کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالوروں کا رخ عمران کی طرف ہی تھا اور عمران بری طرح پھنسا ہوا تھا اس کے ریوالور میں پانچ گولیاں باقی رہ گئی تھیں اور کمرے میں دس سے زیادہ مسلح افراد موجود تھے اور باہر نکلنے والے راستے کو کور کر لینے کا عمران کو علم تک نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس کو یہاں سے زندہ باہر نکل جانا محال تھا۔

مگر اس کے باوجود اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے اس کا ذہن تیزی سے کوئی لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔

"ریوالور پھینک کر سامنے آ جاؤ ـــ تم اب یہاں سے زندہ نہیں

نکل سکتے" ـــــــــ اچانک کرنل ہیرنج کی آواز گونجی۔

اور اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ کرنل ہیرنج کی آواز سے ہی وہ سمجھ گیا کہ کرنل ہیرنج ایک ستون کی آڑ میں موجود ہے۔ گولی ٹھیک ستون پر پڑی اور ٹریگر دباتے ہی عمران نے اچانک زخمی چیتے کی سی چھلانگ لگائی اور وہ تقریباً اڑتا ہوا اس کمرے کے دروازے سے ٹکرا کر اندر جا گرا جو کرنل مارک کا دفتر تھا۔ اس پر چلائی جانے والی گولیاں صرف ایک لمحے بعد دروازے پر بوچھاڑ کی صورت میں پڑیں۔ مگر عمران اپنی پھرتی کی وجہ سے ان کی زد سے بچ نکلا تھا۔

کمرے کے اندر گرتے ہی عمران پھرتی سے اٹھا اور اس نے دروازے کی چٹخنی لگا دی۔

"کون ہو تم" ـــــــــ اچانک اس کی پشت پر سے ایک آواز گونجی اور عمران سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں پر ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ مگر کھوپڑی کے گرد سفید بالوں کی جھالر سی تھی۔ البتہ اس کی صحت خاصی اچھی تھی۔ اس کا آدھا جسم سیڑھیوں والے سوراخ سے باہر اور آدھا اندر تھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"اوہ پروفیسر ڈلکن آپ" ـــــــــ عمران نے چونک کر کہا۔ اس نے صرف ٹیلیفون پر پروفیسر ڈلکن کی آواز سنی تھی اس لئے اس کے بولتے ہی عمران چونک پڑا تھا۔

"ہاں ـــــــ مگر یہ کیا ہو رہا ہے" ـــــــــ پروفیسر ڈلکن نے قدم باہر رکھتے ہوئے پوچھا۔

اور اسی لمحے عمران نے اچھل کر پروفیسر کو بازو سے پکڑا اور دوسرے

لمحے گھماتے ہوئے اس نے اسے اپنے سامنے کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ریوالور پروفیسر کی کمر سے لگ گیا۔

"خبردار ـــــ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ـــــــــ عمران نے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"مم ــ مگر" ـــــــ پروفیسر نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر اس کی آواز دروازے پر لگنے والی زوردار ضرب کے دھماکے میں دب گئی۔ دروازہ توڑنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

"خبردار ـــــ پروفیسر ڈلکن میرے قبضے میں ہے ـــ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں اسے گولی مار دوں گا" ـــــــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر لگنے والی ضربیں بند ہو گئیں۔

"چلو باہر" ـــــــ عمران نے پروفیسر کو دھکیلتے ہوئے کہا اور پروفیسر خوف سے کانپتا ہوا آگے بڑھا۔

"پروفیسر دروازہ کھول رہا ہے اور میں اس کے پیچھے موجود ہوں ـــــ سامنے سے ہٹ جاؤ ـــــ ورنہ میں اسے گولی مار دوں گا" ـــــــ عمران نے ایک بار پھر چیخ کر کہا۔

اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازے کی چٹخنی کھول دی۔

"پروفیسر کو کچھ مت کہنا ـــــ ہم سامنے نہیں ہیں" ـــــــ اچانک دوسری طرف سے کرنل ہیرنج کی آواز سنائی دی۔

عمران نے پروفیسر کو دروازے سے باہر دھکیلا اور خود بھی اس کے ساتھ چپکا ہوا باہر آ گیا۔ ہال میں موجود تمام مسلح سپاہی واقعی ایک طرف سمٹے ہوئے تھے۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر ڈنکن ہی اس ایٹمک لیبارٹری کا انچارج ہے اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ پروفیسر ڈنکن ہی اسرائیل کے ایٹمی پروگرام کا روح رواں ہے۔ اور یہ پروفیسر ہی تھا جس کی وجہ سے اسرائیل ایٹمک ریسرچ میں اس قدر آگے بڑھ گیا تھا۔ اب قدرت نے یہ موقع خود ہی اُسے مہیا کر دیا تھا کہ وہ پروفیسر ڈنکن کی آڑ میں لیبارٹری سے نکل سکے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ پروفیسر کی زندگی اسرائیل کے نزدیک کتنی قیمتی ہے۔

"سنو کرنل ہیرخ! ـــــ میری جیب میں ایک طاقتور بم ہے جس پر ذرا سا دباؤ پڑنے سے یہ پوری لیبارٹری بھک سے اڑ جائے گی ـــــ میں اس بم کو لیبارٹری میں کسی خفیہ جگہ پر رکھنا چاہتا تھا مگر مجھے موقع نہ مل سکا۔ اب میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے یہاں سے زندہ نکل جانے دو ـــــ ورنہ دوسری صورت میں میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا ـــــ اور پروفیسر ڈنکن سمیت یہ پوری لیبارٹری ایک دھماکے سے اڑ جائے گی" ـــــ عمران نے باہر آتے ہی چیخ کر کہا۔

"اسے کچھ مت کہنا ـــــ اسے باہر جانے دو" ـــــ پروفیسر ڈنکن نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم باہر جا سکتے ہو" ـــــ کرنل ہیرخ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ مجرم اپنی جان کے خوف سے لیبارٹری کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ ایک بار مجرم باہر نکل جائے تاکہ لیبارٹری محفوظ ہو جائے۔ باہر مجرم سے آسانی سے نپٹا جا سکتا ہے۔

"تو باہر جانے کا راستہ کھولو ـــــ اور سنو! ـــــ کوئی شرارت نہ ہو" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"راستہ کھولنے کا بٹن کمرے کے اندر ہے" ـــــ کرنل ہیرخ نے کہا۔

"تو جاؤ کھولو" ـــــ عمران نے پروفیسر کو ایک طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے کرنل ہیرخ تیزی سے کمرے کے اندر داخل ہوا اور پھر چند لمحوں بعد سامنے ہال کے درمیان سے دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور اب وہاں وہی مخصوص سرنگ موجود تھی۔

عمران نے بڑی پھرتی سے پروفیسر کی گردن میں بازو ڈالا اور پھر اُسے گھسیٹتا ہوا سرنگ میں لیتا چلا گیا۔ اس نے ہال کی طرف پروفیسر کو رکھا تھا اور خود اس کے پیچھے تھا۔ اسی طرح الٹے پاؤں چلتا ہوا وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

کرنل ہیرخ اپنے ساتھیوں سمیت دروازے سے پرے ہی کھڑا رہا۔ مگر اس وقت تک عمران لفٹ میں پہنچ چکا تھا جو اوپر جاتی تھی۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔

اور اسی طرح تھوڑی دیر بعد عمران پروفیسر سمیت صحیح سلامت لیبارٹری سے باہر آ گیا۔

باہر بے شمار مسلح افراد سٹین گنیں تھامے موجود تھے۔ مگر شاید انہیں کرنل ہیرخ نے ہدایات دے دی تھیں کہ وہ کوئی مداخلت نہ کریں۔ اس لئے عمران اسی طرح پروفیسر کو گھسیٹتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا۔ کرنل ہیرخ بھی اپنے ساتھیوں سمیت دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ ان سب نے عمران اور پروفیسر کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے دروازے پر کیپٹن شکیل کھڑا تھا۔ اس نے جب عمران کو اس

اندازہ میں آتے دیکھا تو وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر اس پر چڑھنے لگا۔ وہ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ کرنل ہیرج چونکہ اسے اپنا ہی ساتھی سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے لیبارٹری کے اندر سے ہی اسے ہدایات بھیجی تھیں کہ جیسے ہی مجرم پروفیسر سمیت ہیلی کاپٹر میں داخل ہو تو وہ اچانک پروفیسر کو باہر دھکیل دے اور مجرم پر قابو پا لے۔ کیونکہ کرنل ہیرج کے خیال میں مجرم نے ابھی ہیلی کاپٹر میں پرزہ فٹ کرنا تھا۔

عمران کے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی کرنل ہیرج کی ہدایات لیک سپاہیوں کی معرفت کیپٹن شکیل تک پہنچ چکی تھیں۔ اور کیپٹن شکیل نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ ان کی ہدایات پر پوری طرح عمل کرے گا۔ اس لئے جیسے ہی عمران اور پروفیسر ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچے، کیپٹن شکیل اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

عمران ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچتے ہی ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے پروفیسر کے گلے سے بازو نکالا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر میں چڑھ گیا۔ پروفیسر نے آزاد ہوتے ہی تھوڑا سا گر جانے کی کوشش کی مگر عمران اس کی طرف سے غافل نہ تھا۔ اس لئے اوپر چڑھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور دوسرے لمحے پروفیسر کی گردن اس کے دونوں ہاتھوں میں تھی اس نے پروفیسر کو گردن سے پکڑ کر یوں اوپر اٹھا لیا جیسے بچہ کسی کھلونے کو اٹھاتا ہے۔ دوسرے لمحے پروفیسر بھی عمران کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ گیا۔ کیپٹن شکیل پہلے ہی پائلٹ سیٹ پر تیار بیٹھا تھا۔ جیسے ہی پروفیسر اندر آیا۔ اس نے انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

پروفیسر کی وجہ سے مسلح سپاہیوں نے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کرنے کی

کوشش ہی نہ کی اور یہی عمران چاہتا تھا۔

"تت ـــ تم مجھے کہاں لے جاؤ گے" ـــــ پروفیسر نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو تم ہمارے ساتھ ہو ـــــ آگے چل کر تمہارے متعلق سوچوں گا" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر میں موجود ایک رسی اٹھا کر پروفیسر کے ہاتھ اس کی پشت پر اچھی طرح باندھ دیئے۔ پھر پروفیسر کو ایک نشست پر دھکیل کر اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے وہاں پڑا ہوا وہ بیگ اٹھایا جو وہ اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اس نے بیگ کھول کر اس میں سے وائرلیس آپریشن مشین باہر نکال لی۔

"کس طرف چلنا ہے" ـــــ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے پوچھا وہ اب خاصی بلندی پر آ چکا تھا۔

"ہوائی اڈے کی طرف چلو ـــــ صفدر وغیرہ وہاں پہنچ چکے ہوں گے" ـــــ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وائرلیس آپریشن مشین اس کے ہاتھ میں تھی۔

"پروفیسر ڈیکن! ـــ اپنی لیبارٹری کی تباہی کا تصور کر لو ـــ میں اب بٹن دبانے والا ہوں" ـــــ عمران نے وائرلیس آپریشن مشین پروفیسر کی نظروں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ تم ایسا مت کرو ـــ یہ لیبارٹری ایٹمی ہے ـــ اس کی تباہی سے ایٹمی تابکاری پھیلے گی اور پورا اسرائیل تباہ ہو جائے گا ـــ بچے بوڑھے ـــ عورتیں اور مرد ـــ سب مر جائیں گے" ـــــ پروفیسر کا

چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"مجھے سمجھ دار سمجھو پروفیسر! ——— تم سے زیادہ میں ایٹمک لیبارٹری کی ساخت سمجھتا ہوں ——— ایٹمی لیبارٹری بناتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ اگر اس کے اندر موجود ایٹم بم یا دیگر تابکاری مشینیں پھٹیں تو اس کے اثرات باہر کی دنیا پر نہ پڑیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے اوپر لگے ہوئے ہینڈل کو پوری قوت سے دبا دیا۔

دوسرے لمحے انہیں دور نیچے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر نیچے یوں شعلے بھڑکنے لگے۔ جیسے کوئی بہت بڑا الاؤ جلا دیا گیا ہو۔

"اوہ! ——— تم نے اسرائیل کو تباہ کر دیا ——— تم نے تباہ کر دیا" ——— پروفیسر نے لرزتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے ہوش ہو کر سیٹ سے نیچے ڈھلک گیا۔

"اسرائیل نے بھی تو فلسطینیوں کو تباہ کر رکھا ہے ——— تم بھی تو بھگتو" عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین ایک خراب جھٹکے سے روکی۔

"ہوائی اڈے پر ہم پہنچنے والے ہیں" ——— اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے پھرتی سے جیب سے لانگ رینج مختصر سی ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ وہ صفدر سے رابطہ قائم کر کے تازہ ترین صورتحال معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ پروگرام کے مطابق صفدر اور اس کے ساتھی صدر مملکت کو اغوا کر کے ہوائی اڈے پر پہنچ چکے ہوں گے۔ اب اسے کیا معلوم تھا کہ ان غریبوں پر کیا گزر رہی ہے۔

صدر مملکت کو کمرے سے باہر نکال کر وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے۔

"ہمیں اوپر لے چلو ——— ہم تمہارے سمیت پریذیڈنٹ ہاؤس سے باہر نکلنا چاہتے ہیں" ——— صفدر نے ریوالور کی نال سے صدر کی پشت کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ مت کہو ——— میں پورا تعاون کروں گا" ——— صدر مملکت نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور وہ سب صدر کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری سے گزرتے چلے گئے۔

ابھی وہ راہداری کے درمیان پہنچے تھے کہ اچانک ایک آواز راہداری میں گونج اٹھی۔

"جناب صدر! ——— میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ——— آپ مجرموں سے کہیں اور مجبور اور تعاون کریں ——— ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو نقصان پہنچا دیں ——— بہرحال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو مجرموں سے چھٹکارا دلا دیں۔

لیکن سب کچھ انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیئے ——— کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایس پتھر سے زیادہ قیمتی آپ کی زندگی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے" ——— اور پھر آواز آنا بند ہو گئی۔

"کرنل ڈیوڈ سمجھدار ہے ——— اس لئے بہتر ہے کہ تم اس کی ہدایات پر عمل کرو" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے" ——— صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر راہداری کے اس سرے پر پہنچ گئے جہاں سے مشرقی سمت ایک اور راہداری تھی۔ صدر مملکت مشرقی سمت گھوم گئے۔

صفدر، جولیا اور تنویر بڑے محتاط اور چوکنے انداز میں صدر کے پیچھے چل رہے تھے۔ صفدر نے محسوس کیا کہ کرنل ڈیوڈ کے پیغام کے بعد صدر مملکت کی چال سے اطمینان زیادہ جھلکنے لگ گیا ہے۔

پھر جیسے ہی صدر راہداری کے درمیان پہنچے، انہوں نے اچانک اچھل کر اپنے قدم آگے بڑھائے اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور اس کے ساتھی سنبھلتے، سرر کی تیز آواز پیدا ہوئی، اور صدر اور ان کے درمیان ٹرانسپیرنٹ شیشے کی ایک دیوار ابھر آئی چلی گئی۔

صفدر نے اضطراری طور پر ٹریگر دبا دیا۔ مگر گولی شیشے کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ صدر مملکت ان کی زد سے باہر ہو چکے تھے۔

وہ تینوں اس اچانک افتاد پر ایک لمحے کے لئے گھبرا گئے اور پھر تیزی سے واپس مڑے۔ مگر اسی لمحے ان کے پیچھے ایک دیوار ظاہر ہو گئی۔ اور اب وہ ایک تنگ سی سرنگ نما راہداری میں قید ہو کر رہ گئے۔

"یہ کیا ہو گیا ——— ؟ صدر مملکت کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد تو اب

ہمارا بچنا محال ہے" ——— جولیا نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک ان کے قدموں تلے سے زمین نکلتی چلی گئی اور وہ تینوں ہی سر کے بل نیچے گرتے چلے گئے۔ ان تینوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر یہ تو کوئی انتہائی گہرا کنواں تھا کہ ان کے ہاتھ پیر ہوا میں ہی ہاتھ پیر مارتے رہ گئے۔ اور پھر وہ تینوں ایک دھماکے سے پانی میں گرتے چلے گئے۔ واقعی یہ کوئی گہرا اور اندھا کنواں تھا۔

کافی بلندی سے گرنے کی وجہ سے وہ پہلے تو پانی کی تہہ تک اترتے چلے گئے مگر جلد ہی انہوں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا اور پھر کچھ ان کی کوشش اور کچھ پانی نے انہیں دوبارہ سطح کی طرف اچھال دیا۔ اور وہ پانی کی سطح پر تیرنے لگے۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

صفدر نے تیرتے ہوئے تیر کر کنوئیں کا مدوّر دیوار تک جا پہنچنے کی کوشش کی کنواں خاصا چوڑا تھا۔ اور اس میں موجود پانی کی تہہ بھی کافی گہری تھی۔

"صفدر! ——— پانی کی سطح کم ہوتی جا رہی ہے" ——— اچانک جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! ——— مجھے بھی احساس ہو رہا ہے ——— شاید وہ پانی کو کسی سسٹم کے تحت کھینچ رہے ہیں" ——— صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر وہی ہوا۔ پانی کی سطح آہستہ آہستہ نیچی ہوتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد ان کے پیر کیچڑ میں دھنس گئے۔ اب وہ کنوئیں میں کھڑے ہوئے تھے۔ اندھیرے سے مانوس ہو جانے کی وجہ سے اب کنوئیں کی دیواریں نظر آنے لگ گئی تھیں۔

"ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے ——— کسی بھی طرح سے" ——— جولیا نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"مگر کس طرح ——— ؟ یہاں تو سرنگ میں سوراخ بھی کہیں نظر نہیں آرہا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"ارے یہ بو کیسی ہے ——— واہ واہ یہ تو نشے والی بو ہے؟" ——— اچانک جوزف کی مسرت سے بھرپور آواز سنائی دی اور صفدر اور جولیا چونک پڑے۔

جوزف کا شاید نشہ ٹوٹا ہوا تھا اس لئے اسے نشہ دینے والی بو سے سرور محسوس ہو رہا تھا۔

صفدر اور جولیا نے بھی کمرے میں تیزی سے پھیلنے والی اس بو کو محسوس کیا۔ انہوں نے سانس روک لئے۔ مگر کب تک ——— ؟ پھر جیسے ہی انہوں نے سانس لیا۔ ان کے دماغ پر اندھیرے چھانے لگے اور وہ لڑکھڑا کر وہیں گیلری میں ہی گر گئے۔ وہ تینوں یکے بعد دیگرے بے ہوش ہو چکے تھے۔

پھر سب سے پہلے صفدر کی آنکھ کھلی۔ اس نے چونک کر اٹھنا چاہا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس کا تمام جسم مفلوج ہو چکا تھا۔

اس نے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر دیکھا۔ اب وہ گیلری کی بجائے ایک کافی بڑے کمرے میں موجود تھے۔ صفدر کا جسم کسی سخت لکڑی کی چوڑی بنچ پر پڑا ہوا تھا اس کا پورا جسم بالکل مفلوج تھا۔ وہ صرف آنکھیں گھما سکتا تھا۔ اس نے حتی الوسع آنکھیں گھما کر دیکھا تو قریب ہی دو اور بنچوں پر جوزف اور جولیا پڑے ہوئے نظر آگئے۔

اسی لمحے جولیا نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"یہ ہم کہاں ہیں ——— ؟" جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ہمارے جسم مفلوج کر دیئے گئے ہیں" ——— صفدر نے جواب دیا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص ڈاکٹروں جیسا سفید گاؤن پہنے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔

"تمہیں ہوش آگیا دوستو ——— مگر تم حرکت نہیں کر سکتے" ——— اس شخص نے قریب آکر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو ——— ؟" صفدر نے پوچھا۔

"میرا نام ڈاکٹر مارٹن ہے ——— اور میں صدر مملکت کا ذاتی ڈاکٹر ہوں" ——— ڈاکٹر مارٹن نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے کے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ڈاکٹر مارٹن دوبارہ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور چار مسلح آدمی بھی اندر آگئے۔

"تمہیں ہوش آگیا" ——— کرنل ڈیوڈ نے قریب آکر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہوش تو آگیا ہے مگر ——— " صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"مگر تم حرکت نہیں کر سکتے ——— تم جیسے خطرناک مجرموں کا حرکت نہ کر سکنا ہی ہمارے لئے مفید ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے ——— ؟ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو

ہمیں گولی مار دو" ـــــــ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہاری موت اتنی آسان نہیں ہو گی ـــــــ تم لوگوں نے اسرائیل کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے ـــــــ شاید اتنا نقصان پوری دنیا کی فوجیں بھی اسرائیل پر حملہ کر کے نہ پہنچا سکتیں ـــــــ تم نے پہلے ٹریم تباہ کیا ـــــــ پھر پل اڑایا ـــــــ پھر اسٹیل بجلی گھر تباہ کر دیا ـــــــ اور ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ تم نے ایٹمک ریسرچ لیبارٹری بھی تباہ کر دی ہے ـــــــ ہم اس ساری تباہی کا تم سے بھرپور انتقام لیں گے" ـــــــ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــــ تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن پورا ہو گیا ـــــــ اب بے شک تم ہمارے ساتھ جو سلوک چاہو کرو ـــــــ اب ہمیں کوئی پرواہ نہیں" صفدر نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے ـــــــ یہ صرف شکست کا اعتراف ہے" ـــــــ کرنل ڈیوڈ نے پیر پٹختے ہوئے کہا مگر صفدر نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اسے یہ سن کر واقعی مسرت ہوئی تھی کہ عمران اور کیپٹن شکیل علیحدہ مشن کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر بار بار صفدر سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ مگر دوسری طرف سے خاموشی طاری تھی۔ عمران نے جھنجھلا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اسی لمحے انہیں ہیلی کاپٹر کے ارد گرد جنگی جہازوں کا شور سا محسوس ہوا اور ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو پائلٹ! ـــــــ تم اس وقت ڈرٹس جنگی جہازوں کے گھیرے میں ہو فوراً ہیلی کاپٹر کو ہوائی اڈے پر اتار دو ـــــــ ورنہ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا" ـــــــ ایک کرخت سی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"بڑی خوشی سے ہیلی کاپٹر تباہ کر دو ـــــــ تمہارا سب سے بڑا سائنسدان پروفیسر ڈنکن بھی ہمارے ساتھ ہی تباہ ہو جائے گا" ـــــــ عمران نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران کے جواب کے بعد چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ پھر دوبارہ آواز ابھری۔

"تم کیا چاہتے ہو" ـــــ؟ کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہمارے ساتھیوں پر کیا گزر رہی ہے ـــ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ ہماری قید میں ہیں ـــــ ان کے جسم مفلوج کر دیئے گئے ہیں اور کسی بھی لمحے انہیں گولی ماردی جائے گی" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کوئی پرواہ نہیں ـــــ ہمیں اور بہت سے جانباز مل جائیں گے ـــ مگر تمہیں پروفیسر ڈیکن دوبارہ نہیں مل سکے گا ـــــ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو" ـــــ عمران نے اسی طرح پُرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں پروفیسر ڈیکن کی پرواہ نہیں ـــــ تم جیسے مجرموں کا خاتمہ ہمارے لئے زیادہ اہم ہے" ـــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے! ـــــ پھر ہیلی کاپٹر تباہ کر دو ـــــ ویری گڈ" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف ایک بار پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

"دیکھو! ـــ تم اسرائیل سے باہر نہیں نکل سکتے ـــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ـــ ہم تمہارے بارے میں ہمدردی سے غور کریں گے" ـــــ ایک بار پھر کہا گیا

"ہمدردی سے غور کی ایک ہی صورت ہے کہ ہمارے ساتھیوں کا پروفیسر ڈیکن سے تبادلہ کر لو ـــــ دوسری کوئی صورت نہیں ـــ اگر تم نے فوری جواب نہ دیا تو ہم ہیلی کاپٹر میں ہی پروفیسر ڈیکن کو گولی مار دیں گے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہم اس کے لئے تیار ہیں ـــ تم ہوائی اڈے پر ہیلی کاپٹر اتار دو ـــ تمہارے ساتھیوں کو تمہارے حوالے کر دیا جائے گا" ـــ دوسری طرف سے فوراً جواب دیا گیا۔

"کیا تم نے ہمیں احمق سمجھ رکھا ہے ـــ یہ تبادلہ اسرائیل کی سرحد سے باہر ہو سکتا ہے ـــ اسرائیل کے اندر نہیں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں ـــ ایسا نہیں ہو سکتا" ـــ دوسری طرف سے فوراً جواب دیا گیا۔

"تو ٹھیک ہے ـــ مت کرو ـــ ہمارا کیا ہے ـــ ہم تو جان پر کھیل کر ہی یہاں آئے تھے ـــ تمہاری مرضی" ـــ عمران نے پُرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہارے ہیلی کاپٹر میں اتنا تیل نہیں ہے کہ تم اسرائیل سے باہر جا سکو ـــ تمہیں ہوائی اڈے پر اترنا پڑے گا" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ بعد کی باتیں ہیں ـــ اس کے متعلق بھی سوچ لیا جائے گا" ـــ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"مگر میں اپنے ذاتی فیصلے سے اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتا ـــ تم ہوائی اڈے پر اتر جاؤ ـــ اس دوران میں صدر مملکت سے بات کر کے پھر تمہیں فیصلہ بتا دیا جائے گا" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں! ـــ جو فیصلہ کرنا ہے ـــ ابھی کر لو ـــ ہم زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتے ـــ ویسے اگر تم چاہو تو ہم ہیلی کاپٹر پریذیڈنٹ ہاؤس

میں آتار سکتے ہیں ۔۔۔ وہاں ہم براہ راست صدر مملکت سے بات کر لیں۔ دیجئے" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ تجویز ہمیں قبول ہے ۔۔۔ ہمارے جنگی جہاز تمہاری راہنمائی کرتے ہیں ۔۔۔ تم پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہیلی کاپٹر اتار سکتے ہو ۔۔۔ پھر صدر مملکت جو فیصلہ کریں گے وہی ہوگا" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم راہنمائی کی تکلیف مت گوارا کرو ۔۔۔ مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس کے متعلق علم ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مغربی نائن ایٹ سکسٹی نارتھ پر ہیلی کاپٹر اتار دو کیپٹن شکیل" ۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر عمران صاحب ۔۔۔ اس طرح تو ہم براہ راست ان کے چنگل میں گرفتار ہو جائیں گے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ پروفیسر ڈاکن کی ذات ان کے لئے بے حد قیمتی ہے انہیں فیصلہ کرتے ہوئے ہزار بار سوچنا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کا رخ پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف موڑ دیا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔۔۔ ہم مجرموں کو اسرائیل کی سرحد سے باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتے ۔۔۔ یہ انتہائی خطرناک مجرم ہیں ۔۔۔ انہوں نے اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے سامنے پڑی ہوئی میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب ۔۔۔ پروفیسر ڈاکن بھی ان کے قبضہ میں ہے" ۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا۔

"کچھ بھی ہو ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ پروفیسر ڈاکن کی زندگی ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے ۔۔۔ مگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان مجرموں کو ہر صورت میں ہلاک ہونا پڑے گا" ۔۔۔ صدر مملکت نے جواب دیا

"سر ۔۔۔ کوئی ایسی ترکیب کیوں نہ سوچی جائے کہ ہم پروفیسر ڈاکن کو بھی زندہ سلامت حاصل کر لیں ۔۔۔ اور مجرم بھی ہمارے قبضہ سے باہر نہ ہو سکیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں! ــــ یہ درست ہے ــــ میں بھی یہی چاہتا ہوں ــــ کوئی تجویز تمہارے ذہن میں ہے تو بتاؤ" ــــ صدر مملکت نے چونک کر کہا۔

"میرا ــــ کیوں نہ ہم مجرموں کے میک اپ میں اپنے آدمی بھیج دیں اور پروفیسر ڈکن کو حاصل کر لیں ــــ پھر ہمارے آدمی ہیلی کاپٹر میں موجود مجرموں کو بھی قابو میں کر لیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"تجویز تو اچھی ہے ــــ مگر وہ یہ تبادلہ اسرائیل کی سرحد سے باہر چاہتے ہیں" ــــ صدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا جناب ــــ ؟ اس طرح ہیں مجرم تو ہمارے قبضہ میں نہیں رہیں گے ــــ باقی ود کر ہمارے آدمی قابو کر کے واپس لے آئیں گے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا

"ہاں! ــــ بات تو درست ہے ــــ مگر وہ تین آدمی" ــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب! ــــ ان میں سے ایک مجرم کا قد و قامت مجھ سے ملتا ہے۔ اس کی جگہ میں جاؤں گا ــــ اور دوسرے دو سیکرٹ ایجنسی کے خاص آدمی ہوں گے ــــ آپ بے فکر رہیں ــــ ہم یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"او کے! ــــ ٹھیک ہے ــــ فوراً اس فیصلے پر عمل کیا جائے" صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی یہ ہنگامی میٹنگ برخواست کر دی گئی اور صدر مملکت اٹھ کر آپریشن روم کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر میں موجود مجرموں سے بات چیت کر سکتے تھے۔

عمران کا ہیلی کاپٹر پریذیڈنٹ ہاؤس میں اتر چکا تھا اور مسلح فوجیوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مگر واضح ہدایات کی وجہ سے وہ اس کے قریب نہ گئے تھے۔

صدر مملکت نے آپریشن روم میں پہنچتے ہی ٹرانسمیٹر آن کرنے کا حکم دیا اور ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی وہ بول پڑے۔

"ہیلو! ــــ میں صدر بول رہا ہوں ــــ ہم تمہارے ساتھیوں کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں؟"

"شکریہ جناب صدر! ــــ مجھے یقین تھا کہ آپ سمجھدار ہیں اس لئے اسی نتیجے پر پہنچیں گے" ــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"مگر تم یہ تبادلہ کہاں چاہتے ہو ــــ ؟ اگر تم چاہو تو یہ تبادلہ یہاں ہو سکتا ہے ــــ ہم تمہیں اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا" ــــ صدر نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"آپ ضمانت دینے کی تکلیف نہ کریں ــــ یہ گا وہی جو ہم چاہیں گے ہمیں فوری طور پر ایک جہاز دیا جائے جس میں اسرائیل سے باہر جانے تک کا تیل موجود ہو ــــ ہم اس جہاز میں پروفیسر ڈکن سمیت اسرائیل سے باہر لوبان کے ہوائی اڈے پر اتریں گے ــــ ہمارے ساتھیوں کو وہیں پہنچا دیں ــــ تبادلہ وہیں عمل میں آئے گا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں! ــــ لوبان میں یہ تبادلہ نہیں ہو سکتا ــــ اول تو لوبان کی حکومت ہمارے جہاز کو وہاں اترنے کی اجازت نہیں دے گی ــــ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے پاس اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ وہاں پروفیسر ڈکن ہمیں واپس مل جائے گا ــــ کیونکہ حکومت لوبان خود پروفیسر ڈکن کی سب سے

زیادہ ذہین ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔۔ تو پھر اس بات کا فیصلہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم جہاز کی بجائے کاروں میں سفر کریں ۔۔۔۔ آپ پہلے ہمارے ساتھیوں کو ہمارے حوالے کر دیں ۔۔۔۔ پروفیسر ڈاکسن ہمارے ساتھ ہوگا اور جہاں حفاظت سے اسرائیل کی سرحد پر پہنچا دیں ۔۔۔۔ وہاں سرحد پر ہی ہم پروفیسر ڈاکسن کو آپ کے حوالے کر دیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے کچھ دیر تک سوچنے کے بعد جواب دیا۔

صدر مملکت کچھ دیر تک اس تجویز کے بارے میں سوچتے رہے۔ پھر اچانک ان کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔۔ ہم تیار ہیں" ۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

"او۔کے! ۔۔۔۔ پھر ایک طاقتور انجن والی کار میں ہمارے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر کے قریب بھیج دیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او۔کے! ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایسا ہو جائے گا ۔۔۔۔ تم بے فکر رہو۔ ہم وعدہ خلافی نہیں کریں گے" ۔۔۔۔ صدر نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"کرنل ڈیوڈ کو بلاؤ ۔۔۔۔ اب ہمیں چپ چاپ رہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ ان کے اصل ساتھیوں کو ان کے حوالے کر دو ۔۔۔۔ ہم انہیں قریب ترین سرحد پر پہنچا دیں گے ۔۔۔۔ مگر یہ سرحد مقبوضہ علاقہ ہوگی ۔۔۔۔ جیسے ہی پروفیسر ڈاکسن ہمارے پاس پہنچے گا ۔۔۔۔ ہم ان کی کار کو بم سے تباہ کر دیں گے" ۔۔۔۔ صدر مملکت نے قریب موجود افسران سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب خوشی سے اچھل

پڑے ۔۔۔۔ واقعی صدر مملکت کی یہ تجویز ایسی تھی کہ دشمنوں کو آسانی سے ختم کیا جا سکتا تھا۔ یہ بات کسی کو سوجھ بھی نہ سکتی تھی اور اس طرح وہ آسانی سے بچ کر نکل سکتے تھے۔

"یہ آپ نے کیا کیا عمران صاحب! ۔۔۔۔ اس طرح تو ہم پھنس جائیں گے ۔۔۔۔ وہ چند لمحوں میں ہماری کار کو تباہ کر سکتے ہیں" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم فکر مت کرو کیپٹن! ۔۔۔۔ بس دیکھتے جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور کیپٹن شکیل صرف سر جھٹک کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ایک طاقتور انجن والی لمبی باڈی والی کار تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ کار ہیلی کاپٹر کے قریب آکر رک گئی۔ اور ڈرائیور نیچے اتر کر واپس چلا گیا۔

"تمہارے ساتھی اس کار میں موجود ہیں ۔۔۔۔ مگر انہیں مفلوج کر دینے والی دوا دی گئی ہے جس کا اثر کم سے کم ایک گھنٹہ مزید رہے گا ۔۔۔۔ ایک گھنٹے بعد وہ ٹھیک ہو جائیں گے" ۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے صدر مملکت کی آواز گونجی۔

"کوئی بات نہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے پروفیسر ڈیکن کو اٹھایا۔ پروفیسر ڈیکن پرواز کے دوران ہی ہوش میں آگیا تھا اور عمران نے اسے سیٹ پر بٹھا دیا تھا۔

"چلو نیچے اترو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔

کیپٹن شکیل ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ کیپٹن شکیل کے بعد پروفیسر ڈیکن نیچے اترا۔ اور اس کے بعد عمران اچھل کر نیچے آگیا

عمران پروفیسر ڈیکن کے جسم کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اسرائیلی نشانہ باز نیچے اترتے ہی پروفیسر ڈیکن کے علاوہ ان دونوں کو نشانہ نہ بنا لیں۔ کیونکہ ایسا ممکن تھا۔ مگر اس کا خدشہ ـــــ خدشہ ہی رہا اور کہیں سے گولی نہ چلی اور وہ کار میں سوار ہو گئے۔

کیپٹن شکیل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ عمران نے پروفیسر ڈیکن کو کیپٹن شکیل کے ساتھ بٹھایا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر صفدر، جوزف اور جولیا موجود تھے۔

"کیا حال ہے دوستو! ـــــ سنا ہے کہ مفرور ہو چکے ہو" ـــــ؟ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔

"ہاں! ـــــ بس اچانک ہی صورت حال بدل گئی ـــــ اور ہم غائب کر دیئے گئے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"باس! ـــــ میرا نشہ ٹوٹ رہا ہے ـــــ کہیں سے ایک بوتل میرے حلق میں انڈیل دو" ـــــ جوزف نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو ـــــ تمہیں اکٹھا کوٹہ مل جائے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

جولیا خاموشی سے لیٹی ہوئی تھی۔

اسی لمحے کار کے ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی۔

"تمہارے ساتھی تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں ـــــ اب ایک سرخ رنگ کی کار تمہاری سرحد کی طرف راہنمائی کرے گی ـــــ وہاں تم پروفیسر ڈیکن کو ہمارے حوالے کر دینا" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے صدر صاحب! ـــــ کہ اب ایسا ممکن نہیں ـــــ اگر تم پروفیسر ڈیکن کو زندہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوری طور پر ایک جیٹ جہاز کا بندوبست کرو ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کیا سوچا ہے ـــــ اسرائیل کی مصنوعی سرحد بھی قائم کی جا سکتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ـــــ کیا مطلب ـــــ مصنوعی سرحد! ـــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ہم تمہیں یہیں تباہ کر دیں گے" ـــــ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کر دو تباہ! ـــــ دیر کس بات کی ہے ـــــ مگر میں جانتا ہوں کہ پروفیسر ڈیکن تمہارے لئے کتنا قیمتی ہے ـــــ اس کے بغیر تم ایکسا ریسرچ کا کام آگے بڑھا ہی نہیں سکتے ـــــ اگر مجھے یہ بات معلوم نہ ہوتی تو میں پروفیسر ڈیکن کی قیمت پر اپنے ساتھیوں کو طلب نہ کرتا ـــــ کوئی اور حل نکالتا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ تم بہت بڑے بدمعاش ہو ـــــ کمینے ہو ـــــ تم ہماری مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو" ـــــ صدر مملکت غصے کی انتہا پر پہنچ چکے تھے۔

"جنگ اور محبت میں سب جائز ہے جناب صدر! ۔۔۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ اتنی آسانی سے کار کے ذریعے جانے پر کیوں تیار ہو گئے تھے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اسرائیل کی سرحد سے باہر نکلنے کے بعد تم پروفیسر ڈیکن کو واپس کر دو گے" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"یہ میرا وعدہ ہے ۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ میں وعدے کا پکا ہوں۔ اگر میں وعدے کا پکا نہ ہوتا تو تمہارے وزیراعظم کو ہلاک ہوئے کئی دن گزر چکے ہوتے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر کافی تذبذب کے بعد آخر کار صدر مملکت کو ان کی بات ماننی پڑی۔ اور یہ طے ہوا کہ وہ اسی کار میں ہوائی اڈے پر پہنچیں جہاں ایک جیٹ جہاز ان کے لئے تیار ہو گا۔

چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق وہ بڑے اطمینان سے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے جہاں ایک تیز رفتار جیٹ جہاز ان کا منتظر تھا۔

کیپٹن شکیل نے فوراً جولیا اور جوزف کو جیٹ جہاز میں منتقل کیا اور پھر عمران، پروفیسر ڈیکن کو لے کر جہاز میں داخل ہو گیا۔ اس بار بھی پائلٹ سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔

"اچھا تو اب الوداع دوستو! ۔۔۔ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی" ۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے جہاز کا انجن چلا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ جہاز کا انجن چلتے ہی اچانک ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور جہاز میں انتہائی تیزی سے بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلتی چلی گئی۔

یہ گیس اتنی زود اثر تھی کہ پلک جھپکنے میں کیپٹن شکیل، پروفیسر ڈیکن اور ان کے ساتھی بے ہوش ہو گئے۔

البتہ عمران لاشعوری طور پر ایسی کسی پوزیشن کے لئے تیار تھا کہ اس نے فوری طور پر سانس روک لیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جہاز کا کنٹرول سنبھال لیا۔

جہاز کا انجن چلتے ہی ادھر ادھر چھپی ہوئی فوجی گاڑیاں تیزی سے جہاز کی طرف بڑھنے لگیں۔ مگر دوسرے لمحے وہ سب رکنے پر مجبور ہو گئیں کیونکہ جہاز انتہائی تیزی سے رن وے سے پرواز کرنے لگا۔

عمران کو سانس روک کر جہاز چلانے میں بڑی دقت ہو رہی تھی اور گیس کا ہلکا سا اثر اس کے دماغ پر ہو رہا تھا۔ مگر ایک مرتبہ پھر زندگی اور موت کا معاملہ درپیش تھا۔ اس لئے عمران نے اپنے ذہن پر قابو رکھا اور پھر چند لمحوں بعد جہاز فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ کیا تم پرنس ہمیں سن سکتے ہو" ۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے صدر مملکت کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں پرنس بے ہوشی کے عالم میں جہاز چلا رہا ہوں ۔۔۔ شکریہ صدر ۔۔۔"
عمران نے بھینچے بھینچے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اب تازہ ہوا آنے کی وجہ سے جہاز میں موجود گیس کا اثر کم ہو چکا تھا اور پھر چونکہ جہاز میں تازہ ہوا آنے اور گندی ہوا باہر نکلنے کا سسٹم موجود تھا اس لئے جلد ہی ساری گیس باہر نکل چکی تھی۔

"حیرت ۔۔۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ یہ گیس تو انتہائی زود اثر تھی" ۔۔۔ صدر مملکت کے لہجے میں حیرت نمایاں ہو رہی تھی۔

تمہاری گیس واقعی زیادہ اثر رکھتی تھی ـــ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ بیہوشی کے عالم میں جہاز چلا رہا ہوں ـــ تم نے اچھا داؤ کھیلا تھا ـــ مگر تم ہمارے متعلق نہیں جانتے ـــ ہمیں بیہوش کرنے کے لئے کچھ اور کوششیں کرو" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"ہم تمہیں تباہ کر دیں گے ـــ اب ہمیں پروفیسر کی بھی پرواہ نہیں۔ تم جیسے مجرم زندہ بچ کر نہیں جا سکتے" ـــ دوسری طرف سے وحشت بھری آواز سنائی دی۔ شاید صدر مملکت حیرت ـــ مخفت ـــ اور غصے کی انتہا پر پہنچ کر پاگل ہو چکے تھے۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے رفتار اور زیادہ تیز کر دی تھی اور وہ پوری طرح چوکنا تھا۔ وہ جلد از جلد اسرائیلی سرحد سے باہر جانا چاہتا تھا مگر ابھی اسرائیلی سرحد دور تھی کہ اچانک اسے زمین سے جنگی جہازوں کا ایک پورا سکواڈرن اڑتا ہوا نظر آیا۔ صدر واقعی پاگل ہو چکا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ وہ اتنے زیادہ جہازوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

"ہیلو ہیلو! ـــ میں لبنانی ایئر مارشل بول رہا ہوں ـــ آپ کے گرد ہمارے لبنانی جہاز تمہاری حفاظت کے لئے پہنچ رہے ہیں ـــ تم سرحد کے قریب پہنچ چکے ہو ـــ اس لئے تمہاری بات چیت ہمارے ٹرانسمیٹر نے کیچ کر لی ہے اور تمہارا جہاز ہمارے راڈار پر نظر آ رہا ہے" ـــ لبنانی ایئر مارشل کی گھمبیر آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

جنگی جہازوں نے عمران کے جہاز کو گھیر کر مار گرانے کی کوشش کی مگر عمران

ایسی لڑائیوں کا سب سے بنیادی اصول جانتا تھا۔ اس لئے اس نے پینترے بدل بدل کر ان کے حملوں سے جہاز کو بچانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد جنگی جہازوں کا ایک سکواڈرن پہنچ گیا اور فضا میں جہازوں کی خوفناک لڑائی شروع ہو گئی۔ لبنانی اور اسرائیلی جنگی جہازوں کے درمیان۔

لبنانی جہازوں نے بڑی مہارت سے اسرائیلی جہازوں کو لڑائی میں الجھا لیا تھا۔ اور عمران ان کے گھیرے سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے سرحد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر ڈائل پر اسرائیلی سرحد کو بالکل قریب دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ اسرائیلی سرحد کو پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ آزاد تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران لبنانی ہوائی اڈے پر پہنچ گیا اور اس نے بڑے اطمینان سے جہاز کو ہوائی اڈے پر اتارنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ پروفیسر ڈکسن کو اب لبنانی حکام کے حوالے کر دے گا۔ وہ اس کا جو جی چاہیں کریں ـــ کم سے کم آخری مرحلے پر ان کی اس امداد کے بدلے انہیں یہی انعام دیا جا سکتا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ پروفیسر ڈکسن لبنانی حکام کے لئے کتنا بڑا اور کتنا قیمتی انعام ہے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

لاسٹ اپ سیٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئشنز

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا گیا۔ کیوں ---؟

سینیٹر کنگ ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو بھی نہ کر سکے۔ انتہائی دلچسپ کردار۔

سینیٹر کنگ، دوستی اور دشمنی کا ایک عجیب ملغوبہ۔ جس کی موجودہ فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی۔ انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ۔ نتیجہ کیا نکلا ---؟

وہ لمحہ جب سنسان اور ویران پہاڑوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں، سینیٹر کنگ اور اس کے ساتھیوں اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

کیا بلیک زیرو، صفدر، عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے؟

وہ لمحہ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی۔

تیسرا ایکسٹو کون تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئشن۔

وہ لمحہ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا۔ کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا ------؟

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے

انتہائی تیز رفتار ایکشن

وقت کی نبضیں روک دینے والا سسپنس

ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

